

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ

اے لوگو! تمہیں آئی تمہارے پاس رحمت شہادت کی طرف سے
الحمد للہ علی الاعلیٰ کہ کتاب لا جواب ماحی رسوم و بدعات
دافع اوہام و ظلمات محلی نفع لامعہ روشنی بدلائل نافعہ اعنی

البرہان القاطع علی مزال و ارباب السبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین
والصلاة والسلام علی محمد و آلہ
الطیبین
البرہان القاطع علی مزال و ارباب السبا

بار حضرت بقیۃ السلف محمد الخلف راس الفقہاء و المحدثین تاج العلماء
الکامین جناب مولانا شہید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ
رحمۃ باری مولوی محمد عیسیٰ صاحب مآثر کتبہ بینات مدرسہ نظامیہ علوم سہانہ

کوفہ طبع و مطبعہ شد

2T-1

276

11062

التصديقات - رفع التلبیسات معروف بہند

اس زمانہ پر فتن میں جہاں اہل اسلام براہِ رعبیہ و آلام کا روبرو ہیں غفلت ان کے پیچیدگی بھی ہے کہ اپنی اپنی دنیا طلبی کے نشہ میں غوام اہل اسلام کو اہل حق سے متفرق کر رہے ہیں اور بے سود یا اعتراضات و جہاں اہتمامات ان پر لگائے رہتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے زمانے سے ان کے خاندان کے ساتھ جو بغض اہل بدعت کو پیدا ہوا تھا وہ آج تک بڑھتا ہی رہا یہ جامعہ مقدسہ جو سمجھا اللہ جامع شریعت و طریقت اور صدق کریمہ یحییٰ و یحییٰ بن داود قول نبوی لا یرا ل طاغیة من ظاہر بن علی الحق لا یضربہم من خلدہم اور صدق قول بزرگان

چوں نسیم آیندا بخاک نسیم بد کا ندیں عزا آفتاب روشنم
میں ہمیشہ ان کے ذمہ اہتمامات لگاتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں، انہو ذباقت یہ لوگ حق تعالیٰ شانہ کو جھوٹا بتلاتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ زیارۃ حضرت خضر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتے ہیں۔
ان خرافات کی خیر مدینہ منورہ تک پہنچی تو وہاں کے ایک عالم محقق نے ان سے سب سوالات قلبند فرما کر بغیر رفع اشتباہ حضرت مولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد صاحب مظہم العالی کی خدمت میں ارسال فرمائے اور جو جواب حضرت مظہم نے تحریر فرمائے تھے وہ وہاں کے علمائے کرام سے تصدیق کرا دیئے کہ ایسے عقائد و خیالات ہرگز قابل اعتراض نہیں ہیں میں نے چاہا کہ اس رسالے کی بھی طرح تشریح کر دوں تاکہ عوام ان لوگوں کے دھوکے سے بچکر اس جامعہ حق سے مدد ملے نہ ہوں اگرچہ ان حضرت کا اس میں کچھ حرج نہیں ہے مگر صرف غریب عوام کے حال پر ترس کھا کر مولانا روم رحلتہ علیہ کے ارشاد کے موافق گزارش ہے۔

اللہ اللہ ہرگز اے قوم نبیل تانبا شد خور و تاں فرزند پیل

۲۱ ملکش
مولوی محمد یحییٰ تاج کرتب دیدہ رسد منظر ہر علوم
سمار نیوسا

فہرست مضامین برائین قاطعہ

صفحہ	مضمین	صفحہ	مضمین	صفحہ	مضمین
۸۴	شرح فیہ کی ایک عبارت کی توجیہ	۳۹	قرآن نشہ میں کسی امر کا بلا کر مٹا کر دیا	۱	خطبہ کتاب و ہدایت و ضرورت البیت
۸۵	تصور خطبہ المدنیہ و سلم روئی آنے پر خطبہ	۴۰	ہے نہ مطلق وجود	۲	مسئلہ خلف و بعد قدما میں مختلف قدیم
۸۶	سالن کا ذکر کئے تھے اس سے اور نیز لا صلوة	۴۱	حضرت بن احدث اگرچہ میرا نہیں کئے تھے	۳	مستی حضرت نشہ
۸۷	بھفرۃ الطعناں کا یہ فائدہ اور نہ ثابت ہوئی	۴۲	مقدمہ میں حکم کی طرح راجح ہو گیا	۴	وہ ایک ایک کثرت حدیث میں موجود ہے
۸۸	جہالت کی فائدہ کو کیوں منع کرتے ہیں	۴۳	قاعدہ کا مطلب اور نہ حسن اور نہ شکر	۵	نفس ایضاً قوای ذکر و تلوذ و مذہب
۸۹	شب جہنم میں ارجح کے اپنے کھڑے کیا گناہات	۴۴	فرض حق مطلقاً ہی کونہ حق حقیقی نہیں ہے	۶	کثرت امر ان کیوں وجہ مانع ہے
۹۰	روایات سب غلط ہیں اور خلاف صحاح	۴۵	حدیث میں سن سن حدیث میں سن حدیث	۷	کثرت وزینہ مغل کیوں وجہ مانع ہے
۹۱	مذکورۃ السنۃ اور عوارض ارواح کا بزرخ	۴۶	کیا مارنے اور حدیث و دیگر عبارات	۸	بحث شریعی و بحث مسئلہ التزام صحاح
۹۲	میں چاہتا ہوں ثابت ہے نہ نہ	۴۷	یہ حدیث مانعین کو مفسر نہیں	۹	جو روشنی وجہ مانع ہے کوئی ہے
۹۳	اور کیا لوگوں کو خداوند علیہ السلام کو کثرت	۴۸	اللہ تعالیٰ کی کسی صفات خاصہ میں کثرت	۱۰	صحابہ انوار کے لطیفہ کا جواب اور تحقیق
۹۴	البتاع کی حرج بھی ادا جماع و روحانی بین	۴۹	شرک کا اعتقاد کو شرک نہیں بلکہ نفس	۱۱	حدیث ان لورین یاد رکھنا انہو
۹۵	لا دیا رواہ ان میں بعد جہتی کی قدر	۵۰	شرک کا اعتقاد بھی شرک ہے	۱۲	نہیں آیت ان اولیاء والا اتقون اولیاء
۹۶	ہو سکتا ہے	۵۱	بحث علم عربیہ	۱۳	نہیں سے نفس نہ کہنے کے معنی
۹۷	تعلیم مری کا تصدیق انہیں کو حضرت بن جریج	۵۲	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی	۱۴	محقق نہ لفظ یا رسول اللہ
۹۸	مفسد نہیں اور اسکی سخت میں ہی کلام ہے	۵۳	کے جیسے روکارو	۱۵	دوسری کی شکایت اربعہ کا جواب
۹۹	تبدیل اور شب بلیک اور مشرق کی فائدہ	۵۴	اتحاد بلکہ مذہب و ہر الزام و اعتقاد	۱۶	حضرت حاجی قاسم سرہ کی جائزہ قیام
۱۰۰	کوئی روایت قابل احتجاج نہیں	۵۵	تا کہ بد و ناجائز ہو جائے یا بے تقدیر میں	۱۷	مولانا و انصاف حال جلالہ میں ہے
۱۰۱	تذلل الملک و الراج سے شب بلیک و فرد	۵۶	تعالیٰ میں بس بارہویں نہیں	۱۸	قرآن نشہ میں موجود ہونے کی توجیہ
۱۰۲	میں ارواح کا گھر ثابت نہیں ہوتا	۵۷	مولوی امیر غلام کے جیسے روکارو	۱۹	تعلیق شخصی واجب ہے
۱۰۳	مختلفہ و اعتقاد ہے اس میں صفات	۵۸	کون التزام بدعتی اور کون جائز و نجس	۲۰	اشغال شایع ثابت البتہ ہیں
۱۰۴	کیا احاد صحاح میں قابل اعتماد نہیں	۵۹	ساکر اور بھون و صاحب لورہ بھون	۲۱	تلبیسات اور فتن ذکر ثابت البتہ ہیں
۱۰۵	صحابہ انوار کے ایک اندہ متغایہ	۶۰	کی تحقیق	۲۲	برہنہ و وسیعہ کی حقیقت
۱۰۶	نبول کی تعلیم	۶۱	شرک کی ہیئت ترکیبہ حرام ہوگی تو شرک	۲۳	برہنہ کی حدود جو مغل میں متعارف نہیں
۱۰۷	توبہ کی ہیئت	۶۲	حکم ہر بنا و اگرچہ تمام اجزاء صحاح ہوں	۲۴	مختلف اختلاف عنوان ہے
۱۰۸	توبہ کی ہیئت ترکیبہ بدعت ہے نہ نہ	۶۳	فائدہ و وجہ کو طعام ماننے و کھانا مانا و	۲۵	تسبیح حدیث بلکہ بستی اور نہ حدیث انا علیہ
۱۰۹	دیگر چیزیں	۶۴	فرمانے پر تلبیسات میں کر کے کو فائدہ مولانا	۲۶	اصحابی و حدیثی فرقہ انہو
۱۱۰	توبہ کے قرآن خوانی کی ہیئت متغیر و فوائد	۶۵	کھانے پر اٹھ اٹھا کر دعا مانگنا ہوگی کہ	۲۷	قرآن نشہ میں جو چیزیں ایک سے ہونے
۱۱۱	توبہ میں اجتماع و اداری کی ہیئت	۶۶	ہو اور نہ حدیث میں جہاں ثابت نہیں ہو کر	۲۸	نشہ اور حدیث فرقہ انہو میں فرقہ
۱۱۲	توبہ سے دن کے تلبیسات کی ہیئت	۶۷	جس قدر عبارت مولانا مولانا مولانا	۲۹	کوئی چیز مراد ہے
۱۱۳	اتحاد صحاح و تلبیسات کی ہیئت	۶۸	ہے کسی فائدہ و وجہ ثابت نہیں ہوتی	۳۰	قرآن نشہ کے بعد جو چیز عبادت ہو رہے
۱۱۴	برہنہ میں اس کی ہیئت	۶۹	شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی	۳۱	اس جہلا کا مطلب اور حدیث میں جہم کو
۱۱۵	تلبیسات کی ہیئت کو بدعت کی ہیئت	۷۰	مبارک سے بدعتوں کا فائدہ ثابت ہو جائے	۳۲	بہنہ و ان لا یستہدون الخ
۱۱۶	توبہ سے حدیث میں تلبیسات کی ہیئت	۷۱	اور عبارت شاہ صاحب بوجہ جہم	۳۳	تجربہ کی روایت فریم میں یک
۱۱۷	توبہ سے حدیث میں تلبیسات کی ہیئت	۷۲	مولانا سے اپنے مولانا میں نفس نہیں ہے	۳۴	راجح ہوتی ہے
۱۱۸	توبہ سے حدیث میں تلبیسات کی ہیئت	۷۳	اور حدیث صحاح اسے مبارک ہے	۳۵	تسبیح حدیث نہ تلبیسات یا غیر انکسب

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله المستعین والمستغفره ونؤمن به ونؤكل على يده بما صدق شروا افشا دين مليات اعمالنا من بعدى الصلوات
لدين يضل فلما هدى له ونشمدان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمد عبده ورسوله صلى الله عليه و
عليه آله وصحبه واتباعه امين الى يوم الدين - اما بعد بنده احقر اس قلیل احمد انبوتوى عفا الصلوات عنى بنعت
شديان باذاتش عرض کرتا ہے کہ ہر خیز جناب حق تعالیٰ نے منشور عام واجب الاذعان انزل فرمایا کہ الیوم اکملت لکم دینکم
انتم علیکم نعمتی اور فرمایا علی الصلوۃ والسلام نے یہ کلمات اعلان فرمایا کہ علیکم بنیتی و سنتی الخلفاء الراشدين لم یترک
عضوا علیہا بالانوار و یا کہ وہ حدیثات الامور فان کل بدعت ضلالة الحدیث مگر تاہم عوام کالانام باغوائے الشیطانی احقر
فی الدین سے باز نہ رہے اور محدثات کو عمدہ جادت تصور کر کے نہ کہ ان مسجات کے ہوئے اور پھر علماء ربانین نے
اگرچہ قطع یقین میں ان محدثات کے سببی طغی فرمائی مگر علماء دین نے قبول فساد فی ان معرکے نہیں ہیں اس سائل تالیف کئے ہر خیز
یہ سبب کہ تھا لیکن کسی نے فقہار مجتہدین و علماء اسخین کو سبب شتم سے یاد نہ کیا تھا اور نہ علماء و اولیا کے طعن سے اپنا دنیا
دین برباد کیا اس سن تیرہ سو تین ہجری کے ماہ شعبان میں ایک کتاب سے باور سادہ کہ فی الواقع وہ ظلمات باطلہ اس حق
کی نظر سے گذری کہ اس کے مؤلف نے عارضہ علماء اسخین اور اولیا مقبولین پر شتم کر کے سور من عادی و لیا لی فساد
بالحرب کا ہوا ہے اور طرز یہ کہ وہ خود علم دین سے بالکل عاری جہل مرکب کا مبتلا ہے نہ سائل کی مراد سے واقف ہوا نہ عجیب کے
جواب کو سمجھا اور نہ اپنے دعوے و دلیل کو جاننا کہ کیا لکھتا ہوں اور کیا مقصود تھا اور اس پر دعویٰ علم و تجرد تعلق کا وہ کچھ کہ گو
دنیا میں لاثانی ہے اور باوصف اس زہم و تجرد نمازا اپنے علم کے کہ جس مرکب سے اپنے نام کو ستر اخباریں کمون کیا ہی کہ جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ خود اپنی اس تحقیق باطل میں مترد و مہربانے تا انجائیش انکار باقی رہے کہ مقبول مع نمان کے مانہ کن راضے
کز و سازندہ خلفا ہر یکہ مؤلف جمع جملہ میں حق اپنی اس تالیف کو بزعم خود بے مثل تصور کر کے داد چاہتا ہے اور بریں نمونہ

اور تاج بڑی بڑی بدعت میں آئندہ سنت میں ہی طرح وہ محض میلاد جس کو عالم عاقل محدث کامل فقیہ فاضل حافظ ابو الخیر
سجاد ہی رحمۃ اللہ علیہ نے ٹھہرا ہے کہ حج اطراف و جوانب ارض میں اہل اسلام پڑھنے میں مولد نبی کریم اور پانچ میں اس کے
سبب برکات عظیم۔ اب اس دورہ میں کوئی آدمی اسکو کفر و شرک کہتا ہے کوئی بدعت کہتا ہے کوئی حرام کہتا ہے یا بدعت منہاس
محض مروج پاک کہتے ہیں کفر و شرک۔ جو ان سے کہو کہ وہ ایسوخ کو ذرا لگام دو

علیٰ ہذا القیاس وہ اموات جو مخزون و دروناب ایک غارتنگ و تاریک میں پڑے ہوئے ہیں کہ جسے میں کش میرا بیٹا یا بیٹی
اچھو لکھو جس یا بھائی بن فاختہ و درود بھیجیں اب اس وقت میں بعض وہ صاحب ہیں کہ بیدار ہوئے ہیں جسے میں کہہ
سبب اور بدعت میں نہ مٹی صاحبوں میں جو اعلیٰ ہیں وہ اپنی گود بھرنے میں مردوں کا مال جھنڈو وید و گھڑی یا بندھنے
میں اور جو ان میں مرد ہیں وہ امور فاختہ و درود کو بدعت بتلا کر تہی اموال ہوتے کا اپنے درجوں میں آنا آرزو کرتے ہیں
غرضیکہ ہر کوئی اپنی طرف کو کھینچ رہا ہے۔ عوام جو تعین تواریخ کی تقلید میں کچھ کر گزرتے تھے اب وہ بالکل شربے ہمار
ہو گئے بدعت منکر تمام متعارف حیسر سکروش اور دست بردار ہو گئے امداد اموات بند ہو گئے لیکن ان حضرت باغین
کو اس سے کیا غرض ہوتے اپنی قبروں میں ترپا کریں اور ساکین ہوس کے خاک میں ٹونا کریں اور تماشایہ کہ جب ان سے کہے
کہ میاں کیوں اخیر بند کرانے ہو کہتے ہیں وہ ہم تو بہت اچھا کام کرتے ہیں۔ پس یہ کہنا ان کا اُسکے قریب جاکر ٹھیکہ کر
قرآن شریف میں وارد ہے واذ انزل لہم لائقہ و انزل لہم لائقہ و انزل لہم لائقہ۔ یہ سوس صدی میں لوگوں کا حال
کیا غضب تھا اب جو دعویٰ شروع ہوئی دیکھئے کیا قیامت ہو دنیا میں کیا خرابی اور دین میں کیا مصیبت جو ان پیام
میں بی کے تین نفر اور چند علماء دیوبند و گنگوہ و سہارنپور کی حسن توہم سے اور مطیع خاص شامی میرٹھ کی سعی سے ایک نئی چاروں

قولہ ترویج بڑی بدعتی الخ قول آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہیں بلکہ قول سنا کا ہے ایسے اقوال سنا
کا ذکر کیا ہے محل ہے البتہ بعض علمائے جیسے ابن تہام نے آٹھ کو سنت اور آٹھ کو مستحب لکھا ہے سونہ قول نقال طعن کے
نفس قولہ سبطی و وہ محض میلاد الخ قول نفس ذکر میلاد و غیر عالم علیہ السلام کو کوئی منہ نہیں کرنا بلکہ ذکر ولادت پر کمال ذکر
یہ و حالات کے مشدوب ہے چنانچہ امر فتویٰ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری میں طرہ مذکور ہی اور مولف اس کو
دیکھ چکا ہے کہ یہ کتاب اس کی اسی فتوے کے رد میں تالیف ہوئی ہے البتہ فیہ قریب شروع اس کے ساتھ ختم ہو گئے ہیں۔

اس کی وجہ سے حکم مجموعہ پر بدعت و منکر ہو بیکا یا شرک و حرمت کا لگا جا رہا ہے اور یہ حکم باعتبار ان فیہ غیر شروع کے ہی
وہ نفس ذکر کے چنانچہ سب قریب معلوم ہو جاوے گا جس مولف کا یہ طعن بدعت ہے لیکن ان فتاویٰ کے محض کہ فہی ہی انہوں
کہ اہلی سوال اور جواب کو غور میں نہ کیا اور اعتراض کرنا کہ کھڑا ہو گیا قول علیٰ ہذا القیاس وہ اموات جو مخزون الخ قول
ایصال و آب طعام و قرآن کو کیسے منہ نہیں کیا اس باب میں جو منہ ہے تو اس طرح وہ بدعت سے ایصال کو منہ کرتے ہیں کہ
جیسے شہید بقدر لازم آجئے یا قییدہ طعن کی آجاوے کہ یہ دونوں تمام بدعت کے نزدیک علوم و بدعت ہیں۔ اور یہ امر کہ

بہرچکر اکثر اطراف میں نہیں کیا گیا ہے حال نتیجہ اس کا یہ ہے کہ محض مولد شریف علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام گناہ ہے اور اسی طرح
اموات کا فاختہ و درود و جو ہندوستان میں رائج ہیں یہ سب خراب تباہی کچھ دن اس پر گزرتے تھے کہ ایک سنتے در سار چوبیس
صغے کا سطح باقی میں چھپرک در بدر پھرنے لگا اس میں زیادہ تر مذمت میلاد شریف کی ہے اور وہی جو درود جو پہلے چھپا تھا پھر
دوبارہ اس میں چھپا جائے بعض اخوان طریقت نے بتا کہ تمام یہ فراموش کی کہ اس فتوے کے سبب لوگوں میں ایک نفع و جدا
ہو رہا ہے اور کچھ دل کے آدمی تشکیکات میں پڑے جاتے ہیں اور معاذ میں اس فتویٰ کو جا بجا دکھاتے ہیں اب تم کو چاہئے کہ تم
بجز نور نہ عوام جو خدام گرداب ضلالت میں ڈوب جا چکے اور پھر کبھی ساحل ہدایت کی طرف خروج نہ پائیں گے ہر خد کہ
میں مریض فقیہ کہ طاعت و حاجت علاقہ سے کم فرصت اس قدر گنجائش نہ رکھتا تھا لیکن ملئم الصدوق و الصواب کے جسکے قصہ قدرت
میں آدمی کا دل ہے سیکرہ ذلین بھی ڈال دیا کہ بالضرور اس باب میں امر حق افراط و تفریط سے خالی ٹھہرنا چاہئے ایسے مومنین
سکتا کر کے عوام کا لانا مگر جو غوائے مانعین سے بیکے جاتے ہیں نہ ڈونا چاہئے تب ہی نے نظر ڈال دوں فتوے بلوغہ شامی
پر تب یا فتویٰ پچھلے میں زیادہ تر اہتمام مذمت مولد شریف کا اور دیکھا پہلے فتوے میں انکار مولد شریف پر اور نیز طعن و تشنیع چند
امور خیرات و حسنات پر اسلئے جواب لکھا ہے اسی فتویٰ اولیٰ کا جس میں چند امور تھے اور نیز اس کے مگر چھپنے سے اسکی تاکید
بھی گئی تھی لیکن غصہ شامی کا بھی دلائل و رسائل کو اسی کی ذیل میں کہیں اصالتہ کہیں ضنار کیا گیا ہے چاہئے کہ ناظرین غور
میر طراظ فرمایں اور نام لکھا ہے اُس فتویٰ انکاری جس مقام پر یہ نام آوے جان لیجئے کہ وہی فتویٰ جو در وقت الخیرات
مرا ہے اور نام رکھا ہے اپنے رملہ کا انوار ساطعہ در بیان مولود و فاختہ شمس چاروا پر نور اول میں دسلے ہیں۔

لمعہ اولیٰ میں بیان ہے ان علماء و شایخ کا جو تحقیق فتویٰ انکاری کے مقتدا ہیں لمعہ ثانیہ میں اس سوال کی نقل ہے لفظاً
لفظاً جو اُس فتویٰ انکاری میں درج ہے پھر جو کچھ خطا میں اُس سوال میں ہیں انکی تشفیغ پھر ثبوت دیا گیا ہے خوش آوازی اور
فروش بکھپائی بھانے اور قیصر شریفی اور روشنی کرنا اور عرقین شریفین کی غفلت اور خطاب حاضر مرص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں کرنا اور یہ کہ حکم شرعی موقوف قطع حدیث پر نہیں نور دوم میں چھ فقرے میں لمعہ اولیٰ میں جواب مانعین مقول القیاس لفظ
اور مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس دل برد سے دیوبند کی چار شکایتیں۔ لمعہ ثانیہ میں رد جواب مانعین ثبوت بدعت سند بدل
ساطعہ لمعہ ثالثہ میں نقل ہے عبارت مولوی عبدالحق صاحب اعظ دیوبند کی پھر دو کلاما لمعہ رابع میں ہی رد عبارت مولوی
عبدالحق اور اثبات ہر حکم موجود ہونے ملک الموت اور ایسے اور چاند سوج کا اور نہ مشرک ہونا آدمی کا اس اعتقاد سے کہ
حضرت علیہ الصلوٰۃ و السلام کی روح مبارک محل مولد شریف میں آئی ہو لمعہ خامسہ نقل عبارت مولوی رشید گڑھ صاحب لکھنوی
منہ کا جو یہ خود بدعت کے ہے جو یہ ایصال کے اُس فتویٰ میں جکار دیکھو مولف نے یہ کتاب بھی ہے مصر ہے مگر
دیوبند میں نہ ہو اُسکا کیا چارہ۔ پس اگر کہیں مسلمان کو خیران دین و دنیا سے بجا یا کہ مال بھی ضائع ہوا و مقصود ہی حاصل
نہو کہ مقصود و آب اموات تھا نہ کہ سعادت سے فوت ہونا تو یہ عین دین ہے اسکو قبیح کوئی اہل دین و دانش ہرگز نہیں کہتا

کی پھر اس کی شرح لمحہ سادہ عبارت مولوی امیر بازاں صاحب اعظم جامع مسجد سہانہ پوری کی پھر جواب اسکا اور ذکر سماع اور حجت کا
نوسوم میں چھ لے ہیں لمحہ ولی جواز فائز اور جواب لائن نفعین لمحہ ثانیہ جہرات کی فائز لمحہ ثالثہ عیدین و شب برات وغیرہ
محرر میں فائز لمحہ رابعہ جواز طریقہ فائز سوم لمحہ خامسہ ذکر چیل و بترم و دم کا اور پھر محکم سجدہ سوسہ نصاب در باب
اموات نور چہارم میں آٹھ لے ہیں لمحہ ولی اثبات مغل مولد شریف لمحہ ثانیہ یہ اعتراض کرنا کہ مغل مولد شریف کو کونہیتا
کے جنم اور نفاذ کے پڑے دن سے مشابہت ہے پھر اسکا جواب لمحہ ثالثہ یہ اعتراض کرنا کہ مغل بدعت سنیہ ہے پھر اسکا
جواب اور اصول مقررہ مولوی محمد امین صاحب کے ثابت کرنا کہ یہ مغل سنت ہے بدعت ہرگز نہیں کیونکہ اسکی اصل بھی ثابت
ہے اور نظیر اور مثل بھی لمحہ اخیر یہ اعتراض کرنا کہ مغل خاص باب میں بیع الاولی کو کیوں کرتے ہیں اور ہر سال التزام کیوں ہے
پھر اسکا جواب اور ثبوت تخصیص یوم و التزام دینی چند لائل سے لمحہ خامسہ یہ اعتراض کرنا کہ قیام شرک ہے اور روح کا وہاں
حاضر جانا شرک ہے پھر ان سب کا جواب اور چلنا پھر ناردوں کا دلائل قویہ سے ثابت کرنا اور یہ بھی کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہو چکی ہے مغل مولد شریف کی لیکن قیام اس واسطے نہیں کہ روح مبارک تشریف لائی ہے بلکہ قیام چند وجہ
سے شریع میں پایا گیا ہے لمحہ سادہ یہ اعتراض کرنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غائب ہیں انفا کا حاضر مخاطب انکے واسطے
ہوئے لفظ نہیں پھر اسکا جواب دلائل قاطعہ سے اور ثبوت اسکا عہد صحابہ سے ایک لمحہ سابعہ اعتراضات متفرقہ دہائی تباہی
پھر انکا جواب لمحہ ثامنہ اسما مبارک حضرات علیہ ریاض فقہاء و محدثین و جو زین ابن علی برکات تفسیر یعنی مولد ختم السلیز
صلے اللہ علیہ وسلم آدھ و اصحابہ و اولیاء امتہ جمیع مولف رسالہ جمیع اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب
میں نے یہ بات دیکھی کہ بعض جاہلین یہ نفوی انکار پر چڑھ کر اپنے مسلمان بھائیوں کو بید روی سے چڑاتے ہیں اور
فتنہ کی آگ جو اس قسم کی تحریکات نفسانی سے بھڑک اٹھتی ہے بھڑک اٹھتی ہے تب اس نزاع باہمی پر کمال افسوس ہوا اگر مفسرین
دین سمجھتے کہ یہ آدمی فتوے لکھو اگر باہم سرچھو بیٹھیں اور شیشہ اتفاق و محبت سنگ تفرقہ کو توڑیں گے نہایت درجہ کے
یقین کال سے کتابوں کہ کبھی یہ علماء اس میں قلم نہ اٹھاتے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر کفار کو اپنی خابہ جنگی کا نشانہ دکھاتے
خیر گذشتہ راہلوات اب میں بصد التجارب صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں ایک جملہ لکے انکا کہ جنوں تر و تاز
سے دم بھر غالی نہیں جنگ جلال اور تصنیف اوقات سے چٹا ہوں کیونکہ میں کوئی دارسہ مزاج لا ابالی نہیں اپنے کاروبار کو
کہہ سکتا البتہ واعظین و مدرسین پر جو کہ مثل امر بغوا عنی و لا آیت کے ہیں اور امر و بالمعروف و نہایہ امر عن المنکر کے عامل طعن
تشیع کرنا اور بدعتی کو کام فرمانا کہ منشی عنہ مخصوص قطعیہ و لاریب تسویر سلطان اور ارضاعین ہے اور توہین و ثواب خیر عالم کی کر
اہی عاقبت کا بار کرنا اور خلق کا گمراہ کرنا ہے پس مولف اپنے اس شغل تشیع سے اپنا انجام سوچے کہ کیا ہے اور یہ عند کہ وہ مطلع
دنیا یہ وعظ و درس کرتے ہیں سو اسکا صاحب اللہ تعالیٰ ہے مولف کو حکم ظن کرنا کہ تعانہ بطنی کا قول علیہ السلام ایام و لظن
الحديث سو مولف عدول حکم ہو کر کون ہوتا ہے اور جو وہ اجرت لیتے ہیں تو آخر علماء متاخرین نے درس اور وعظ پراسکے

صلاح دین کے لئے جو کمر رسالہ لکھتا ہوں سلسلہ اہل اسلام بقدر نظر انصاف سے اسکو دیکھو نفسانیت کو ہرگز دخل نہیں اگرچہ
میں آج اس وقت سے قبول کچھ اور قول سابق سے جو کہ کتب کسرتان مت کچھ اور اگر مرقوں کی جی ہوئی دل سے نکالو تو اتنا باظہر
کر کہ طرف ثانی کی تشیع سے زبان سنبھالو مگر توبہ نیست بدرمان وہ لوگ جو باقتدائے سلف صالح ان امور کے
قائل ہیں دیکھو ان کے پاس اپنی تقویہ میں کس قدر دلائل ہیں اور اولہ شرعیہ کے بدل انکے مسائل ہیں نور اول میں دلیلے
ہیں لمحہ ولی میدان ہے اون علماء و مشائخ کا جو مفتیان فتویٰ انکاری کے ساتھ اور مشائخ اور معتد اور پیشوا ہیں واضح
ہو کہ اس فتویٰ کے جسد رفتی میں وہ معتقد ہیں ان دو عالموں کے یعنی مولوی اسماعیل صاحب ہلوی اور مولوی اسحاق صاحب
دہلوی کے پس بعضوں کو ان صاحبوں کے خاندان میں واسطہ درواسطہ رابطہ خاگر دی جاہل ہی اور بعضوں کو مرید مطلق
اور بعضوں کو محض تقلید اور اتباع پس مولوی اسماعیل صاحب کا خاندان طریقت یہ ہے کہ وہ مرید میں سید احمد صاحب کے اور وہ
شاہ عبدالعزیز صاحب کے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے اور مولوی اسماعیل صاحب علم حدیث میں شاگرد ہیں شاہ عبدالعزیز
صاحب کے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کا ایک سلسلہ
تو ضابطہ یہ ہے اور دوسرا نقشبندیہ مجددیہ وہ مثنی ہوئے شاہ ولی اللہ پر اس طرح کہ یہ دونوں صاحب اور نیز تیسرے مولوی
محمد قاسم صاحب ساکن نانوہ ضلع سہانہ پوری پتھوں صاحب مرید ہیں جناب حاجی اماد اللہ صاحب کے اور وہ میانجی
نور محمد صاحب کے اور وہ سید احمد صاحب کے اور وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے۔ جاہل یہ
کرنا صاحبوں کے استناد پر امام متقدمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ٹھہرے اور شاہ ولی اللہ صاحب کا سلسلہ
ادھر کو اس طرح چلتا ہے خانقاہ مجددیہ میں کہ وہ مرید ہیں اپنے بانیہ عبدالحکم صاحب کے وہ مرید ہیں سید عبداللہ کے
وہ سید آدم بنوری سے وہ امام ربانی مجدد الف ثانی سے لے آکر اور دوسرا سلسلہ پاشاہ ولی اللہ صاحب کے کتاب
انتباہ میں یہ لکھا ہے کہ اس فقر نے علم حدیث لیا اور حقہ تصوف پنا اور خلافت پائی شیخ ابو طاہر سے اور انہوں نے شیخ
ابراہیم سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد شادوی سے اور انہوں نے اپنے باپ علی بن
جلال القدوس اور انہوں نے شیخ عبدالباق شادوی سے اور انہوں نے شیخ جلال الدین سیوطی سے اور انہوں نے شیخ کمال الدین امام
جو از کا فتویٰ دیا ہے اور خود مولف بھی ایک سال اس باب میں طبع کرا چکا ہے پس یہ یمن اپنے اوپر اور علماء متاخرین و فقہا پر ہوا
کہ اپنی غرض فاسدہ کے اتباع میں اپنا قول بھی یاد نہ رہا سخت تعجب ہے مہذب جو کچھ واعظ اور مدرسیہ میں نیت ایصال ثواب
دیا جائے اسکا ثواب بھی تو اموات کو پہنچتا ہے سو اموات کا حرمان نہ معلوم کہ مولف کس طرح بھی گیا مگر شاید مولف کے نزدیک
وعظ و درس کوئی گناہ ہے کہ اس کے صرف میں وصول ثواب بھی نہیں ہوتا معاذ اللہ ورنہ وعظ و درس جو کچھ فرض ہے انکے
صرف میں اجر بھی زیادہ ہوتا ہے تو ساکن کے دینے سے اس میں اموات کو زیادہ نفع ہے حسب علم شیعہ پس مولف کا یہ کلام
محض کینہ کا انہما اور بجزی علم دین سے ہر پس جواب سلسلہ و طعن نامزدوں مولف کا جاہل ہو چکا اور جو کچھ کلام لائینی اس کا

کالیسے اور انہوں کے شیخ الاسلام ابو الجوزی بن الحزری شیخ الفقراء والمحدثین سے لے کر آخرہ الحاصل یہ بزرگواران مندرجہ
سلاسل کو معتقد اور پیشوا ہیں مفسدین فتوے انکاری کے اور نقل کیا ہے ان سے اس کو ان کی کتب شائع مثل نیاۃ و قولہ
اور ضیاء القلوب اور یہ اسلئے کہ ہم جو قول یا دلیل پیدا کریں گے تو وہ یا خود ان بزرگواروں کی تصانیف میں ہوں گی یا ان
بزرگواروں کی مسلم الثبوت کتابوں میں لکھنا ثانیہ سوال فتویٰ انکاری کے نقل ہے سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مفسدین
شیخ متین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی و مہجہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسی ہیئت سے کہ جس مجلس میں امران خوشحال
خواندہ ہوں و زبیر و زینب و شیری و دوشی ہے کثیرہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شاعریں مختلطہ مضمون جان
ہے یا نہیں اور قیام وقت و ذکروا صلت صلعم کے جائز ہے یا نہیں اور حاضر مہناختیان کا ایسی مجلس میں جائز ہے یا نہیں
یہ بزرگوار عیدین و پنجشنبہ وغیرہ کے آٹ طعام سانسے رکھ کر سپر فائز وغیرہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا اور ثواب اس کا اموات کو بھیجا جاتا
ہے یا نہیں اور زبیر و زینب و دوشی کے لوگوں کو جمع کر کے قرآن خوانی و کلام طیبہ جنوں مجنوں پر منع فرج آیت کے وغیرہ غرض
کرنا بحدیث نبوی صلعم جائز ہے یا نہیں بیوا تو جہود تمام ہوئی عبارت سوال کی حرفا قرآن شریعہ اس ال کی کرنا ہوں اس طرح
عبارت سوال پر لفظ قولہ ہوگا اور میری عبارت پر لفظ قولہ ہوگا قولہ جس مجلس میں امران خوشحال خواندہ ہوں الخ الخ قول مجھ
سائل چونکہ سخت غما و محنت خیر الباد سے رکھنا خواہ اپنے مفسدین کے مشورہ سے خواہ اوروں کی کہنی سے وہ لفظ صریح کرنا کہ
جس میں مفتی صاحب کے کھٹکے مہربانی کی نگاہیں بھلا کوئی اس سائل سے پوچھے کہ کیا مجلس سیلا کو خاص امران خوشحال
ہی پڑھتے ہیں بلکہ مردہ انہیں کھو کر دیکھ دینی میں مولانا عبدالحکیم صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب اور
اس کا سلسلہ اسکے ہے اس کا ولیم الجوزی پر کیا جاتا ہے نہ یہ کام علم کا ہے بلکہ دہلی کے پیکر بازار اس سے زیادہ کھسکے ہیں
اس کے بعد مولف وجہ تالیف لکھی اور اپنے عالم تحریر نے اور معتز زمانہ ہنسی و دادی پر اس کا جواب یا فضول ہی کو نہ کرے کتابت لغت کی
شاید اسکے علم و فہم کی اور کتب اسکے دعویٰ کی موجودی کہ ہر اہل علم مبلغ فہم مولف کا دریافت کر سکا ہے علیٰ ہذا تو بیہودہ قسم رسالہ اور
اولیٰ نازل کا قابل جواب نہیں اس سے جو در کے آگے پڑھتا ہوں فقط قولہ لکھنا ثانیہ سوال فتویٰ انکاری کے نقل الخ الخ اول
سائل نے وہ ہیئت واقعہ محض مولود جو مہجہ ہے دیج سوال کے کہ اس کا حکم پوچھا تھا اسکی غرض یہ تھی کہ اصل ذکر مولود کو اس
علماء جانور کہتے ہیں مگر اس ہیئت کا کیا حال ہے مولف نے بنام نہاد شرح موال کے اس کا جواب دیا اور شرح میں اپنی رائے
جو مناسب جانا لکھ دیا ہے چنانچہ ظاہر ہوا جاتا ہے قولہ اول۔ دیکھو سائل چونکہ سخت غما و محنت خیر الباد سے رکھنا خواہ اپنے مفسدین کے مشورہ سے
کہنے قلمی ہے کہ سائل کا معاند ذکر فرمایا علیہ السلام کا لکھا ہے البتہ سائل اگر قیاس سنت ہے تو اس ہیئت کا معاند بیشک ہوگا
کیونکہ اس ہیئت کو ہر عت جا کر اس معتقد ہے بقول علیہ السلام کل بدعۃ ضلالة اور اس ذکر کو وہ مذہب ہی جانتا ہی ہوگا کہ
کے مفسر سے جو کہ اسے طلب میں وہ پکارتا ہے قولہ وہ لفظ درج کرنا ہے الخ الخ اول اس کلام سے اس قدر معلوم ہوا کہ امران
کا حاضر ہو کر نزل و قصیدہ پڑھنا مولف کے نزدیک بھی جو بیہ تامل فتویٰ کہ اہل سنت کے لیے کہ جس سبب سے سائل پر غصہ ہے

مولوی وزیر الدین داغلا جامع دہلی اور چند علماء مہتمم شریعت پڑھتے ہیں اور کئی ہنس سے مولوی عبدالرب صاحب بلوی بھی مولف سے
پڑھنے کے خوب محفل سجاتے ہیں یہ بھی ساتھ برس کے ہوئے امر و خبر و نہیں میں البتہ بعض محافل میں کوئی لڑکا خوش آواز
کیوں ایسا سوال جایا اور مولف اپنی مجالس میں امردوں کی مولود خوانی سے انکار کرتا ہے مگر مولف کا یہ قول کھسک کر لہی ہے
اگر کب مجلس سیلا کو خاص امران خوشحال ہی پڑھتے ہیں یا کیونکہ سائل نے کب کہا ہے کہ مولوی پڑھتے ہیں یہ حضور مولف
کے فہم ناقص سے پیدا ہوا ہے سائل یہ کتاب ہے کہ امران خوشحال خواندہ ہوں اور خواندہ ہونا عام ہے کہ بالکل وہی
پڑھیں یا کہ پڑھیں اور طلب سائل کا حسب واقعہ و حسب قصائد مہجہ وغیرہ مجلس میں پڑھنے سے ہے نہ خود کتابت لکھ کر پڑھنا
سورہ توحید مولف کی خواب غفلت ہے کیونکہ اسکی غرض حضور امار و ادب خوشحالانی سے قصائد پڑھنا ہے اور یہ امر حال میں
موجود ہے کیونکہ اس سے انکار کرنا ممکن نہ تھا کہ خود مولف کی محافل میں بھی یہ امر موجود ہوتا ہے۔ لہذا اسکے دفعہ کی اسطے مجر
کی کہ قول سائل سے کہ مولود خواندہ ہوں امر کا کتاب مولود کی پڑھنا مہجہ سوال میں مراد دیا اور پھر سائل نے کہ دہلی وغیرہ
سب بڑھے اور معتز پڑھتے ہیں جہاں مولود شریعہ کی اور خوب اعتراض کیا عوام کو تو دھوکا شاید لگ جائے مگر فہم آدمی تو اس
کا یہ جوابی کو خوب سمجھ لیا پھر یہ کہ اگر بالفرض یہ امر بھی ہوتا تمام سائل ایک صورت فرضی کر کے اس کا حکم پوچھتا ہے اور میرا ذریعہ
محلات امر شائع ہے ہیں یا نہ ایک کہ کتب فقہ میں بعض ایسے سوال مندرج ہیں کہ محال عادی ہیں پس سائل پر یہ عتاب مولف
کا کہ یہ صورت کہاں ہوتی ہے ایسا سوال کیوں کرنا ہے کون عقل کی بات ہی عجیب اور عالم کو دانت سے کیا بحث ہے وہ سوال کی
صورت کا جواب دیتے ہیں مولف کا نیا قاعدہ غرض ہے مگر بات ہی ہے کہ سائل نے خود عیب مولف کا بیان کیا اس کے برخ
میں غصہ آگیا اور دوسری شرح خلاف مقصود کر کے جواب میں انکار واقعہ کر دیا گیا مگر اس تفسر سے کیا حاصل ہوا کیونکہ قصائد مولف
اور مولود خوانی دونوں کا ایک ہی حکم ہو گیا۔ حالانکہ جو اہل غرض و حضور امار و ادب خوشحالانی سے ہے مگر مولف ایسا فہم کہاں سے لانا جو اسکو
بکھتا ہے پھر کہو اس کے بعد روشن ہو گیا۔ حالانکہ جو اہل غرض و حضور امار و ادب خوشحالانی سے ہے مگر مولف ایسا فہم کہاں سے لانا جو اسکو
قصائد پڑھیں اور حالانکہ مولف بعض حسین صحیح بھی ہوتے ہیں اور مجالس مولود میں جو انان شان بخار بھی حاضر ہوتے ہیں تو یہی
صورت نہیں اندیشہ فقہ کا ہے جو جو غرض ان فقہ وہاں موجود ہوتے ہیں تو غلطہ ثبوت حرام کا ہے کہ امار کوئی بیج کر کوئی
زیادہ اور خوش محلی اور ایسا صاف اور خوشبو کا ہونا اور مشق و فخر و شباب کا ہونا داعی ہیں ایسی حالت میں گوڑ کر سرور عالم
علیہ السلام کا ہی ہو مگر غلطہ ثبوت ثبوت بطل غائب ہے ایسی فعل کا کیا حکم ہے اگرچہ ذکر مذہب ہے مگر جو حق معصیت و کرارت کا
بھی ہے اور مجموعہ حکم باعتبار توبہ کے ہوتا ہے تو مولف نے جواب اول تو دیا کہ دہلی وغیرہ میں کوئی امر مولود نہیں پڑھتا اور اگر
کوئی امر آج دسے تو امردوں کو قرآن یا مہجہ پڑھنا کہیں منع نہیں آتا داہمجان اللہ کیا حد جواب ہے وہ تو پوچھتا ہے کہ اس
مہجہ اور بیہودہ حاضر مولود امر و مہجہ خوانی کیسی ہے مولف جواب دیتا ہے کہ کتب میں یا خلوت و گھر میں قرآن پڑھنا منع نہیں
وہ کتب مکتب خانہ میں قرآن و مہجہ کو پوچھتا ہے یا مطلق قرآن و مہجہ کو پوچھتا ہے وہ تو ایسے مجمع میں کہ غلطہ فقہ کا ہے سوال کرتا کہ

بھی آجاتا ہے کوئی نفیقت یا محجہ خوش آوازی سے پڑھ رہا ہے سو یہ کہیں قرآن وحدیث فقہ اصول سے ثابت نہیں کہ مردوں کو قرآن پڑھنا یا اپنے رسول کریم کی محجہ اور سنت کا پڑھنا منوع ہے کہ تعریف زلف و بیخ و خال و خدو و بیان نازنین کا ذکر نہیں پڑھنے باقی رہی الحان خوش سواس نورت کے مسلم الثبوت عالم ربانی مجدد الف ثانی جلد ثالث مکتوبات میں نے میں نے مجید رباعی اور خوانی اندلیج یا نہ پور نفیس قرآن خواندن بصورت حسن و قضا و نفیقت خواندن چہ مضائقہ است بمعنی تعریف و تہنیت حرف و قرآن است و التزام رعایت مقامات شریفہ بصورت بان بطریق الحان یا تصنیف مناسب کن کہ دشمن فریضہ صیاح است انگو اس سے معلوم ہوا کہ خوش آوازی سے مولود پڑھنا جائز ہے ہاں البتہ تالی بجانا اور رعایت رائی کے قواعد کی چاہئے یہ انکا قول ہے اور وہ اسب لہ نہیں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ **والحق ان السماع اذا وقع بصحوة حسن بشرط حسن التصانصات الخلال والنوع الثبوت الحمیرہ عیا عن الآلات المحررۃ و آثار کائن الخلق الشرعۃ علیہ کان من الحسن فی غایتہ و التمام تزکیۃ النفس منایۃ الی آخرہ** سادہ نیز مولوی محمد جمیل صاحب مراد مستقیم میں لکھتے ہیں جب عشق کے بیان میں انہماک و مبادات ان السماع الحان خوش و صوات و بخش و تعجب شوقی آید و اشادہ عشق انجیز است اتنے۔ اور ابن جزیری و سید احمد صاحب ارشاد ولی اللہ صاحب کے شائع میں ہیں فرماتے ہیں سن سات سو پچاسی میں بادشاہ مصر نے فضل مولود شریف کی شعی میں اس میں حاضر ہوا افضل امتیاز ہیکل کج و حرکت ہوئی مطلق قرآن و مع کوئس نے کہاں پہلچا ہے اور جو مولف کی یہ فرض ہو کہ اصل ذکر و درست ہے کہ عرض فقہ حاضر ہو گیا اور یہ اصل غلط ہے کہ کوئس قوت عارضی ہی مثل اصلیہ کے محکم ہوئی ہے اگر ہر مراد ہے کہ مطلق جب حلال ہوا تو پھر جس قدیم اس کا وہ ہر حلال ہی رہے تو یہ بھی ہر اس غلط ہے کہ مطلق حلال قید منع سے منع ہو جاتا ہے چنانچہ نازا رض منصوص ہیں منع و مکروہ ہے اور جو یہ مراد ہے کہ امر اگر خدو خال کا شہاد پڑھے تو منع ہیں مگر مع فخر علیہ السلام کا اندیشہ نہیں تو یہ بعض غلط ہے کہ کوئس پرستوں اور جو انان با شہوت کو مع اور قرآن اور غزل میں اور صلوة و ذکر میں کہ تیر نہیں ہوتی بلکہ آواز ہی امر یہی ہر شخص جاننا ہے کہ مولف ویدہ و فتنہ کا کر کے یا بوجہ ضعف و بلاغ کے قوہ شہو یہ زائل ہو گئی ہو۔ دیکھو در مختار میں امر بھیج کی ناز کو مکروہ لکھا ہے اور جو اس کی وہی مطلق فقہ ہے جب ناز اور قرآن میں علماء مکروہ لکھتے ہیں تو ایسی مجلس میں مع خوانی کیے سست ہو و گئی اور اجارہ العلوم میں امر کی صورت کو در صورت مطلق فقہ کے مکروہ لکھا ہے مولف انکھ کھول کر مطلق کہے ہیں ہر گاہ کہ زمانہ صلیح میں اس کو مکروہ لکھا ہے تو اس زمانہ فقہ میں تو صلحا کا بھی حال قابل طاعت نہیں چہ جائیکہ اس مصلح میں حلال مناجات ہو جو ہوں پس حال یہ کہ مولف نے کمال فہم کو کام فرمایا کہ مسائل تو لسی مصلح کے حضور کو پچھتا ہوں جس میں فقہ کا نین غالب اور اردو کا وہاں بلو نا موجب فقہ کا ہو اور مولف جو ایدیتا ہے کہ امر کا قرآن و مع پڑھنا درست ہے یہ علم مولف کا قابل مذہب قولہ باقی رہی الحان خوش آواز قول بیان سے مولف اپنے دعویٰ پر دلیل لایا ہے کہ صورت حسن جائز ہے حضرت مجدد کا قول اور وہ اسب لہ کی عبارت اور صراط مستقیم کی تقریر مگر کوئی مولف سے بوجہ کان روایات سے صورت حسن کا جواز جاری ہوا اگر اردو میں نہ ہو کا مع مناسق ہیں پڑھنا تو ثابت نہیں ہوتا مسائل اس مینیت کو پچھتا ہوں مطلق صورت حسن کو تو پچھتا ہوں ان روایات سے کیا سود حاصل

اور جس اس کو دیکھ کر خوش ہوا خیال کرتا ہوں اس مصلح میں جس بڑا شغل سوتا چھ سو اہر کا کھانے پینے کی چیزوں اور خوشنویں اور خوشی شمنوں میں چھس مطلق تو چھوٹی عمر کے لڑکوں قرآن قرات سے بڑھنے والوں کے تھے نفل کیا اس حکمت کو ملاحظہ قاری نے اپنی مورد الروی میں اور اس کے قریب قریب ذکر کیا اور الدین ابو سعید ورائی سے اور بادر کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تھے خوش آواز کو روایت ہے کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھنا یا موسیٰ کا فر یا اللہ اودی ہذا مردان میں مزہر آل داؤد۔ جب یہ خبر ملی موسیٰ کو کچھ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ جو میں جانتا کہ آپ سنتے ہیں تو خوب ہی بنا کر پڑھتا غرض کہ حسن صوت اور خوش الحان ہر طریق الطبع کو پسند ہے مگر جو لوگ جلد الطبع یا مرد مزاج ہیں وہ اس کی حد نہیں جانتے۔ علامہ قسطلانی نے اسباب میں لکھا ہے۔ وذا لعل مع بلاوة جلد یا اثر بالحدیث تا فرادہ فقہ و بعضے سمعی الحادی فن لہر کر کو فوفا لہ الزاج و بعد الطالع انتہی اسی معنی سعدی شہید لڑی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ۵

اشہ بہ شمر عرب در حالت ہست و طرب گردون نیت ترا کی طبع جانورے

قولہ زیب و زینت اقول یہ لفظ اکثر یافین و سنکرین میلاد سے سنائی کہ وہ بخیر دلائل من کے زیب و زینت کو بھی منہات میں شمار کرتے ہیں مصلح میلاد میں زیب و زینت ہوتی ہے کہ بانی مصلح درمی چاندنی قائلین خوبصورت جو اس کو ہمہ پہنچے ہیں اپنے ہوا اور مولے تطویل کے کو نافع دلائل علی ذہابن جزیری کے قصہ میں چھس مطلق لڑکوں میں قرآن خوانی مکروہ بھی پچگان کی قرآن خوانی کو مفید ہے نہ اس سال کے مقصد کو مفسر علی ذہابن جزیری نے اور قسطلانی کا قول اور سعدی شاعران سے سوال کا جواب برگ حاصل نہیں ہوتا مولف کی محض تطویل اور خواہ خواہ مع کرنا روایات بے مل کا ہو جسے جملہ تو سمجھتے کہ مولف نے سنت سے دلائل سے مدعی اپنا نکتہ کیا اور اہل علم جان گئے کہ مولف کو سوائے جمع الفاظ کے معنی اور طلب سے کوئی بھی مناسبت نہیں مسائل کی پچھتا ہے اور مولف کہہ اور یہی جواب ہے۔ ایہ جس امر کو مسائل لکھا ہے اس کو فقہا و مدعی کر ہیں ناز و قرآن میں بھی اور جس کا جواب مولف دیتا ہے وہ بیکے نزدیک درست ہے اسکو اس سے کہ مناسبت ہی نہیں ہے پس ایسے فہم مولف ہر ہیکو بڑا اندیشہ ہوتا ہے کہ جب مولف کا یہ طریقہ تھیرا کہ اگر کوئی عقیدہ کا حکم پوچھتا کہ مولف کا حکم بتلا کر گراہ کیا کر شمسائیں کیا لگا کر بکری چوری کی کسی ہے، مولف جواب دیتا کہ بکری حلال ہے قرآن حدیث میں بکری کو حلال لکھا ہے حرام کہ نہیں لکھا۔ کوئی پوچھتا کہ زوجہ سے نفاس میں محبت کیسی ہے، مولف کہتا محبت اپنی زوجہ سے حلال ہے کہیں حرام نہیں لکھا علی ذہابن ابواب فقہ کو قیاس کر کہ مسائل قیاس کے حکم کا طالب ہو گا کہ مولف مطلق کا حکم بتلا کر گراہ کر گراہ اور تمام دین کو ہم کہہ کر دینا ملاحظہ و لاؤۃ الایمانہ۔ جیسا اس سوال میں علم و فہم کو مولف نے صرف کیا کہ مسائل ایسے معنی میں کہ مطلق فقہ کا ہر اردو کی قصہ غزالی کو پچھتا ہے مولف صورت حسن کے جائز ہے اور امر کی قرآن و مع پڑھنے کو جواز کی دلیل قرار دیکر جواز اس امر کو کہ کائنات کر ہے اور پھر اس علم پر فخر و ناز ہے اور جو کسی اور سے بزم مولف پچھتا کہ ایسا لفظ ہر مرد و بوجا دے تو اس پر سخت اعتراض کرنا اور خود اپنی خبر نہیں قولہ زیب و زینت قول یہ لفظ اکثر یافین انجہ اول اسکو بھی مولف خوب سمجھا اور خوب جواب دینا اور صدق انامرون الزائس

گھر میں مقام محل چھانا ہے سو یہ باتیں سب جائز میں فتاویٰ عالمگیری جو فریقین کی مسلم القبول کتاب ہے مولوی اسحاق صاحب
 جابجا اپنی تصنیفات میں اس کی سند بخیر کرتے ہیں اس کی جلد خاص باب ستم میں ہے کہ جاننے والے انسان کو بچھانا ہے گھر میں
 جو کچھ چاہے فروش و قایلین سفید بانگین سادہ یا نقشون قولہ شیرینی قول یہ لفظ بھی اس لئے درج کیا ہے جب عین
 ذکر رسول اور صلوات علیہ آرد و سلم ہائین کے منع پر کسی طرح شمول محض میلاد شریف سے باز نہیں آتے تب یہ جلال ڈالنے
 ہیں کہ ایک لنگھٹوں کی پیشینگی کی طرح شروع کرتے ہیں کہ شاید ہمارے چرہ والے سے اس محل کو ترک کریں کہیں میں کہہ لوگ شیرینی
 کی طبع سے جاتے ہیں وہ لوگ بھی جواب ترکی بڑی کر چڑا لے گا جواب چرانا اس طرح پر اشعار پڑھ دیتے ہیں اشعار
 بالرفیقین انفسکم کی ہوئی کہ جو اور فضیلتان پر طعن کرتے ہیں کہ کسوا سطے تفصیل سکہ کی نہیں سمجھتے اجمالی جواب دیتے ہیں اور یہاں
 خود اپر عمل کرتے ہیں سنو کہ غرض سائل کی صاف ظاہر ہے کہ ہے کہ جب محض میلاد میں حضور جان و طفل و پیر صالح اور فاسق
 دنیا دار ہر قسم کے آدمی کا ہوتا ہے اور حسیب دت و بر رفعت کے عمدہ فافرو لباس میں لگتے ہیں اور بیشتر لباس و فرشتہ بھی ہوتا کہ
 اور وضع میں بھی امر غیر مشروع ہوتا ہے اور موقع امر بالمعروف کا بھی نہیں کیونکہ اگر بالمعروف ہو تو یہ جمع ہی نہ ہو چنانچہ نسب منشا ہے
 علی ذہابا و فرامیں میں اکثر خلاف شروع ہو جاتا ہے اور دیوار گری وغیرہ امو بھی ہوتے ہیں جہاں کہیں کہیں زیب و زینت کسی
 قسم میں حسیب وہ خلاف مشروع ہو اور امر بالمعروف نہ ہو وہاں حاضر ہونا کیسا ہے اور ذکر ولادت خیر عالم علیہ السلام کا وہاں
 حاکم نہ نکلتا۔ وہی ہے یہی محض میں کہ بار غیر مشروع وہاں ہوں جائز ہے یا نہیں تو مولف صاحب نے کس جرم کے ساتھ جواب دیا
 ہے کہ اول تو شرح زیب و زینت کی آپ ہی کی کہ قطع فریض کو اس کا مصداق بنایا اور دیوار گری وغیرہ زینت مکان کو اور زینت
 جائزین کو ایک قلم حذف کیا اور فریض کی زینت کو بھی اجمالا ذکر کیا اور عموماً جو از کا حکم فرما دیا گو یا زیب و زینت چاندنی دریا کی
 نام ہے لہذا اور پھر فریض بسا اسی گویا کہی غیر مشروع ہوتا ہی نہیں نہ کچھ تفصیل کی نہ شرح کی مطلقاً سب کو مباح لکھ دیا حالانکہ
 بخاری میں منقول ہے کہ اوڑھو اصحابی و دیوار گری ہونیکے سبب سے ابن عمر کے گھر سے لوٹ گئے اور دعوت کو کہ سنت ہے سو کرنا
 اور عالمگیر پڑھ دیا یہ وغیرہ میں موجود ہے کہ اگر محض دعوت میں مصیبت ہو تو وہاں جانا جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ فلا تعذر لعل ذکر
 مع القوم الظالمین پس جہاں لباس حریر اور ڈاڑھی چڑھی ہو وہاں اور جہاں میں سہیل اور مکان میں دیوار گری اور فضیل سوز
 وغیرہ چاندنی کے مثل اور دیگر امور ہوں وہاں جانا کس طرح درست ہوگا مگر مولف نے چشم بند کر کے عوام کے دبو کر دینے کو حکم
 جواز کا ذکر ایک روایت عالمگیری کی نقل کردی اور غرض و مزا سائل سے کچھ بھی فرینیں نہ تماشائی کہ سال کچھ چھتا ہوا اور لوٹ
 کچھ اور رشتے کا جواب دے رہا ہے اولاً سوال عام کو ایک فرد میں مقید کر دیا تا نیا اس فرد کو بھی بلا تفصیل مطلقاً حلال لکھ دیا اور
 صریح خلاف نصو کے فتوے سے جواز کا ذہن دیا اور پھر تمام دیوار اعتراض کہ جواب سوال میں مطابقت نہیں اور جواب میں اجمال ہوا
 اپنا یہ حال کہ سوال جواب کو نسبت بھی نہیں ان ہذا لئے عجیب قولہ شیرینی قول یہی اس لئے الخ قول اس فید کی طرح یہاں
 تو مولف نے خوب واسطے علم کی دی کیونکہ علم کی بحث میں ایسے سفریات کا بھٹا مولف ہی کا کام ہے اس کے جواب میں کاغذ

سبب بنیم اگر کھائی ہوئی یا تم کو اس میں کیا برائی ہوئی یا مومنوں کا تو نہ ہو ایٹھک ا ہا ہا مل کے تم نے سر پٹیا
 دونوں نسبت نصیب ہو کر ہیں یا ذکر شیریں و قدر شیریں یا دونوں لذت سے تم ہے محروم یا کیا کریں اپنا اپنا ہے مقصود
 تم کو رہا کوئی حلیہ ہی نہیں یا تاکہ سکر کا دل ملیں کسیں یا اور کسی اور بھی اشعار پڑھ کر ان کی ذائق بازی کا جواب دیتے ہیں
 لا کھڑے ہیں سر ہلکے صود یا ہم چھوڑیں گے محض مولود یا اپنے حضرت کا ذکر کریں چھوڑیں یا جن کی امت میں لیتے نہ ہوڑیں
 خیر و کھنگھڑی حقین کے ذائق میں ہوتی ہے اب ہم اصل بات مسئلہ میں شیرینی کے واسطے لوگوں کو آنا نہیں ہے اور نہ صاحب محض
 کو قسم شیرینی منع ہے۔ آنا اس لئے منع نہیں کہ صاحب محض نے جو شیرینی وغیرہ کچھ تیار کیا ہے اس کی غرض یہ ہے کہ سب صاحب
 میرے گھر آویں اور حسب حصہ تناول فرماویں درحقیقت یہ ضیافت ہے تھوڑی بہت چیز پر مقرر نہیں حکم شریعتی یہ کہ ان میں
 الی کرنا قابضو ایسے اگر بوجی کے ایک پایہ کھلائے کو اسطے بھی تم کو بلاویں تو قبول کرو اور دیا یہ میں ہوں میں محب لدعوہ نقد ہے
 یا القاسم یعنی جو سلطان دعوت کیا ہو اپنے خذرنہا اس نے نافرمانی کی رسول صلعم کی۔ انوس وہ لوگ تو قیاس سنت کیسے آویں
 قلیل کثیر پر نظر نہ کریں یہ کثرت ان عالمان سنت پر طعن کریں اب کہنے کہیں کے ایمان میں یہ تزلزل آیا یا اور بیان اسکا ہر نباتات
 محض مولود شریف میں بھی کرینگے اور صاحب محض کو قسم کرنا اسلئے منع نہیں ہو کہ شاہ عبد العزیز صاحب تہذیب اہل بے فیض لہذا مطبوعہ مطبعہ
 کے صفحہ ہم میں سمجھتے ہیں تو قسم طعام و شیرینی امر سختی خوب بہت باطل علما انتھے بلطفنا دی غزناہ الروایات کی فصل ضیافت
 روح البیان کی جلد دوسری میں لکھا ہے فی لیلین المؤمن زاد یہ لایلا یا الالاخلوا ایسے مومن کے پیش میں ایک گوشہ ہے جگہ میں
 سیاہ کرنا فضول ہے مگر جیکو مومن نہ بھی ہو اس کی شرح کرنا ضرور ہوا۔ اول مولف کے فہم کی خوبی قابل غور ہے کہ سوال مسئلہ کا تو ما
 مانہ میں سے ہے اور قید شیرینی کی اس میں جو زین کے چرہ اسے کو بھی سبحان اللہ اگر یہ سوال جو زین کے پیش ہوتا تو یہ گمان کچھ بجا ہوتا
 مگر مولف صاحب کو مضمون فہمی سے کچھ کام ہی نہیں اپنے فہم سے آپ ہی جو چاہا ترجمہ کر دیا اور آپ ہی جواب دیا اور فریض ہو گئے
 اور عوام کے نزدیک اپنا تحریر علی ظاہر کر دیا مگر اہل علم اپنے علم کو خوب سمجھ گئے سنو کہ شیرینی کا ہر نام بھی مثل زیب و زینت لباس و
 بسا و مکان کے ایک جزو و بہت کذا یہ کہ ہے سائل یہ پوچھتا ہے کہ تیسیم شیرینی فی حد ذہب و بیاج ہے کہ جو کچھ کوئی مولود خالی اس سے
 نہیں ہوتا گو یا کہ یہ لوازم ضروریہ مجلس مولود کا ہو گیا ہے تو ہر چند غرض صاحب محض کی یہ ہو کر اس کے ذریعہ سے جمع خوب ہو جاوے
 کہ اطفال و شباب کے مزاج میں رغبت اس کی ملتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہونا فرض اور حید اور وعظ میں کبھی بھی نہیں کرتے اگر
 ایک ڈلی لڑکی بھی کہیں موقع ہوتی ہے تو تمام فرزند ان کے کپڑے بد کھوات کو بھی سب سے پہلے حاضر ہوتے ہیں باگنی دریا
 غرض ہوتی ہوئی گھر بھر حال اسقدر التزام سے عوام کو ضروری ہونا شیرینی کا اس محض میں مقید ہو گیا ہے اور یہ مسئلہ محقق ہے کہ
 بیاج کا ایسا التزام کہ عوام کو موجب تاکہ کا ہو جاوے کہ وہ ہوتا ہے پس جب بیاج محضی امر کردہ کو ہوتی تو یہی مجلس بیاج کا
 ہے یا مکر وہ یہ مراد سائل کی تھی کہ مولف اپنے ذائق کی طرف اسکو کھینچ کر لے گیا اور اس مطلب کے بالکل نافع خوش طبعی کرنے لگا و
 خواہ خود وہی سیاہ کئے سچ ہے ع فکر کس بقدر زینت اوست یا اہل علم علم کر جانتے ہیں اور اہل لیل لذت اکل و خرب کو پس

بصری کوئی چیز سوا شمعانی کے انتہی باب جنیل کرنا چاہئے کہ گوشت شکم میں جو کہیں سے نہیں بھرنا شمعانی کے کسی غلو منع کرنا
 کیا کچھ اجڑی بات ہوگی اور فرمایا اور کھانے سے نہ تلواریا ہوتے تفتوا ہما تجوز یعنی نہیں پہنچے کہ تم نہ کی کی حد کو جب تک نہیں پہنچا
 کر کے وہ چیز جو کو دست رکھتے ہو اور حدیث سے معلوم ہوا ہے جن چیزوں کو کوئی دوست کھائی ان میں شمعانی بھی جو چاہے
 خزانہ الزاریات و غیرہ فی روح البیان میں آیا ہے قل علیہ السلام ان المؤمنین ملو وحببوا لملوہ پس معلوم ہوا اگرچہ خود قاسم و
 موسیٰ اور یونسین قسم علیہم کو محبوب ہے اسی کے تقسیم کرنے میں نیکیو کاری کی حد کو پہنچا ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس طرح کی جہا
 نے شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسکو مستحسن اور خوب باجماع طار کھائی قولہ ووشینما کے کثرتہ اقول سائل کی بندش اور تقریر کو
 سب جانتے ہیں عاودہ ابن ہند کی زبان کا کہ اگر کسی بزرگ کے دربار پر ایک چراغ جلتا تو اسکو کوئی روشنی نہیں کتا بلکہ روشنی اسکو
 لکھتے ہیں جس میں زیادہ چراغ ملیں سائل نے فقہاروشنی کا لفظ لکھا بلکہ اس میں اور لفظ جمع کا معنی لفظ ہے اصناف لکھا
 جناب مولف نے اسکو دعوت قرار دیکر چند روایات پیش کیں اور اس مصل کی حاضری کو مستند قرار دیکر اپنے سوا میں کو پیش سنت
 اور مانعین کو رد کر کے الاحوت کا طریقہ لایا اور اس علم پر بیت خور فرمایا مگر یہ یاد نہ رہا کہ وہ عالمگیر جو زیر نظر مولف کے ہے وہ ایسی دعوت
 کو مستند کرتا ہے کہ جہاں کوئی مصیبت یا بدعت ہو اور ابو دروا کا ابن حزمی اور شعی علیہ السلام کا خانہ غلطی سے رت آتا بسبب پروردہ منش کے لکھا ہے یاربیرہ روایت بھی بخاری
 بخاری شریف سے نقل کر چکا ہوں و بفرع عالم علیہ السلام کا خانہ غلطی سے رت آتا بسبب پروردہ منش کے لکھا ہے یاربیرہ روایت بھی بخاری
 شریف میں موجود ہے پس ہر گاہ اس مصل میں خود مسائل لکھے ہوں کہ وہاں حضور امد و مناق لباس میں شروع نہایت زینت کردہ اور کہ است
 شیرینی کے سبب التزام کے موجود ہے تو اس ضیافت کا قبول کرنا کوئی حدیث سے مستند ہوا اور کسی شخص نے اسکو جائز فرمایا سو گئے
 بطور اذوقہ کے کوئی روایت جو از حضور کے یہاں ہے کہ حاضرین قیام نہ ہو سے لاقول ولا قوۃ الا بالادب مگر ہاں گوشت کھانے میں
 جب بدون شیرینی کی ذلی کے نہ ہرے تو کیا کیا جاوے گناہ ہو یا ثواب جانا ضرور پڑتا ہے مساو ادب دیکھو کہ یہ حال مولف کے
 فہم عالی کا ہے کہ سوال کو ہرگز نہ بھاد لڑو کی ذلی کو باں ہیئت دعوت قرار دیکر مجلس صحبت میں جانا کہ حدیث سے منع قصائد قرار پڑا
 اب کہو کہ گناہ کو شست کئے والا کون ہوتا ہے اور پھر مولف نے اپنی حاد کے موافق کہ سوال سائل کا تو قید و مقید کا حکم پوچھنے کو کتنا
 اور مولف مطلق اور اپنے فہم کا جواب دیکر رہی ہوا شیرینی تقسیم کرنے کی اجابت کی دلیل ہمیں شاہ عبدالعزیز صاحب کے قول سے
 لکھ رہے ہیں اور کہیں دعوت کے قبول کرنا کی سند ہے رہے میں عرض ہے خبر حقیقت حال اور دوزخ میں غرض اپنی بطور اذوقہ کا
 جواب دیکر عوام کے زعم میں غرض بن بیٹھے اور علماء کے نزدیک تو جو خندہ اور کچھ حامل نہیں کیا شہرینی کی حد کی عبارت نقل کر کے
 وقت ضائع کیا کہ غرض سائل کی اس سے تعلق رکھتی ہے نہ مولف کو اس سے کوئی فائدہ اور نہ سائل مشکرا کتنا عاودہ توفیق اللہ
 ملا بلکہ مزاج کو بوجھتا ہے اور بسبب عوام کے موک جانیے کے اسکی کراہت کو کتنا تھا مولف صاحب شیرینی کو حد کی کو ظاہر کرنے لگے
 اور طلب سائل کے کہ کام ہی نہیں دکھایا بسبب علم و فہم مولف کا ہر گز مہر و دانش ہو گیا کہ کتنی زکات شہی خدا داد دیکھتے ہیں اور کیا جواب
 مطابق سوال نہیں ہیں یا شاعر خدا تعالیٰ قولہ ووشینما کے کثرتہ اقول سائل کی بندش اور تقریر کو اقول ان دونوں کچھ سمجھا کہ کثرت

اور کما دوشینما پھر اس جمع پر بھی صبر کیا اس کی صفت میں لفظ کثرتہ اور زائد کیا ووشینما کے کثرتہ سے اشتادہ کا بیان نہ سائل
 نے کیا تا کہ معنی غلط نہ لکھا کر جائی خواہی اس کو حرام بول اخصاب ہم تحقیق اسکی لکھتے ہیں اے بجائی من اگر زری انگلیں غشی ہے
 کثرتہ سے چند حیاتی ہیں تو بہت غفیل مولود شریف کی دن کو سوتی ہیں ان میں ایک بھی چراغ نہیں جلتا ان میں شریک ہو جایا کہ
 لیکن تم کہتے ہو کہ تمہارے قویہ بانہ بازیاد میں اس غرض سے بدرہما نہ بسیار است تا اور رات کی مجلسوں میں بھی بیٹری
 مجلسوں میں سوتی ہیں کہ ان میں ایک ہی چراغ ہوتا ہے پھر ووشینما کے کثرتہ حکم کرام مجلسوں پر ایک حکم لگواتے ہو کیا غضب
 کرتے ہو اہل حال یہ ہے کہ بعض اُمرائے ذی قدر و جہت کے عادی ہیں وہ لوگ فانوس اور لپ و فیور روشن کرتے ہیں سو
 اس کرکینے حرام نہیں لکھا اطل روشنی کے بانی حضرت ابی الدینین عین الخطاب ہیں۔ علامہ نور الدین علی نے لکھا ہے سبب
 لکھا تا قائل کا سا جو میں یہ کام اہل علم نے کیا جب ملوہ تراویح کیلئے لوگوں کو جمع کیا تو شکا دیے کتے قذیل جس وقت حضرت
 علی کم الدوجہ کا اس طرف گذر ہوا دیکھا کہ مسجد جگمگ رہی ہے روشنی سے دعا فرمائی کہ تو نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا اسکا
 زری قبر کو روشن کرے لے عین الخطاب اور فقیر اوالیث مرقندی نے بھی کتاب تیسرے میں روایت کی کہ حضرت علی رضی
 دعا دی حضرت عمر کو اور روایت ہے کہ اسی طرح حضرت عثمان نے بھی دعا کا دینا کیا ہے اتنے۔ اور نیز جلی رحمۃ اللہ علیہ نے
 روشنی زیادہ از حد ضرورت امرات اور حرام ہے اور جس مجلس میں لادیں ایسا ہو گا وہاں جانا اور یہ کراہت مصیبت ہو چکا کہ مولف
 کہتا ہے کہ اس کی بندش دیکھو کہ روشنی کثرت کو ذکر کرتا ہے کہ جس معنی خواہی خواہی یا سکھرام بول اٹھے جس صاف ملو
 ہو کہ کثرت روشنی بیشک مولف کے نزدیک جب حرام ہے شریک کچھ تو دیکھ کر مولف کا یہاں بھی فہم غلط ہے اس واسطے کہ
 سائل کی غرض لفظ ووشینما کے کثرتہ سے کثرت زائد از حد ضرورت ہے اور یہ امر محاسن مولود میں یقیناً ہوتا ہے لیکن مولف کو
 اپنی بطور اذوقہ سے ٹالا چاہتا ہے کہ مولف کے کثرتہ سے کثرتہ زائد اہل ہندوں زیادہ چراغوں کا نام ہے سبحان اللہ ہم ہند میں شعی
 مطلق تو پر پورے ہیں مگر ہاں رام پور گنگوہ۔ انیسٹ و فیور کے جلتا جلتا ہے تلی درجہ میں ان تصبات کے روشنی کثرت پڑنا
 یوم میں کو بولے ہیں مولف نے ان سے ہی کوئی محبت کرکھی ہے یہی مصلح ذہن میں سما رہی ہے سائل زور غش نہیں اسکو
 اس مصلح سے کیا محبت تھی روشنی ہائے کثرتہ زائد از حاجت اور کثرتہ کا لفظ تاکہ کے واسطے لکھا ہے پس مولف کی غرض اس
 تقریر سے ہٹنے سے کہ سائل کی مراد چار دوسو یا سو چراغ ہیں کیونکہ روشنی عرس بزرگان میں دو چار سو سے عاودہ چراغ پائیں ہوتے
 پھر اس کو جمع کر کے ہیں یہ مراد اپنے ذہن میں تار و دیکلاس کا انکار کر دیا کہ اس چراغ مولود میں لکھا ہوتے ہیں پس اس سوال سے
 بری ہوتے مگر ہر حال مراد سائل کی جو تھی وہ روشنی زائد از قدر حاجت تھی اگرچہ دو چار سو چراغ نہ ہوا۔ ردہ مولف کے
 مولود اور دیکھ جائیں میں خود موجود ہوتے ہیں تو اس کے کثرت کی فکر میں ہوتے ہیں بقولہ اصل یہ ہے کہ بعض اُمرائے ذی قدر
 اقول سبحان اللہ کیا عہد استدلال و تعویض کے ہٹنے والا وہ ہیں آجائے دیکھو سائل زائد از قدر حاجت کا اسراف حرام
 بقولہ تعالیٰ لن البذرین کا فواخون الشاطین الایہ کہتا ہے پھر وہ خود ایک ہی یا در فائس کیوں نہ ہو اور خواہ اُمر

کیا ہے کہ جب قہم داری نے مسجد نبوی کے ستونوں سے قندیل لٹکا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجود عادی اللہ تعالیٰ تمکو نور سے جیسا نورانی کیا تو نے ہماری مسجدوں کو اور میری نے لکھنے کے تہم داری نے جو قندیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لٹکا کے تھے کہ تھے اور حضرت عرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کثرت سے لٹکا کے اور میری جلی سے نقل کیا ہے بلکہ عالم سے کہ وہ فطرت میں کہ جگہ بادشاہ ماموں سے حکم دیا کہ لکھو حکم ہماری مملکت میں کہ مسجدوں میں بہت چراغ روشن کیا کریں لیکن میرے کچھ خیال میں نہ آیا کہ طرح لکھو میں جبکہ خواب میں بشارت ہوئی کہ لکھو سے روشنی نیکو کے واسطے کہ اس میں دل لگیگا جگہ کاروں کا اور جسیر خانہ خدا ہے پس خانہ خدا سے وحشت اندہ سے کی دفع ہوگی جب میں نے یہ بشارت دیکھی تب میں ہوشیار ہوا اور لکھو حکم میں طرح زیادہ روشنی کرینے وحشت ظلمت کی دور ہوئی ہے ساجد اس طرح دور ہوئی ہے مواقع ذکر اور ذکر الرسول سے اور جس طرح زیادہ روشنی سے انس ہوتا ہے اور دل لگتا ہے نمازیوں کا اسی طرح عادی اسراف کی کہ جس کے ہوا اور مولف کے افس طبع کے سبب سے ہوا کسی کے گمراہ کو ٹھوس ہوا خواہ مصلیٰ میں ہو سب اسراف ناجائز ہے پس عادت اُمرائے بخت لانا کہ قدر و دناز علم ہے کہ مقابلہ نفس قطعی کے عادت اُمرائے دہل نایا جاتا ہی نور باندہ منہا اور یہ کہنا کہ اس کو کہیں حرام نہیں لکھا و سے قطع از دین ہی خود قرآن مجید میں موجود ہے اور حضرت عمر کی روشنی کو سب لانا بھی دی عادت کہ فہم مولف کی ہے کہ غرض سائل کی روشنی سے زائد اذ حاجت ہے اور حضرت عیسیٰ سے منقول ہے وہ روشنی مطلق قدر حاجت تھی اور ان سب روایات منقولہ جلی میں روشنی قدر ضرورت ہی ہے پس ان روایات کا نقل کرنا محض توفیر غریبہ مطیعیت لٹ کہ ہے کہ نہ کسی روایت سے زائد اذ ضرورت ہرگز ہرگز نہیں معلوم ہوتا اور افس روشنی میں سائل کو ہمارا ہی نہیں پس مولف نے خبر نہیں جانتا کہ سہل سہل جیسا ہر چراغ کا حرام ہے دو چراغ کا بھی حرام ہے وضو کے پانی میں بھی اسراف منع ہے جو جائز کٹر چرخ میں اور یہ لطیفہ مولف کا کہ رات کو اگر روشنی کے سبب سے محض میں نہیں آتا تو دن کو تیار کیا یہ بھی مکمل حرم مولف کا ہے کہ نہ تو دعویٰ التزام و لزوم روشنی کا کیا اور نہ کثرت اس مجلس کو حصہ روشنی میں کیا اگر دن کو روشنی نہیں تو جو محض فائدہ موجود ہیں ان کو طوبہ امارہ داسے بھی زیادہ ہوتا ہے اور علیٰ ہذا دیگر امور التزام شریعتی اور لباس و ذی شوق و تداسے وغیرہ کا حال ہے البتہ اگر حق تعالیٰ کے لئے مولف کو توین فرماوے اور یہ کہدے کہ ہم سب امور فریضہ و مکمل موقوف کر دیں گے تو البتہ سائل خود شریک اس ذکر مذہب کا ہو جاوے گا کہ ش مولف کو یہ توفیق ہو جاوے۔ الفصہ مولف کی خوبی فہم ہر ہل میں ایک جدید اعجاز ہے اور قول جلی کا کہ حضرت علیؑ نے قنادیل کثرت سے لٹکا کے دلیل کثرت کی فہم عالی مولف میں آگئی اور فی الواقع یہ کہ فہم ہے سو کہ لفظ کثرت و معنوں میں بولا جاتا ہے ایک کثرت اعلیٰ مثلا دس میں کو کہیر کہتے ہیں دوسرے کثرت اذ ضرورت تو یہاں حضرت عمرؓ کی نقل میں کثرت اعداد و اسے کہ کو کہ مسجد نبوی ایک بڑا وسیع مکان ہے اس میں پچاس ساٹھ قندیل بھی کم اذ حاجت میں پس حضرت عیسیٰؑ نے قنادیل کی کثرت فی العلہ کہ حاجت سے ہرگز زائد نہ لٹکا کے تھے اور اسکی ہی مع تحقیق سے منقول ہے پس مولف کثرت سے زائد اذ حاجت سمجھ گیا یا مٹا اسکی فہم و سادہ ہے صحابہ کو

طرح اس مجلس پاک میں لگتا ہے شافعیان بیان صفات ہوں کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بابت بعض علما نے کثرت روشنی کرنے کو مکروہ لکھا ہے سو نہیں بخیر ان کو یہ حیثیت اور انار پس صحیح ہی ہے کہ روشنی کرنا ممنوع نہیں ہے اور جگہ یہ تعجب آتا ہے کہ جب یہ لوگ رہنہ منورہ جاتے ہوں گے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ نورانی کے گرد اگر گھبرا اور فانوس اور قندیل کثرت سے اس درجہ کو یاں کیو کہ میری نہیں آئے وہاں روشن دیکھتے ہوئے معلوم نہیں لوگ انھیں روشنی کی طرف سے بند کر لیتے ہوں گے یا اس کے غطا اور غصہ میں زیارت ہی ترک کر دیتے ہونگے اگر ترک کر دیتے ہیں تو ہم کو کچھ شکایت نہیں وہاں محروم رہے تھے یہاں بھی محروم رہے لیکن اگر وہاں اسی روشنی میں جا کر زیارت کی اور زیارت روضہ شریف کی مستحب ہے تو حضرت کے معجزات اور مذاہن اور مناقب کا سننا بھی مستحب ہے یہی روشنی میں اگر سن کر روشنی ظاہری سے ظاہر کی آگاہ اور ذکر نورانی سے باطن کی آگاہ روشنی کر دہ روضہ پُر نور جسکی ذات اقدس کا مدفن میں مصلیٰ فانی بھی انھیں کی شرح صفات کا موطن ہے وہاں روشنی کثرت سے کرائی جاتی تو یہاں روشنی کیوں منع ٹھہرائی جاتی ہی کہ دوسری اسلامی سے دلائل اور مثال کھول کھول کر سمجھائی اب بھی اگر یہ صاحب تصحیف افسوس ہو اس مقام میں لکھا کہ یاد آئی کہ بعضے صاحب کہ اور رہنہ جاتے ہیں زائد ہا اسد شرفا و تعظیفا وہاں خوب غلیظ لکھتے ہیں اور قیام کرنا اور تقسیم شریعتی کا ہونا سب کچھ دیکھتے ہیں اور سننے میں کہ یہاں کے تمام علماء شافعی مابقی حنفی جلی سب اس علی مبارک کو جائز سمجھتے فطرت میں لیکن جب ہندوستان میں آئے تب وہی انکار کرنے لگے ہیں اس بات میں ایک شاعر حبیبیابان نے سعدی کا شعر نقل کیا ہے دہی حدیث صحیح میں آیا ہے ان من الشرف حکمہ وان من البیان لعمرا لانی بعض شرف حکم ہوتے ہیں اور بعضے بیان سحر کی طرح دل میں کتب جاتے ہیں ان اشعار کا مضمون اور بیان اسی طرح کا ہے وہ شعر یہ ہیں۔ اشعار

قرآن بھی یاد و تہذیب و تمدن مولف کہ وہ خلاف قرآن کے تہذیر کرنے اور علیٰ ہذا افس عالم کے قصد میں جو ماموں کے حد سے نقل کرتے ہیں کثرت عدد مراد ہے اور جو وہاں دوسرے معنی ہوں تو کوئی حجت بھی نہیں غائب قصہ ہمداموں کے معاملہ یہ دونوں حجت شرعی نہیں بہر حال قنادیل کثیرہ کا کیا عمدہ استدلال ہو کہ قابل پر جو ہرگز مولف نے انکار کو نہیں سمجھا اور ہرگز یہ انار اسلوب نہیں اور ہرگز سوال سائل کا جواب نہیں ہو سکتی قول البتہ بعض علما نے کثرت روشنی کرنا کہ قول الاول اس مقدر پریشانی اٹھا کر اور تہذیب لایینی کر کے مولف کو خیال آیا کہ فقہا کثرت روشنی کو حرام اور اسراف کہتے ہیں تو یہ جواب یا کہ وہ سمجھے نہیں ہو کہ یہ روایات نہیں لیٰ تو زائد ہا مولف اپنے جس کو علم سمجھ گیا ہو اور فقہاء علماء کو جاں قرار و با فقہا کی تمام روایات و روایت قرآن پیش نظر تھی اور انکو حقیقتاً نے فہم و علم دیا تھا وہ سمجھ گئے کہ کثرت سے فعل حضرت عمرؓ میں مراد کثرت اعلیٰ دی اور حضرت عمرؓ قرآن کے خلاف عمل کرنا کہ نہیں سمجھ کر مولف ہی نے جہل میں مبتلا ہو کر روایات کو نہ سمجھا اور قرآن کو بوجہ اپنے فہم رکھا کہ اپنے معنی باطل کو کہ خلاف نص کو ہی سمجھ گیا اور فقہاء طعن محض محل دے اہل نادرا کر دیا اور کچھ خدا تعالیٰ نے شرمنا بارانا انا لہ رسول انھوں نے کچھ غلط فہم و اضلال اب کے کلام لایینی مولف کا کیا جواب لکھو کہ کوئی علم کی بات نہیں لکھا کہ روشنی کی کثرت

ایسے منکر شدہ ہیں بعضے کا کہ جسے کہیں بھی ہو سکتا، وہاں محیوں کا ڈھنگ کچھ کہنے کا بزم مولد کا رنگ کچھ کہنے کے
 پھر وہی ضدی اور وہی مکرار وہی مولد شریف میں انکار ہو جھگڑ سجدی کا قول یا دیا یا ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا
 فرمائیے اگر کچھ رو دو تو یا زائد ہونے ضرور باشد لطیفہ ایک مقام پر وہ عالموں میں گفتگو ہوئی ایک ان میں مولد شریف کی قسرت
 تھی اور ایک منکر منکر نے کہا قصہ دیوبند میں فتویٰ بھیج دو دیکھو مولد شریف کو کیا لکھتے ہیں قسرت نے کہا دیوبند کو کچھ دار السلام
 نہیں یوں کہنے کا اور حرمین شریفین کا دہا اسٹراٹو وینٹا کا فتویٰ بھیج دینے اس لئے کہ وہ دین ایان کا گھر ہے حریت میں یا
 ہے کہ دین مکر مہینہ میں سمٹ آویگا جیسے سمٹ آتا ہے سانپ اپنے بل میں جی جیسے سانپ اپنے بل سے غلکہ پھر جبکہ پھر کر
 اُس میں قرار پاتا ہے اور سانپ جب میں گھس جاتا ہی تو ایسی قوت سے چٹ جاتا ہے کہ کوئی اسکو کانٹا تو مشکل ہو جاتا
 پس اس طرح دین اول کہہ سکتے ہیں کہ ان کے اہل علم و ادب میں ایسی نہ ہو گا تو یہاں ضرور ہو گا اور کوئی یہاں سے نین کو نکالنا
 چاہے گا تو نکل نہ سکیگا غرض کہ فتوے اگر لکھو تو اس ملک کے علماء سے لکھو اور جس کی تہذیب حادثہ میں ہو دیوبند کی تہذیب
 کوئی حدیث میں آئی ہے منکر صاحب نے کہیں تو چور آدمی میں رستہ و ملتے میں قسرت نے جواب دیا رہنبری مال لٹا ہوا
 بدو لوگ اطراف کے رہنے والے کہتے ہیں خاص کہ کہ آدمی نہیں کرتے سو یہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی قوت ہی تو ان کے
 ہے اور انہیں مہر کی روشنی سے آنکھ بند کر لیتے ہوتے اور دیگر علماء بھائی کی نسبت شیخ چشتی سے اشارہ کچھ کر کے سب کا ملامت
 کا نہیں اس پھلکے کے جواب میں قسرت کا غرض ان کے کہنا ہی مولد اپنی کردار کو آپ یا دیگر گناہاں اتنا لکھتا ہوں کہ جو روشنی نماز اذاعت
 ہے وہ داخل اسراف ہے اور سببنا راضی حق تعالیٰ کی موجب ظلمات اور انہیں جنم کی روشنی دکھائی دیتی ہے یا قدر حاجت عمل عباد
 میں کہ خال ازنا کہ یہ حالت موجب کشادگی قلب کی ہو گرسائل اس سے بحث ہی نہیں کرتا تو مولد یمن دیکھا سوال کے جواب
 لکھ رہا ہے اور صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے فضل و قول کو اپنے زعم کا سب سے خلاف شرح پر عمل کر کے نصیحت کی ان میں کافی
 کر رہا ہے غرض کہ اسکو بہارت و توبہ نصیب کے کہ یہ سبنا وہاں کا ہے اگر کچھ بھی علم ہوتا تو اس زیادہ سے بڑا قول لطیفہ
 اقول علماء دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب شش ہے اور کچھ دور نہیں جس طمان نصرت کا دل چاہے پیچھے خود دیکھنے کے خلاف
 لباس ہیئت موافق شیخ کے لکھتے ہیں اور نماز کو بجا امت غریبی ادا کرتے ہیں امر بالمعروف میں بشرط قدرہ کو نای نہیں کرتے
 اور بحر نفوی میں رعایت مخفی فیکر نہیں حق جواب دیتے ہیں اور جو انکو کوئی تہذیب کسی خطبہ کر دیوے تو بشرط صحت قبول
 و دفع نہیں پسرو چشم معترف ہوتے ہیں یہ سب اوصاف واضح ہیں جبکا دل چاہے دیکھ لیں تو یہاں کیوں اور ہی قبول
 عند اللہ تعالیٰ کا نشان ہے۔ اور علماء کہ معظہ کا حال جس عقل علم کیا تھ دیکھا وہ خوب جانتا ہی جو نہیں گیا وہ ثقافت کے
 بیان سے غفل مشاہدہ کے جانتا ہے اور اکثر وہاں کے علماء نہ کہ سب کیونکہ اکثر وہاں میں ہی میں اس بات میں کہ لباس ان کا خلاف
 شرع اسباب استین اور دین کا چنڈ و قبض میں کرتے ہیں ریش اکثر ان کی قبضہ سے کہ نمازیں بے احتیاطی میں امر بالمعروف کا باو
 قدر کے نام و نشان نہیں اکثر انکو شہی چھلے غیر شرع ہاتھوں میں پیٹے ہوئے ہیں قطع صفت شائع ہوئی تو یہی میں کچھ دیکھ

میں آیا ہے اولم ہوا انا جلتا حراما متنا و تحفظ ان اس میں ہم نے سورہ عنکبوت میں یہ کیا نہیں دیکھنے کہ کہنے کر دیا کہ پناہ دو
 اور اس کی جگہ اور لوگ اچک پٹے جاتے ہیں اسکا اس پاس سے اٹھنا سو یہ مار پٹ اور اچک لینے کی باتیں ہم کو دل
 کے بد سے آدمی خارجی کرتے ہے میں اور اب بھی کرتے ہیں لیکن کفر و شرک سے منزہ ہیں ہاں کہ بد سے گوارا دی بھی گئی کہ
 صغیرہ یا کبیرہ کہیں لیکن کفر و شرک اس ارض مقدس کے اس پاس نہ لکھیں نہیں ہوتا اور دیوبند میں تو کفر و شرک بھرا
 ہو جا گیا سیکھا ہو جاتی ہو سندر اور شولے بنے ہوئے ہیں کچھ کچھ ہے میں پھر دیوبند چھوٹا ہوا حرمین شریفین منکر صاحب کی نظر
 جواب ہو کہ ہم دیوبند کے جاہل سلطان غامی سے اور شرکان قوم ہندو سے شکر پڑتے ہوتے دیکھنے کے علماء اہل اسلام کی سبکدوشی ہوا
 جو چاہو لکھو اور اگر ان کے عصیان کوئی مطلع کر دیوے تو مارٹیکو جو دیوبند چاہوں اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ احمد
 مادی رحمۃ اللہ علیہ کیا وہ کسی پختی نہیں اور ہندو آدمی راضی سے کچھ روپیہ لیکر اوطاب کوئٹہ لکھنا خلاف روایات
 صحاح احادیث کے اور علی ہذا کائناتک بھوں کو طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ جو علماء حرمین کی لکھوں مگر بجا رہی لکھنا
 پڑا پس اگر کہیں کسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح بوجہ عقائد کے دیدی تو کونسا غضب کیا اہل فہم انصاف کریں کہ کسی
 حالت میں علماء دیوبند کا فتویٰ قابل اعتماد ہو گا یا علماء حرمین کا مثلاً ایک عالم فاجر جو حدیں دہتا ہو کہ اشرف موضع ہوا اور دوسرا
 عالم متقی بازار کی دوکان میں ہو کہ شراب لہا ہے تو بازاری عالم کا فتویٰ معتبر ہو گا یا مسجد میں رہنے والیگا پھر ایسی صورت
 میں اگر کوئی کہے کہ مسجد خیر البقاع والے سے مسئلہ پر چھو بازار شر البقاع والے سے مست ہو چھو اور نصائے مسجد کے اور بازاری بازار
 کی بیان کر کے حجت لائے تو اس مسجدی بھات کو لوگ کھینکے یا نہیں اور اس کلام سے بازار کی انصاف کون کون قوت
 استخراج کر چکا پس اس لطیفہ کینہہ مولف کو دیکھنا چاہئے کہ کھٹ تو علماء دیوبند کے معتبر اور دیندار نہیں اور بعض علماء کہ
 غیر متفرقی الفتویٰ والینا ہوتے ہیں ہے اور اس سے تفصیلت دیوبند کی کہ پھر بھکاری خرافات بھی شریعت کر دی اور دین بھکاری
 مفاسد وہاں کے علماء کے زیادہ تر موجب بعد و خسران کے ہیں کہ وہاں کی معصیت اشہر و دیگر بلا کی معصیت ہے مگر ہاں شاید
 کے نزدیک ہاں کے لوگ نے شاید بھی حلال ہوں معاذ اللہ میں دیکھ کر گفتگو کیا تھی اور نتیجہ کیا نکالا کیا فہم رسائی مولف خود ہی
 جے کر آیا ہے اور پھر بھی کہ سے دیکھا ہی دیکھا گیا تھا سو یہی مصلحتی تعین کا ہو رہا ہے لے سلمان اعتبار قرآن حدیث و
 کتبہ نہ کہ کے باشندوں کے قول و فعل کا ذرا غور کر و کتبہ میں کو دیکھو کوئی معصیت کہ کے تعامل سے حلال نہیں تھی
 بلکہ زیادہ موجب عذاب شاعت کی ہے اور مولف کی ملامت کو غور کر کے سنو کہ فصل حجاز میں کہ حرمین شریفین اس میں مل
 ہے حدیث کہ ان الدین یار ذالی الحجاز لکھا تا زائد ایچہ لے ہجر مار سو اسکا ترجمہ مولف نے نقل کیا اور خود اسکی شرح کی بر بقولہ
 نے سانپ اپنے بل سے غلکہ پھر سب گچھ پھر کہ اس میں قرار پاتا ہی اگرچہ اس نے عقل اللہ ہی جانتا ہے کہ سانپ جب اپنے
 بل سے نکل جاتا ہے تو بل سانپ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور جب پھر سانپ میں بل پڑا تو اس وقت بل قرار گاہ
 سانپ کا ہو جاتا ہی تو اس نتیجہ مذکورہ مولف نے صاف ظاہر کر کے قوت میں میں سے غلکہ دیگر بلا دس جلا جا دیا

بشت نے کہا میں ہمارا بھی جی چاہے کہ ہم حرمین شریفین کے علماء دین اور فضیلت شیعہ متین کی سند لیتے ہیں کہ وہ سب
 بالاتفاق مصل مولد شریف کو درست فرماتے ہیں پھر تم ناحق ہر دوں اور جنگلی لیڈوں کا ذکر کیوں کرتے ہو یہ سب بھی حرمین
 خواص علماء کا حکم اور فتویٰ لیا جاتا تھا علیٰ ہذا القیاس اب بھی میں علماء خیر البلاد کی سند منگاؤ لیکن منکر کو خوب معلوم تھا کہ اگر
 وہاں اس وقت بھی تھا تو وہاں کے سب علماء کو سبب مصل میلا دیکھ دیکھ گئے اسے انکار کیا کہ ہم حرمین کو نہیں مانتے معاذ اللہ منہا
 ہم خود بینہ کو مانتے ہیں تب بشت نے جواب دیا کہ آپ کو دیوبند مبارک ہو دے آپرا بیان دیکھئے کہ حرمین شریفین مبارک ہوں ہمارے
 زمان ان لوگوں کے ساتھ ہر کسی پر گفتگو نہ ہو گئی اب دیکھئے ان لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ دیوبند کے اگے حرمین شریفین کو
 اور حرمین دین سے خالی دیکھا اور پھر خود کے حرمین میں آجا دیکھا اور یہ امر تفریب مولف سے ظاہر ہو گیا کہ مولف کو ہوش نہیں ہل کر
 کوئی مولف کو یہ کہے کہ اب اس وقت میں حرمین میں حسب تقریر آپ کے کال بن دو بابت نہیں دیکھا میں ہر وقت ظہور نام مہدی
 صاحب کے خود کر کے آجیسا کہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے حسب شرح آپ کے تو مولف صاحب کی ترکی تمام ہو جاوے گی اور خود بشت سے
 حسب علم مولف کے شرح کے ظاہر ہو جاوے گا کہ ایسے وقت میں حرمین کے باشندوں کا قول قابل اعتماد نہوا اور یہ خلاف مقصود مولف
 کے ہے اور نہ بیخود خود شرح مولف کا یہ سلسلہ خدا دے سے منہ تشبیہ کے بیان کئے ہیں اور مطلب نہیں سمجھا وہ سبحان اللہ کیا حق
 استدلال پر اب تنویر حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ دین وہاں سمت آجیگا اور قرار دیا گیا سوا کا کیوں گناہ نہیں یہ تو نہیں فرمایا
 کہ وہاں بدعات اور غیر مشروع نبوہوں گے اور وہاں کوئی خلاف شیعہ نہ ہوگا اور مل برعت نہ کرے گا تھوڑی عقل والا بھی سمجھتا کہ
 اگر دین ہی وہاں ہو اور خلاف شیعہ اعمال ہی وہاں ہوتے ہوں تو خلاف حدیث کے نہیں یہ کہاں سے بھگا گیا کہ حرمین میں
 کچھ ہووے گا وہ مستحب ہی ہووے گا اور بدعت وہاں ہرگز نہ ہووے گی یہ تو خلاف مشاہدہ کے ہے یہ محض کم فہمی مولف کی ہر شک
 حرمین میں دین ہے اور وہاں کے باشندگان علماء و عوام دیندار ہیں خصوصاً مہاجرین کہ اپنا ملک چھوڑ کر حرمین میں متوطن ہو کر اور
 تشبیہ شیعہ سانپ کی ہو بہ اتم ظاہر ہو گئی مگر ذنب علماء اور سب باشندے وہاں کے ایسے دیندار کمال ہی ہوتے نہ مردہ ہیں بلکہ
 اب بدعت اور خلاف شیعہ ہی وہاں ہوتے ہیں جیسا سانپ کے گل میں سوا سانپ کے اور لایق غرہ بھی ہوتی ہے اور حدیث
 میں بھی اس کا اشارہ ہے اور اس بندہ مہاجر نے ایک اہل علم نابینا سے جو مسجد میں بیٹھا غصہ کر کے غلط کہتے ہیں حال مجلس ہووے گا
 پوچھا تو انہوں نے فرمایا بدعت حرام ہے وہاں کے علماء حقانی اس گل کو مذہم جانتے ہیں اگر وہاں کے ایسے بھی علماء ہیں جن کا
 حال اوپر گذرا اب جو کچھ علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہو تصور اس لکھتا ہوں ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں
 لکھا ہے قال الداودی کان بذی جیلۃ علیہ السلام والقرآن الذی کان فہم والذین یلوئم خاصۃ وقال القرطبی وہذا نقص بعض
 البی علیہ السلام والحقارہ الرشیدین ابیہد ظہور الفتن وانتشار الصحابی فی البلاد ولایمانی او اخر المائۃ النانیۃ وہم جہود بالمشاہد
 خلاف ذلک انتہی اور علی قاری اور شیخ عبدالحق نے بھی اس کے قرینہ بیک لکھا ہے اس سب تقریر سے سند دیکھو معلوم ہو گیا کہ
 مولف کا فہم کس قدر کم ہے کہ کہیں مطلب کو نہیں سمجھا اپنی رائے سے ایک مطلب قرار دیکر چاہتا ہے کہ جو لکھتا ہے اور پھر اپنے مطلب

تقریر جاننے لگے ہائے وہ حرم پاک کہ ہم باپوں وقت نمازوں میں اپنا مونہ اس کی طرف کریں تو ان جگہ سطر المسجل الحرام اور ستر
 وقت بھی رو بہ قبلہ سونا سنت اور عبادت تو یہی حکم دیا جاتے تھے قرین وقت کہ یہ وجہ ال قبلہ اور اس خانہ عترت کے
 متولیان کینل کار کی خدا تعالیٰ ثناء فرماوے کہ ان اولیاءہ الامم المتقین یعنی نبیین کی کار پر داریت اللہ کے مگر میرے کا آدمی
 انہوں سے کہ یہ لوگ اس حرم پاک و اسکا اولیاء کو اس حقارت سے یاد کریں یہ لوگ اپنے بزرگوں کا کلام بھی بھول گئے
 تحفۃ العرب العجم مولوی قسطلانی بن خاں صاحب لکھتے ہیں عرب کے علماء پر جو بیضے ہیں قرطین کرتے ہیں بڑی خطا ہے اس کے
 وہ غیر انقباض کے بیٹے ہیں انہی اور شاہ ولی اللہ فیض اللہ میں لکھتے ہیں خبر دار فرماہل مدینہ سے ہرگز کہ درت لبش لیا
 ترشید ہنکے موافق بھی دلائل نہیں لانا کچھ عجیب قصہ ہاں علم و فہم غور سے ملاحظہ کریں انہی تالیف بھی کہیں دیکھی تھی ہوگی۔
 قولہ اور اس خانہ عترت کے متولیان الامم الاولیاء بابت مولف صاحب نے خارج بحث خواہ خواہ دیوبند ہر مکر کی فضیلت ثابت
 کی تھی حالانکہ یہ سب کا متفق علیہ ہے ہاں کہ علماء مکہ کی فضیلت و تقویٰ آہ ان اولیاءہ الہیہ ثابت کرتے ہیں علم مولف
 کو دیکھنا چاہئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ نے مکہ میں عمرہ کیسے وسطہ دینے دیا اور لوگوں نے ان کو مٹا
 کیا جو اب دیتے تھے کہ ہم متولی و خدمتگار بیت اللہ و مسجد حرام کے ہیں جسکو چاہیں انے دس جسکو چاہیں انے دس ہم مختار
 ہیں تو اس کو حق تعالیٰ نے رد فرمایا کہ وہ ہرگز مستحق ولایت بیت اللہ کے نہیں ہوتے کیونکہ ظالم ہیں اور شرک پر اور حق
 ولایت بیت اللہ کے مومن موحد ہوتے ہیں اور نہ بیت اللہ کی خدمتگاری خدا تعالیٰ کا گھر ہو سکتی جسکے دی کرنا ہی جو حق تعالیٰ کا
 بندہ مومن موحد ہو مشرک کہ دشمن مخالف حق تعالیٰ کا ہے حق تعالیٰ کے بیت کا تک متولی ہو سکتا ہی بلکہ وہ تو اپنی دنیا کی وجہ
 اور اپنی معیشت کی وجہ سے اسکی کارگزاری کرتا ہی ہیں استحقاق ولایت بیت اللہ کا مشرکین کو ہونا محض غلطی اور سلی ہذا
 ظلم ہونا بیت اللہ کا جوہ حق تعالیٰ کے بیت ہونے کی دعویٰ کرنا اچھا بالکل لغو ہوا استحقاق اسکا جو متین ہی کو ہی اور خدا تعالیٰ
 کی بیت ہونے کی وجہ سے سوائے مومنین موحدین کے کوئی ولی بیت کا نہیں ہو سکتا ہی یہ مطلب آریہ کا نقض جانب لاف صاحب نے
 ایک طغیان سے پیدا کئے کہ جو ولی بیت ہوتا ہے وہ مومن متقی ہی ہوتا ہی غیر متقی ولی خادم بیت کا ہوتا ہی نہیں پس جسکو بیت کا
 خادم دیکھو جان لینا کہ حسب عدہ حق تعالیٰ کے وہ متقی ہی ہو سوا اگرچہ کافر یا فاسق ولی بیت کا ہو وہ بھی متقی ہی ہو گا سبحان اللہ
 کہنا زمین رسائی اول تو یہاں معلوم ہو کہ مشرکین خادم بیت مجھے ہیں مذہب قرآن کی حسب تفسیر مولف کے اسکو لام آتی ہو
 اگر کہ خادم اگرچہ فاسق و فاجر ہیں جبلا ہو پھر بھی وہ متقی رہے گا یہ تمام آیات و احادیث و جماع کے خلاف ہر فاسق خادم بیت کو
 اگر مولف فاسق نہیں جانتا تو اپنے ایمان کی فکر کرے کہ کفر کا بیان اور فتنہ کو تقویٰ بتلا تا ہی تمام نصوص کا انکار لازم آتا ہوگا
 فاسق خادم کو متقی نہیں کرنا ملاح ہو کہ مورو عاصی بیت اذا وجع انفسہن اہترعش الرحمن و غضب اللہ علیہ الحدیث کا بتا ہی اور اس
 و کر کے اگر وہ لکی لئے خلاف نصوص کوئی جاہل تسلیم ہی کر لوی تو آپ کو کئی مہینہ نہیں کہ جو خادم بیت اللہ کے سلطان و قضا
 اور بی اور اوجہ سر کا و خدمتگار ان سب سے ہوئے علماء و سکاں وہاں کے کہ لکھتے ہیں اختیار سحر خدمت بیت کا نہیں ہرگز

بجانب یہ کہ مولف نے اس حدیث کو غلط فہم سے لکھا ہے اور اس کا معنی اس کے خلاف ہے

در قضایان انوار مخفی صلی علیہ وسلم جو کہ بڑا کلام مخلصا قولہ اور رسول مقبول صلی علیہ وسلم اشارت علیک
 حاضر ہوں جائز ہے یا نہیں اور قیام وقت ذکر و اذکار صلی علیہ وسلم جائز ہے یا نہیں اول اس وقت قیام میں ان جو میں غیبت
 زاد ہوا اور غفلت و غلطی سے جو سب سے قویہ اشارت پڑھتے ہیں یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک یا
 صلوات اللہ علیک یا اور ہندوستان میں کچھ ذکر میلاد کر کے اس طرح پڑھتے ہیں اشعار اسلام لے آفتاب رو میں لایا
 لے انتخاب اولین اسلام لے رحمتہ للعالمین یا اسلام لے بھڑا روح اللہیش - غمگسائی شکم اشعار سلامیہ خطاب پر لے
 جاتے ہیں ان کے جوار میں کون کلام کر سکتا ہو مولوی انجی صاحب کی ناکہ مسائل میں خود مسئلہ مذکور ہے جواب سوال بست ہذا
 برحقان ملتے ہیں درند گردن غائب میاں نئی وغیرہ فرق است اگر ہی راندا و بدو دہلے ایصال صلوٰۃ یا سلام ظاہر احوال
 بد و چشہ کے انجور در حدیث شریف وارد است کہ ملائکہ اطراف حق تعالیٰ مقرر اند کہ برہنی صلی علیہ وسلم صلوٰۃ یا سلام بر سر
 ملائکہ زید علیہ وسلم یا ساندوم انکو در اقیات خطاب پڑھتے راسخین سلام وارد شدہ ہیں بکار ان اگر کے یا رسول اللہ
 گوید بلے راسخین در و دیا سلام جائز است اتنے پھر اگر کوئی شہ لائے کہ مولوی انجی صاحب نے سلام اور درود دیکھا حضرت کو یا
 اللہ یا نبی اللہ کہ در حدیث لکھا ہے اس واسطے کہ شہ پڑھتے ہیں سلام اور درود کو لیکن وہ اشعار غلطی ضرر نسبت رسول مسلم کے
 جن میں سلام درود وغیرہ وہ بالکل ناجائز تھے حالانکہ مولد شریف میں شہے شہر میں پڑھتے ہیں تو جواب سکایہ یہ کہیں ہی جواب
 ان شہروں میں بھی کھلو یعنی اگر کوئی صح اور نصت اور نصبت میں رسول علی اللہ علیہ وسلم کو غلطی ضرر کیا تو یہی رسول اللہ صلعم
 ملک بیچ جائے گا لے چھا ان میں بیگانہ کے سب اعمال اور سب کلمات رسول اللہ کو پڑھتے ہیں - روی الزبیر ہند جید معج عن سبعہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیوانی فیہ کرم و مانی فیہ کرم تعرض علی عاالم فاما کان من حسن عہد اللہ علیہ پاکان
 من سنی السرم - اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر غزالی سورہ یقو میں آید و لیکن الرسول علیکم شہید ان میں لکھتے ہیں
 ناس کے میں پس ان میں بحث پر اعلیٰ میں پس ایک زنجیر ناصوب کے سوا بھی ہر کلامی برآمد ہوا اور یہاں بھی وہی ہر کیا کہ اصل
 صلی علیہ وسلم اور اثبات کچھ قرآن شریف کی تفسیر کو سب سے کیا مضرب الہی بھی بنا کر مطلبی کلام لاجل لاؤۃ الالباس اور حال بنا سہ معاملات
 ان خدم کا بھی حص خلافت شریع پر پھر انکو متقی جانتا موقوف ہے حق ہی کا کام ہر قرآن و حدیث سے تو وہ ہرگز متقی نہیں ہو سکتے
 معاذ اللہ اور نواب قطب الدین صاحب نے بھی ناحق طعن کرتا وہاں کے ملاک لکھا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی ناحق کہہ دیا کہ
 منع کیا ہے کہ وہاں کے اہل فتن کو چھا جانا اور ان کی منع کرو بغض نے اس جزایان کا بھی اس لئے فتن کو بڑا جانو اور اس جیسے
 جی بھگوان کی برائی ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ میں حال ائے افعال کو دین اور جائز نہ سمجھ جاویں فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کوئی
 کی غیبت سے است اندر کہ وہ مگر وہ غیبت بوجہ دین اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے ہونہ بوجہ اپنے غیظ و کینہ کے پس یہ لکھ کا فہم
 استدلال غیبت مانع ہو گیا نہ بدت ایسے کلمات سے تو یہ کہے اور کہیں کہ کچھ پڑھو یہی غیظ قولہ حضرت فرما اشعار غلطیوں الخ
 اقوال ان کی ردی تھی کہ خدا و خطاب سے سبقت میں حاضر ہوئے واسطے موضوع ہی و اشعار و مع میں جو نہ و خطاب پڑھا جاتا ہے اگر

رسول اللہ صلی علیہ وسلم است پر نوریت برتر ہر مرتبہ میں خود کہ در کلام در جہاز دین میں سیدہ الی ان قال و روایات آمدہ
 ہستی برابر اعمال بیان خود مطلع می سازد کہ خلافت چنان ہی کند و خلافت چنان تا روز قیامت اور اسے شہادۃ تو ان کو دیتی اور نیز ملا
 اسیل فذی اور قسطانی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں عن سید بن اسیب قال میں من يوم الاءترض علی النبی
 صلی علیہ وسلم اعمال امت غزوہ وغیرہ قیصر فہم بیابم و اعمالہم فلذک بشہد علیہم يوم البقیۃ پس اگرچہ رسول اللہ صلعم مع خاوان
 کی غیبت سے غائب ہیں لیکن ان کے اشعار غلطی ضرر ہے ہر سب سے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی غلطی یا بیجا و بیجا ہر صریح و خام پھر صلی
 اور دلیل سے صلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ یا اللہ یا نبی وغیرہ قبولی انجی صاحب جائز ہوا تھا اسی دلیل سے مع اور
 اور نصبت بھی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اشعار پر جانا جائز ہیں اور ہم ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک دیکھا کہ کلام و اشعار
 عظام سے اشعار غلطی ضرر کیا جاتا ثابت کر دینگے بیان اس کا بجا حدیث مولد شریف میں آویجا اندوس ہر کہ اپنے پیر مرشدوں کے
 کلام پر بھی نظر نہیں رکھتے بول لکھتے ہیں سہ سے جو چاہیں یہ نہیں جانتے کہ ہر غلطی کا بجا شہ قیامت کو ہو گا و بالیغ فاس قول لالہ
 رقیب حید - اس مقام میں ایک شعر مولوی محمد حسین خیر کا یاد آیا جو حدیث مولد شریف میں بیان فرماتے ہیں سہ بہت حد
 رسول خدا میں شاعری یہ غیر مشرک کی علامت ہے عقل میلاد یا صاحب عرب میں جو نہ لے رسول کریم میں اور جو میں
 کرتے ہیں انحال کو گستاخاں اب لکھے اگر ہی شرک ہے یہ شقی صاحب اپنے اعتقاد کے موافق پانچوں وقت میں نمازیں شکر کر کے
 ذات فرما کہ کو حاضر ناظر بالذات کوئی عقیدہ کرے تو شرک ہوتا ہے اور اگر یہ عقیدہ نہیں بلکہ بعض محبت میں کتاباں پڑھنے کے اگر
 ضمن صلوٰۃ و سلام میں ہو تو ملائکہ آپ تک بیجا دینگے اور جو بدوں لکھتے ہی وقت غرض اعمال کے پیش ہر جا و گناہ جائز ہے کہ جو کہ
 اس مجمع میں جمال سنبھارا اور اہل بدعت کہ تمام اولیائے رب کی نسبت ان کا عقیدہ عالم بالذات ہوتے اور تصرف بالذات ہونا
 ہے موجود ہوتے ہیں تو یہ صورت ندارد و خطاب کے لئے عقائد کا فناء اور ان کی بدعت و شرک کی تائید ہوتی ہو تو در صورتیکہ ہر مفسرین
 بلکہ مفسرین کو تو در صورت تائید خطاب شرک میں گم نہ کرک اور بسبب فتنہ فساد کا یہ تو یہ جائز ہے یا نہیں اور اس امر کے فہم سے یہ
 مجلس کیا حکم رکھتی ہو یعنی مراد مسائل کی تو مولف صاحب نے پہلی شق جس میں شرک لازم آتا تھا مطلقا ذکر فرمایا اسکو بالکل غلط
 فرمایا گیا یعنی خطاب نہ کر کے تھے ہی نہیں اور دوسری شق کو اپنی اصل پر لکھ کر فی مدقہ انہیں کا جواب دیا کہ بالکل جائز ہوں
 اس کو منع کرتا ہے اور پھر اس کے اثبات میں دلائل پیش کر دیں اب مولف صاحب نے کوئی پوچھ کہ جس شق کے صل ہوا کا کہ نہ ہی
 فرمایا ہے اور آپس میں دھم و دھما سے بولنا انجی صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب اور راز وغیرہ سے روایت کئی ہو رہی
 ہے اس کا سائل یک منکر ہو اور وہ اس کو کہاں پوچھتا ہے تم کیوں سر ہوا لاکھ تقریر طویل لاجل کر رہے ہو یا شق اول کا جواب
 لکھا تھا کہ آیا وہ شرک ہے یا نہیں یا دوسری شق کی ماضی پر بحث کرنی تھی کہ باوصف اس مفسر کے بھی جامع عام میں ایسے اشعار
 پڑھنے درست ہیں یا نہیں وہ کہ کتاباں کی حد یہ صورت ناجائز ہے اور مفسرین کے مرشدوں دوستوں نے اگر ایسے اشعار
 پڑھے تو خود غیبت میں یا خواص میں نماز میں اور نہ عام جملہ میں اور طبع ہرگز انکی تشبیہ اگر قصو ہے تو دوسرے لوگوں کا بھی نہیں کیا

اس لئے کہ التجات میں پڑتے ہیں السلام علیک ایہا النبی یعنی سلام ہو تو پر ہے نبی۔ دیکھو اس میں نزلے رسول خدا موجود ہیں
کوئی دن میں سووی صاحب نمازوں کے حق میں بھی یہ شعر پڑھتے بہت نزلے رسول خدا میں غافل ہیں تو یہ مشرکوں کی علامت
ہے چنانچہ نماز، نفل، یا صدقہ سوا اعمال والا اعتقاد اور واسطہ بیان خطاب ضرر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئمہ
جسٹ لٹ کے ہم پر ہے کہ جب کو مسائل پوچھتا ہو اسکا تو قلیل کثیر کچھ بھی جواب نہیں اور ایک غیر مسئول سر پر زور شور سے کہتا ہوا
ہے پس آپ کی سبب ایات منقولہ اسلام میں مگر آپ کے ہم پر اور حسن جواب پر صد آفریں ہو الغرض جواب کی خوبی علم و فہم کا
اس قدر طویل کا تو ہو چکا اب اگر لاکھ دلائل اور احوال و صحابہ کے اس باب میں نقل کر کے تو آپ کو ہرگز ذرہ بھر بھی غفلت
کیونکہ سب کا بھی جواب ہو گا ان کا عقیدہ ہرگز حضور و اثبات علم غیب کا فخر عالم علیہ السلام کی نسبت نہیں اور یہ کلمات فرط
محبت میں کہے اور خلوت یا جلوت خواص میں پڑتے اب دلو آپ کی اور ارقی نویسی اس ایک کلام سے رہو گئی یا نہیں
بعد اس کے جو آپ نے سووی محمد حسین فقیر پر ایک طعن کیا ہے محض بجا ہے کیونکہ اہل بدعت کا یہ عقیدہ علم غیب بالذات
کا حقیق و مشہور ہے سوانہوں نے ان کی ہی نسبت یہ شعر لکھا ہے اور واضح ہے کہ اس عقیدہ سے خواہ ضمن صلوة و سلام
میں خطاب ہو یا غیر صلوة و سلام میں بہر حال شرک کا اور بدعت اس عقیدہ کے خواہ صلوة و سلام ہو یا غیر اس کے جائز جبکہ
جمع عوام و متعلمین نو سوانہ پٹن محض بے محل ہے اگر التجات میں عقیدہ علم غیب کا ہو گا تو انکو اس کے شرک ہونے سے
کب انکار ہے وہ بھی شرک ہو جاوے گا اور التجات میں یہ مینہ یا محض نقل و حکایت ہے اس واسطے درست نہ آیا ہو سلام
کو وعدہ ایصال ہو چکا ہو اور خلاف اس کے عقیدہ کرنے میں بھی وہی حکم ہے پھر طعن کیا ہے موقع ہو اگر سووی محمد حسین
صاحب تو آپ کے معاصرین ان پڑھنے کو نے کوئی اکو برائی نہیں حال ہوئی البتہ بڑے بڑے علماء پر جیسا سووی محمد حسین
صاحب سووی محمد حسین صاحب اپنا اعتراض کرنے میں اور علماء و فقہاء متقدمین میں جو روشنی کثیر کو کر وہ فرماتے ہیں ان پر
طعن لاعلی روایات کا کرنے سے جیسا روشنی کے مسئلہ میں گذرا اور خود حضرت عمر فاروق و عائشہ و عثمان پر اسراف کی روایت
کرتی اور اسکی صحیح کرنے پر کہ قرآن شریف کے حکم کے خلاف اسراف کیا آپ صراحت و اشارہ طعن کر چکے ہیں تو وہ البتہ جواب
آپ کے بتقریم کا عوام کا انعام کے نزدیک تاج ہے اس باب میں بھی ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ بخاری میں ہے کہ ابن مسعود و تاج
فخر عالم السلام علیک ایہا النبی التجات میں پڑتے تھے اور بعد وفات آپ کے السلام علیہ النبی پڑھنے لگے تھے اب پڑھنے فرما
تا کہ لوگوں کے نزدیک خوب عظیم شان آپ کی ہو لیا ہو جائے سووی محمد حسین تو بدوں کی تقلید سے پری ہو جاوے گا یہ سو پر
طعن کر دے انکی براہ ہو ہی نہ سکے سزا دے صاحب مولف صاحب نور فرادیس اور سب اہل علم نظر فرامیں کہ مولف صاحب نے
شرح سوال کیا کی اپنی طرف سے ایک سوال یا تصنیف فرمایا ہے سال سفر باج قد سوال میں کلمہ شہی اردان خوشن
کا قصا پڑھا۔ ترقی بدینہ کا ہونا۔ شیرینی کا ہونا۔ روشنی کثیر کا ہونا۔ فخر عالم کو خطاب و نذر سے یا کرنا۔ سو یا جوئی خود کی وہ
فرمائی کہہ کر مسائل کے نہیں ہیں ہی نہیں گذر گیا اپنی طرف سے خلاف مقتود مسائل کے ایک شرح فرمائی اور پھر جواب اس شرح کے

زیادہ تحقیق نور چارم میں دیکھی تو یہ حدیث نبوی جائز ہو یا نہیں مذکور ہوا اقول سال نے حصر کردارین کو حدیث میں حدیث
سے جائز ہے یا نہیں میں پوچھنا چاہے تھا کہ شرح شریف میں جائز ہے یا نہیں اس لئے کہ شرح شریف کے مسائل فقط حدیث ہی سے
نہیں نکلے بلکہ ان میں شرح قرآن مجید ہے پھر حدیث شریف پھر اجماع اُس پھر قیاس اس بات کو ہم حاصل انہی کے مجتہدین
سوانہ نے ہیں دیکھو سووی اسٹیل صاحب تذکرہ الاخوان میں درباب بدعت لکھتے ہیں جو مسئلہ کہ قرآن میں مفصل مذکور نہیں
اس کا حال حدیث سے دریافت کرے اور جو حدیث میں بھی صحیح بیان نہ ہو تو وہ غیر خلاصہ اسد علیہ آکرم کلام کا صاحبوں کے
اجماع سے دریافت کرے اس اجماع کے موافق عمل کرے اس واسطے کہ حدیث کی رو سے صحابہ کے اجماع کی پیروی کرنا حکم
ثابت ہے پھر جو مسئلہ اجماع سے ثابت نہ ہو یعنی صحابہ سے اس میں کوئی وقت میں وینا واقع نہ ہو اور پھر وہ علم ظہر اجماع کے تو اس بات پر
مجتہدوں کی قیاس معیشت کے موافق عمل کرے نتیجہ دیکھو سووی اسٹیل صاحب کے کلام سے تو ما بعد عہد وکی بات نکالی ہوئی بھی حق
معلوم ہوئی ہی اس مقام میں بعد از وفات خودہ سطر کے فرماتے ہیں پھر اور کوئی سووی مشائخ جو اپنی عقل کو عقل دیکھ کوئی بات کہے تو
اس کا کیا تھا کلام انگریز اگر انکرام عالم دین از متنبی پھر نگار اس مسئلہ کو قبول کر لیں البتہ وہ بھی معتبر تھی اسباب کو معلوم کرنا چاہئے کہ
جواز اور کیواسطہ بت دانی کو سے یعنی قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس مجتہدین اور اتفاق اکثر علماء دین از متنبی کوئی
لٹ لال میں کسی ایک دلیل سے ثابت ہو جائیگا اسکو کھینکے کہ پھر شرح میں جائز ہے یا نہیں کہ جب کلام فقہ حدیث میں صحیح آیا ہو
لکھے وہ بھی اکثر علماء اس شرح کے مطابق و مناسب نہیں ہر جا یہ کہ اہل متعصبو سال کی موافق ہوئی چنانچہ تحریر بالا سے جو پڑھ گیا
سویا جواب سوال اور اسکی شرح شاید کہیں نہ لکھ کو لکھ دیکھی ہوگی عجب شایخ اور پھر ان جوابات میں جن میں امور کی نسبت
اور نو مطعون پڑتے ہیں ہی امور خود اختیار فرماتے ہیں بھان اسد کیا علم یہ قول مجتہد نبوی الخ اقول یہ آخر اعتراض سال
ہم کو کہ فقط حدیث سے ہی کیوں طلب جواب کیا قرآن و اجماع و اجتہاد ہی حجت شرعیہ پر سوچا ہے اول تو اس کا مذکر کیا
ہو کہ پھر ناواقف ہے جو خوب محقق ہو گیا کہ مولف کے نزدیک فقط حدیث سے مطالبہ کرنا کسی حکم کا میوبت نہیں ہو گیا
صحیح اربعہ میں سے کسی سے جو اب دوسرے تو کافی ہے اور اتباع از میوبت کا بھی ناجائز ہے اگر کوئی مستثنیٰ خواہ خواہ جو اجتہاد کا
حدیث سے ہی طلب کرنے کو معنی کو پھر عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ اتباع نار و اکامی درست نہیں ہوتا سو مولف اس اپنے فائدہ
مقررہ کو یاد رکھے کہ اس کے خلاف میں مولف مطعون ہو چکا اور جو اس بجاہرہ کے کلام کی تاویل کر سکو تو کیوں اس پر نص نہ جوتے
تو قرآن کی حدیث تفسیر سے اور حدیث بھی وہی باطنی ہی سو قرآن حدیث تو ایک ہی ہوتی معنی و حکم اور اجماع کا نہیں ہوا
تو اس سند قرآن کی تو یہ یا کوئی حدیث طرہ اشارہ و دلالت ہوئی ہو سو وہ بھی حکم حدیث ہی ہوا اور قیاس خود منکر حکم حدیث
علم سو وہ بھی اگر اجماع سے ہے تو وہ معلوم ہوا کہ حدیث بھی ہے حکم اور قرآن سے ہے تو وہ بھی معنی حدیث سے منحصر ہے
پس اس کا کہنا بایں تاویل مستحکم پس مطالبہ حدیث میں اگر کوئی قول مجتہد کا پیش کر دے یا جائزہ عطا کرے یا قاعدہ کا مجتہد
عطا ہی کر دے تو وہ جواب حدیث سے ہی ہو چکا صحیح حدیث کی ضرورت نہیں بہر حال مولف اسکو یاد رکھے الحمد للہ کہ برہان

وہ جائز ہو ورنہ ناجائز بات ہرگز حقیقین کمال کے نزدیک مسلم نہیں اجماع ہو کہ میان مسئلہ فتویٰ انکار کی شریعت کی گئی اب اسی کے جوابات جو حقیقی صاحب کے ہاتھ میں اس کی توضیح کرتا ہوں نور دوم میں چند نسخے میں لکھنے والے اقل جواب واضح ہو کہ اس سوال کا جواب اول دہلی میں لکھوایا گیا پھر اصحاب نے اس پر غور کیا وہ یہ ہے جواب فتویٰ انکاری العقاد فضل سیلا اور تمام فتوے و کتب البشیر حضرت معلم کے قرون ثلثہ سے ثابت نہیں ہو اس پر بدعت کا واسطہ ہذا القیاس برزخ عیدین و غیر عیدین میں پیچیدہ وغیرہ میں فاضل مرسوہ ہا قہ انکار پایا نہیں کیا البتہ ثانیۃ من البتہ بقرہ تقصیر ان امور و مہموال کے لئے اس میں فخر کو دیکر جواب پچھانا اور دعا اور مستغفار کرنے میں امید منفعت ہے اور ایسی حال دہم سویم و چہم و فخر و درج کثرت اور شرف و غیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے خلاصہ یہ کہ بدعات مخبرعات ناپسند شرعیہ ہیں اتنے حرفا حرفا اب مولف رسالہ ہذا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد پر مجبور وہ کہے بیان کرتا ہے ان امور نا صواب کو جو اس جواب میں ہیں فاضل ہو کہ اس جواب پر دہلی کے تین صاحبوں کی تحریر ہے امی کشمیر حفظہ اللہ شریف حسین یہ صاحب دہلی میں غیر مقلد ہیں سب مقلد ہیں ان کا یہ جواب لکھنا کچھ عجیب تھا لیکن اصحاب نے بوند بھی اس فتویٰ میں لکھتے تھے مدرسہ دیوبند کے طلباء اور مدرسین کی پانچ تحریریں اور چند خط لکھے ایسے معنی کران میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ جو ہذا مسئلہ جواب صحیح من علی عینی دین بیان اللہ عیارسے این شہی صاحب کی دیکھنے کے قابل ہو اور فصاحت و بلاغت مذکوروں میں لکھنے کے لائق ہو لفظ ہذا کی تفسیر و تہمیت مسئلہ کی تائید و تخریب جواب کی مذکورہ صحیح کی تائید یہ مسئلہ بے سوال مبتدا اور جو صاحب اس کی خبر سوال کی خبر کیا کیا تائید ہے ہر غیر ہو کہ ان صاحبوں میں کسی سے کچھ تخاص نہیں لاسوی محمد یعقوب صاحب کہ اس مدرسہ دہلی میں جو مذکور اول سے متعدد نوازل کو ظلمات مکتوبہ سے کہ ظلمات جمل پر نورش علم کے متعارف کر کے اسکی ظلمات اصلہ کو واضح طور پر نمایاں کیا تاکہ دکھایا قولہ نور دوم ہذا قول اس میں مولف نے جواب بے غفلت کیا کہ بعد اٹکے کچھ اپنے علم کے فقرہ ظلمات لکھے ہیں انکے جواب کی ضرورت نہیں علم مولف کا تو نوازل میں ہی خوب منور ہو چکا قولہ ان میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے اقول حسن علی نام کوئی مدرسہ دیوبند میں نہیں ابتدا ہے بنا مدرسہ کے آج تک کی کیفیات موجود ہیں دیکھو مولف کو اگر دیوبند کے مدرسہ پر ظن کرنا مقصود ہے تو یہی طرح ظن کرنا کہ کچھ لکھنا ناہم و شرم کی بات ہے حق تعالیٰ فرماتا کہ ان بعض الشیخ ائمہ پھر خواہ مخواہ حسن علی کو دیوبند کا مدرس یا طالب علم قرار دیکر شخص اپنی طرف سے یہ لکھنا کقدر خلاف احسن کے ہوا و جو تین مدرسہ کی غرض مولف کی ہے تو ایسے وہابی مطالبہ سے کچھ نہیں ہونا اور مدرسہ دیوبند کا جو کچھ علم ہو اگر کچھ خدا و مولف کو ہے تو اسے اور دیکھو اس فقرہ کے گمان میں یہ آتا کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حقیقی کی درگاہ ہا کج ہے کہ صد ہا عالم یہاں سے بھاڑ گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ملامت سے نکالا ہی سہی کہ ایک مسئلہ فرامان علیہ السلام کی تائید جو میں شرف ہوئے تو انکو اور وہیں کلام کرنے دیکھو جو بھی کہ انکے یہ کلام کہاں سے آئی آپ تو عربی میں فرمایا کہ جسے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہو سکویہ زبان انکی یہ بیان انداز سے تیز اس مدرسہ کا معلوم ہوا پس جس کا تہذیب خواصہ زیادہ ہو گا

غیر مقلدوں کی تحریر پر ہر نگاہی اسلئے ہو کہ ان سے چار شکایتیں ہیں شکایت اول بقانون طریقت لینے لکھے ہو ورنہ حاجی ملا صاحب ہم کہ معلوم ہے سلطان کا ہرگز یہ طریق متعبدانہ نہیں کیا بلکہ نہایت مستقیم و مستدل فراط و تقریط سے خالی پایا ہو کہ مسئلہ قیام کا پوچھا حالانکہ دلائل اس کو برائے انکسار میں لکھتے ہیں کہ وہ شرک کی تائید بت بچانے میں لیکن انہوں نے یہ جواب دیا کہ اگر اصحاب فضل کھڑے ہو جاویں کھڑے ہو جاؤ اگر بیٹھے ہیں تو تم بھی بیٹھے رہو ایسی گفتگو مصلحت آمیز ہے کہ اس میں ہرگز شک و شبہ نہیں اور چند مسائل ان کے اسی طور پر لکھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے سب قریبوں کو اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو متنبہ فرمایا ہے کہ جو مسائل ہند کے علماء میں مختلف ہیں انہیں فرمت کچھ پھر مولوی محمد یعقوب صاحب کے کیونکہ کہنے سے اپنے رشید ہادی کے خلاف طریق اور خلاف حکم پر ہر نگاہی شکایت تائید یعنی کیوں دیدہ تحقیق سے فکر کے کئے مسئلہ کو شیطان مدرسین اسکی توین و تخریب میں زیادہ سرگرم ہو گا پس مولف حالانکہ مدرسہ دیوبند سے اسکو کوئی گزند نہیں پہنچا اور اس کی دنیا میں مدرسہ مغل نہیں ڈالا البتہ انکے بدعات کے ظلمات کا کاشف ہو لہذا مولف کو اس مدرسہ دیوبند سے خادیا و اس مدرسہ کو پناہ دشمن جاننا ہے مگر جسکا حامی حق تعالیٰ ہو اس کا کوئی کیا کر سکتا ہے۔ انقض حسن علی نام کوئی مدرسہ نہیں اور جس حسن علی کے و خطا میں خواہ مخواہ اس پر مطاعن عقلی کرنی بھی دور از دیات ہو کہ مولف کی غلطی کا احتمال قوی ہے چنانچہ اس فتویٰ میں بہت الفاظ غلامو جو ہیں سو حسن ظن کرنا اور کاتب کی یا صاحب طبع کی غلطی پر صل کرنا مناسب تھا کہ توجہ نہ کر مولف کو حسن ظن پر صل کرنا مد نظر اور اندیشہ آخرت ہونا اور جو مذکورہ منوی کا تو مولف کو سلیقہ و ملکہ نہیں تھا لفظ سے تسلی کر لیا اور فرج توسل ہو لیکن مشکوۃ اور قرآن شریف دہلی کے مطبع کے شفاء مولف دیکھکر جو اس میں غلطی کاتب ملاحظہ کر لگا تو بہادری تعالیٰ اور خراب فرماں پر موافقہ نہ کرنے لگے کہ مولف کی عادت تو یہی تھی کہ اہل مصنف کو الزام لگاتا ہی کاتب کی غلطی پر صل کرنا ہی نہیں ہستغفر اللہ استغفر اللہ قولہ شکایت اولیہ اقول جانا طبعی صاحب سہلہ کا جواب قیام میں اگر صحیح ہو تو وہ وجہ ہے کہ ان کو جلا ہند کا حال معلوم نہیں کہ کیا کیا عقائد پیدا ہو گئے ہیں اور فتویٰ شیعہ میں معنی کو حال اہل زمانہ کا دیکھنا ضرور ہے کہ اختلاف احوال سے جواب بدلتا ہے اور یہ تبدیل اور مباح ہیں ہوتی ہے پس اس جواب کے معلوم ہوا ہے کہ کہاں کا حال ان کو معلوم نہیں اور حسن ظن قیام کو بواج جانکر عاجز رکھا اور مخالفت کو موجب فتنہ جانکر موافقت کا حکم دیا اس لئے کہ مولف نے بھی پسند کیا لیکن اباحت ہذا مستدر مار مشرفش فیہ کیس شرع میں درست نہیں اور یہ روایت کہ انہوں نے جانب نوی محمد یعقوب صاحب کے جوم اور جانب نوی رشید احمد صاحب کو مسائل مختلف فیہ پر ہر نگاہی سے منع کیا تھا خوب حقیقی ہو گا غلط کسی مغربی کا افتراء کہ اپنی بات بنانا مطلب ہے پس یہ شکایت ہے اس محض ہوگی قولہ شکایت ثانیہ اقول مولف کو کس طرح معلوم ہوا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب بے بدون فکر کے ہر نگاہی ہو اگر یہ وجہ ہے کہ مولف بحر العلوم کے فہم کے خلاف ہے اور اختلاف ملنے ایسے جو خار کے ہم گاہہ غلطی ہو گا تو مولف صاحب اپنے منہ میں انھو ہوتے ہیں۔ نوازل میں مولف کے فہم کی ظلمات الہی واضح ہوگی اگر نظر میں نہ آتا کیا چلنے کے لائق ہو کہ جو مطابق ملنے مولف کے ہو گا وہ گویا مدرسہ دیوبند جو

اس بات پر مبنی قرون ثلث سے قمریات نابینہ شریعتیں اور اپنے اسی تعجب پر مرقع گائی قوی تحقیق یہ ہر گئی اس بات پر کہ جو قرون ثلث سے ثابت نہ ہو قمریات نابینہ شریعتیں ہر گئی اس میں سلف کا وہ اشتغال مرسومہ خاندان جناب جو خیا القلوب میں منبر میں کہ کر ان کا ثبوت ہر گئی و حیات مجموعی قرون ثلث سے نہیں میں اسی خلیہ الہیان اور ہر گئی قمریات میں اسلئے ہم کے قائل نہیں کہ جو بات قرون ثلث میں نہ ہو خلافت اور سلف ہونی کی لحد ثانیہ روجو اس بات میں تحقیق بدعت و ثبوت بدعت حسنہ واضح ہو کہ اس قوی انکاری میں کوئی منبر نہیں سوا اس کے کہ یہ باتیں قرون ثلث میں ہوں بسا کی ایک کتب کا رد قاعدہ ہے اور تمام رسالہ کے قائل کو کافی ہے فیہر ملا حظہ کرنا لازمی ہر قول لحد ثانیہ روجو اس بات میں تحقیق بدعت اقول تحقیق بدعت میں مولف نے نہایت اپنا جوہر فہم دکھایا اور غایت مبلغ علم کا اظہار کر دیا اور اس تحقیق پر ثبوت کو نہایت فروزان ہے پہلے جواب شکایت ثالثہ میں یہ عاجز حقیقت بدعت کو کلمہ چکے اب یہاں پھر لکھتا ہوں سنو کہ تمام علماء اول سے آخر تک متفق ہیں اس بات پر کہ بدعت گفت میں امر جدید کہتے ہیں اور کتب شریعیں جو اطلاق اس لفظ کا ہوتا ہو کسی جگہ تو اس کے معنی یہ لیتے ہیں کہ جو امر بعد قمریات علیہ السلام کے حادث ہو مطلقاً خواہ محمول ہو خواہ مذہب اس کے جواز کی دلیل شرعی موجود ہو یا نہ ہو اس کی دو قسم اول کو محمول کہ جس کی دلیل جواز کی شرح میں ہے دوسری مذہب کہ دلیل اس کے جواز کی نہیں ہے اول کو بدعت حسنہ نام لکھتے ہیں اور ملحق بالسنۃ جلتے ہیں اور دوسری قسم بدعت ضلالت ہے پس یہ حسب بدعت کی عام کلماتی ہو اور کسی جگہ بدعت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جو امر حادث ہو خلافت طریقیہ رضیہ تابع علیہ السلام کے یعنی اس کے جواز کی دلیل شریعت میں نہ اور معنی خاص ہیں اور کتب شریعیں اس سے ہی بحث ہوتی ہے تو بدعت باتیں مبنی وہی نوع مذہب ہو اور قسم دوم بدعت میں اصل ہے پس یہ دونوں اطلاق درست ہیں اس میں کسی کا خلافت نہیں قطعاً بیان کا فرق ہے اور اس میں مراد میں سب متفق ہیں جو بدعت مطلقاً مذہب کہتے ہیں وہ بدعت کے معنی خاص لیتے ہیں اور جو علماء تفریق حسنہ اور سنیہ کی کرتے ہیں وہ معنی عام لیتے ہیں اور جو علماء نے لکھا تمام کتب شریعیں موجود ہیں اور خود کو کتب بھی اسکو جاننا ہے خود اس رسالہ سے ظاہر ہے لہذا نقل روایات کی حاجت نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو علماء مذہب وہ بدعت کہتے ہیں وہ بدعت کو معنی خاص لیتے ہیں اور تمام مذہب میں ذکر کرنا اور حجت عدم جواز کی ٹھیکہ دلیل ظاہر ہے اس امر کی ہے درجہ معنی عام سے کہ ایک فرد اسکی عہدہ بھی ہو کسی طرح مذہب مراد ہو سکتا ہو مطلقاً اور یہ جو کہ لفظ مذہب ہو گا جان سکتا ہے کہ کوئی کلمہ سلیطی اور خوبی فہم قابل یہ ہو کہ باوصف علم اس مطلق کے اور قریبہ بدعت کے جگہ جگہ لکھا کہ اس کو خلافت سے تھلے نزدیک بدعت ہے اور ہائے نزدیک کہ حجت میں نہیں کہ بدعت حسنہ مبنی ہوتی ہو اور اس کو نہایت الزام و اعتراض کہ رہا ہے تو اس تحریر کو کتب سے معلوم ہو کہ مولف کے نزدیک نزاع حقیقی اور خلافت معنوی ہر فرقہ مطلقاً نہیں درجہ کیوں یہ تو میں کرنا اور کتب اسلئے باوجود ذرا ناں صنف و مانع کے لا محالہ مستند و مطول کرنا کہ سب کمال مستعد و ایک اور ایک کو جمع اور دوسرے کو خلافت مانے اور لا محالہ قمریات لکھ کر غرض یہ کہ اس سے بھی جو علماء درجہ خوبی فہم مولف کا شکر حق و جان ہو گیا جیسا پہلے شرح سوال میں ہر مبنی پر مبنی فہم مولف کی ظاہر ہوئی احوال و دون مبنی بدعت کے ایک ہی لفظ اور دوسرے کتب میں

میں نہیں اور قرون ثلث میں نہ ہو بدعت ہے سو یہ قاعدہ حقیقی نہیں کسی کے احوال قمریات ذکر کرنا روایات ہے اور مذہب مشہور اور قول جو چہر مل است ہو وہ روایات ہے اختلاف احوال کا یہ حال کہ بدعت میں چند احوال میں قول اول یہ ہے کہ مولف نے کر لاخوان نے تو اپنے طائفہ کا دستور اعلیٰ شریعت اور کیا کہ جو بات قرون ثلث میں ایجاد کی گئی ہے اسکو سنٹ کہنا چاہئے اور بدعت ایجاد ہونی اسکو بدعت قرار دینا چاہئے اور جو چیز بدعت ہے وہ کل خلافت اور سلف ہے دوسرا قول یہ ہے کہ جو چیز بدعت صحابہ اور تابعین کے کالی جاوے وہ بدعت ہے اور نہ شریعت و مانع مسائل کے سوال میں ہر مبنی میں لکھا ہو اسکی منقول باشد از آنحضرت و صحابہ و تابعین غیر شریعت است الی ان قائل قراءۃ الکافرون الی الآخر مع الیہ کر و ہر گئی بنا بدعت منقول و کتب علیہ و الیہین اب دیکھنا چاہئے کہ یہ تقریباً ایک ہزار و چوبیس ہونی ہو مولیٰ اہل بیت سے ہی کیونکہ انکی تقریر سے توحید تابعین میں ہے اور اس تقریر سے تبع تابعین بالکل مزار ہوئے تیسرے قول یہ ہے کہ صحابہ کا فعل توسع میں داخل ہو لیکن صحابہ کے بعد جو قول فعل حادث ہو وہ بدعت ہے اور ضلالت ہے چنانچہ جلد اول کتب بات مجدد کے کتب ایک نسخہ سیاسی میں ہے ہر جہر دروین حدیث و تتبع گذشتہ کہ در زمان خیر البشر و خلفا و شریعین اندر وہ علیہ علیہ السلام و التسلیمات اگرچہ پیچہ روشنی مثل قلی صبیح و درین ضعیف را با جسے کہ با اہل بیت گذشتہ نقل ان حدیث مگر دانہ اور اسی کتب کے آخر میں لکھا ہے فلیکمل بالانقضاء طے مابینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اہل کفایت علیہ السلام صحابہ الکرام اب دیکھو اس کلام سے تبع تابعین و کیا خود کردہ تابعین ہی مادی ہونی میں پس اس قول کے موافق و کالی قول و فعل بھی بدعت واجب لا جناب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ تابعین و تابعین میں خود صحابہ کا کلمہ اعتبار نہیں ہو گئی حد و بدعت میں الفاظ مختلف ہیں ان میں سب کلمہ ہی حاصل ایک ہی ہے مگر مولف کو چونکہ سلفہ فہم مراد نہیں سب مختلف الاولاد جان رہا کہ اس واسطے ان کو نقل کر کر رد و رد و شافرتا ہے اور ایک معنی عام کو صحیح و معتبر ٹھہرانا اور با ہم سب کو مختلف جان کر غلطی میں پڑا کہ سہیان بھی ضرور ہو نا کہ کچھ فہمی مولف کی ظاہر ہو جاوے سنو کہ تعریف بدعت شریعت کی بعض نے یہ بھی کہ بدعت وہ حدیث فی الدین ہو کہ زمان قمریات علیہ السلام میں موجود نہ ہو یعنی نہ قولاً نہ فعلاً نہ تقریراً اور نہ صراحۃ نہ اشارۃ میں بدعتی امر کہ جسکی طرح زمان قمریات میں وہ موجود نہیں اور معلوم ہو چکا کہ جو بدعتیں وہ شریعتی مراتب نہ وجود خارجی تو دلیل جواز کی اس کیسے کوئی نہ ہوئے گی وہ خلافت شرعیہ کے ہر گائی اس کے معنی بلا تفاوت دی ہوئی جو مراد اور ہر لفظی اور ابن عمرو و دیگر لکھتے ہیں جس کو قول خاص کے مولف خاص کے لکھا اور سلم البشوت اور قول جمہور و معتبر لفظی امر موقوف دونوں میں نہیں پھر جوئے زمان قمریات میں موجود نہ ہوئی و بدعت شریعتی صحابہ و تابعین امتیج تابعین کے زمانہ میں ہی موجود ہو جو خارجی نہ ہو گئی باتیں مبنی کہ اسکا شیعہ بلا کہ مولف کے اور اس کے جواز کی دلیل قولاً فعلاً تقریراً صراحۃ اشارۃ نقل سے کیونکہ وہ زمان خیریت ہے قمریات نے ان کی خیریت اور اتباع کا حکم فرمایا ہے پس جو کہ ان قرون ثلث میں موجود ہو گا خلافت قواعد شرعیہ کے نہ ہو گا اور نہ موجود ہو گا وہ بدعت ضلالت ہو گا اور پھر لا دلائل ہوں کہ جو بدعتیں سب جگہ مراد و بدعت شریعتی ہے یہ سننے کہ دلیل جواز کی ہر مراد و بدعت شریعتی ہے اور دلیل جواز کی ہونا عدم وجود شریعتی ہو پس ہر حال یہ دونوں تعریف کیسے جو حقیقت نہیں اور بعض نے اس واسطے اس تعریف میں یہ زائد کر دیا ہے

باتوں کو بھی بدعت کہتے ہیں ان علماء کے نزدیک بدعت کے یہ معنی ہیں البتہ ہر ایک کوئی فی حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر
 حضرت کے بعد اگر صحابی بھی ایسا کرے ان علماء کے نزدیک بدعت خلافت کی مانند نہیں غیر محدثوں کا ایسا عمل ہے کہ وہ خلفاء
 راشدین کے فعل کو بھی بدعت اور ناجائز کہتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ حضرت سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا یا لایا
 یکر و سنت یری اور سنت خلفاء راشدین کی تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں مسک الختام شیخ بلوغ الملام میں یہ ہے کہ نہیں ملو سنت
 خلفاء راشدین سے مگر ایسا طریقہ ان کا کہ موافق طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو اور معلوم ہے تو حدیث سے کہ کسی
 طریقہ راشد کو نہیں پہنچا کہ کوئی طریقہ سولے اس طریقہ کے کہ آپ حضرت سے مشروع کرے اتنے قطعاً اور کتاب مفاتیح لاسر
 الزاویج میں یہ کہ مراد سنت خلفاء سے وہی سنت ان کی ہے جس میں وہ موافق اور قبیح سنت نبوی ہیں نہ کہ جس کے وہ خود
 موافق ہیں آخر یہ پس ان بزرگواروں کے نزدیک تو حضرت قرآن اور حضرت عثمان بھی کہ بعض امور انہوں نے زائد کئے ہیں کیا
 بدعتی ہیں تو فیاض مہتاب فرمودہ میوہ اسمعیل صاحب تین گروہ ہو گیا وہ تو تبع تابعین تک کو مانتے تھے یہ خلف ان کے لیے
 بڑے کہ صحابہ تک کو بھی نہیں مانتے کیوں نہ ہو جب تک اپنے بزرگوں سے چار قدم کے نہ بڑھے تو پھر کیا خیر خواہ اطمینان
 کہ زمانہ خلفاء راشدین میں بھی پایا جاوے اور بعض نے دم اور وجہ زمانہ صحابہ کا ذکر کیا اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ
 زمانہ غیر عالم میں نہ ہو گا صحابہ کے قرن میں ہی ہو گا صحابہ ہی گذرا اور پھر ایک حدیث میں خود غیر عالم نے فرمایا یا علی
 بسنتی و سنت خلفاء الراشدین المہدیین الخ و دوسری حدیث میں فرمایا یا انا طیار اصحابی اور ظاہر ہو کہ بعض امور زمانہ خلفاء اور صحابہ
 میں شائع اور ظاہر ہیں کہ غیر عالم کے وقت میں ظہور کا نہ ہوا تھا اگرچہ اصل اور دلیل اسکی موجود تھی اور یہاں جو دشمنی ہی ملو جو عام
 کر جو دخارجی میں آیا ہو یا نہ آیا ہو اور بعض نے ایک صحابہ کے بعد تابعین کا زمانہ نہیں لیا اس حدیث میں نہ لیا گیا جیسا
 مالک نے غلط سے نقل کیا اسکی وجہ بھی ظاہر ہے کہ زمانہ تابعین میں اجتہاد و قیاس ہوا اور قواعد وضو ایسا بنائے گئے اور جو کہ زمانہ
 صحابہ میں مخفی تھا ظاہر ہو گیا تو یہ سب اسکا ہی اظہار و ضبط تھا جو پہلے موجود تھا کوئی اور جہد خلاف اسکے نہ تھا اور بعض علماء نے
 تبع تابعین کے قرن میں بھی نہ ہو کر ذکر کیا اس سبب کہ حدیث خیر القرون قرنی میں تبع تابعین بھی ذکر فرمائے گئے اور فی الواقع اس
 قرن میں آثار و جہتیں نے بسط و تفصیل تو اندر غریب کی اور کلیات اجتہاد و قیاس کے لیے کامل منضبط کر دیے کہ قیاس تک کافی ہو
 اور اختلاف اتنی رحمت کا ملکہ جو تمام سبکی دلیل ان قرون ثلاثہ میں نہیں وہ بدعت خلافت کی اور سبکی اصل یہاں یہ وہ جائز
 اور مقبول ہوا حال یہ ہر چار قول حدیث کے جو مولف نے شاذ و غلط لکھے ہیں اور قول خاسر جسکو قول جہود و شہود و سبب لکھا
 ہے سب ایک مطلب ہے ایک معنی کہتے ہیں سوائے اختلاف الفاظ کے کہ غیابت مروجہ نہیں علی ہذا قول تعریف بدعت لکھی گئی
 عام اور معنی خاص دونوں موافق ہیں سوائے خلاف بیان مطلق کے کوئی نزاع و خلاف نہیں پس اب ہم رسالت و قوت حدیث
 مولف صاحب کی ناظرین ملاحظہ کریں کہ اول (۱) میں عام و خاص بدعت کو یکدم مختلف معنوی و ذیل حقیقی کہہ دیا اور پھر
 اربعہ کو قیاس کے خلاف سمجھا مطلق ہاں اور اس اپنی غلطی فاش پرنا کر کے کہ جس سے کہ کتاب کو تابعین کوئی دلیل منع کی نہیں

ان کے بعد اگر کسی نے بدعت کے معنی میں ان کے قول کو لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے قول میں بدعت کے معنی عام ہیں نہ خاص

حق خود سے نہیں یہ چاروں قول جو بیان کئے گئے یہ سب اقوال شاذہ تفرقہ بعض علماء کے نہیں ہیں مختلف ہیں چوتھے قول تیسرا ذکر کیا
 اور تیسرے قول کو دوسرا اور دوسرے کو اول باطل کرتا ہے اب قول اول جو صاحب تذکرہ لاخوان کاتبے اس میں جو اصل ہے
 عاجز بیان کرتا ہے۔ واضح ہو کہ متقدمین و متاخرین میں کسی نے سنت کی یہ تعریف نہیں کی کہ سنت وہ شے ہے جو قرون ثلاثہ میں جاری
 جائے اور نہ کہینے حدیث یا قول صحابہ یا تابعین قبیح تابعین سے یہ بات حراۃ ثابت کی ہم نے بار بار اس مذہب والوں کو ملت ہی
 کہ حدیث دو جہتوں میں درج میں کسی کتاب سے خود یا اپنے مدگادوں سے تلاش کر لائی حدیث معتبر ہو کہ وہ میں خاص یا اطلاق ہوں کہ
 قرون ثلاثہ کے بعد جو بات نکلے وہ بدعت ہوگی یا خاص ہی اطلاق کسی جماعت اصحاب یا تابعین یا تبع تابعین کی زبانی ارشاد فرمایا
 ہوئے ہو کہ دیکھا کہ سب سے سند علی کتاب سے لیکن کوئی نہ لاسکا اور لاوے کہاں سے فقط ایک حدیث پر تصدیق ہے جس میں ظاہر
 قرنی ثم الذین یلوئون ثم الذین یلوئون یعنی ہر گروہوں میں سے گروہ زائد کے لوگ ہیں پھر ان کے بعد وائے پھر ان کے بعد وائے
 بھی سولے قرون ثلاثہ میں موجود ہونے کے صحاح اصحاب ہی دلیل منع کی نہیں تو پھر کوئی دلیل مولف کے نزدیک معتبر ہوگی کہ یہ دلیل
 حاوی جمیع دلائل کو اور ذیل اصحاب میں تصریح ہو گئی ہے پس بدعتی اربعہ کے شاید قوراء و انجیل کی خواہش مولف رکھتا ہو گا۔
 معاذ اللہ عن الاصل الاصل پھر دی بات پر کوئی دلیل اپنے نفس اس کلام کے سننے نہ سمجھے اس وجہ سے تحریر اطلاق
 سے کاغذ سیاہ کیا اور غلط فی اسکی اب بھی ظاہر ہو چکی وادلم وبتدوایہ ضیقون ہذا انک قدیم اب بار کر سکتے ہو ثبوت عنانی دلیں
 جواز قرون ثلاثہ میں ہے یا نہیں بجائے خود مذکور ہوئے گی یہاں فقط اس کا بیان تھا کہ مولف حدود بدعت کو نہیں سمجھا اور
 یا ہم سب کو متقاضی بنا دیا اور کہ دین پر مطاعن کر کے اپنا کاغذ عمال سیاہ کیا کہ یہ کام علماء کا بلکہ عامی مسلمان کا بھی نہیں اور
 بعد دن عادی و نیالی نقد آؤ نہ بالحبوب کا بنا معاذ اللہ اور وجہ ہوئی کہ بعض بدعت ہیں اپنی کوفی سے اسلک لکھے ہیں ان
 میں مطاعن مولوی محمد اسماعیل صاحب اور مولوی محمد اسحق صاحب کی اور حضرت محمد صاحب اور دیگر اکابر کے مذکور ہیں مولف ان
 رسائل سے مستفید ہوا اور کینانہ حضرات سے اپنا سینہ سیاہ کر کے خیالات فاسدہ اپنے رسالہ میں تحریر کر دیے۔ الخ اصل ان سب
 سب اقوال کا ایک عامل ہی پھر نہایت چلن و کار قول کو غلط اور خاسر کو صحیح کہا جائے چنانچہ واضح ہو گیا اور مولف کی خیانت
 کا ذکر فرما دیا کہ مولف ان میں کیا جاو گیا کعبات تذکرہ لاخوان میں تصرف کر کے نقل کیا ہے قول اب قول اول جو صاحب تذکرہ لاخوان
 کا ہی نہیں جو غلط ہی الخ قول تعریف تذکرہ لاخوان کی جو فی معلوم ہو چکی اور مولف کی کلمہ فی واضح ہوئی اور ملے ہذا قول ثانی اور
 ثالث اور رابع کی حقیقت حقیق ہو چکی اور اعتراضات اور شرح کلامی مولف کی مردود ہو گئی حاجت مادہ کلام کی میں خلاصہ ہے
 کہ قرون ثلاثہ میں موجود نہ ہونے کے معنی معلوم ہوئے کہ موجود نہ ہونے دلیں جواز کی نوٹا ملتا ہے اور یہ ماکمل الرسول فہوہ ہناکم
 فاستواء الایہ اور علیکم بسنتی و سنت خلفاء الراشدین المہدیین الخ حدیث ماننا علیہ و اصحابی الحدیث اور حدیث بخیر القرون
 الخ قرنی الحدیث اور اقوال متقدمین و متاخرین ان حدود کی ثبت ہیں اور سب متفق الملتے ہیں چنانچہ ظاہر ہو گیا کہ مولف مذہب
 لکھا اور مولف جو لکھتا ہے کہ ہم نے بار بار اس مذہب والوں کو ملت دی الخ باطل کتب پر سوسہ لکھنے اپنے اعلیٰ شیخ الخ کتب

کران کی ایجاد ہی باتوں کو بھی سنت مانا حالانکہ اس کو بدعت اور ضلالت کہتے ہو۔ اب دوسرے مسئلہ کا حال سننا چاہئے یعنی قرون
ثانیہ کے بعد جو چیز حادث ہو وہ سب بدعت ہے جس کو کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اسلئے کہ یہ حدیث جس طرح مشکوٰۃ میں صحیحین سے
نقل کی ہے اس کے لفظ بعینہ میں ہیں۔ وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غلبت امرئ قری فی ثم لزمین یلوہم ثم
الزمین یلوہم ثم ان بعدہم قوامیہ وہا لا یستندون و یخوفون ولا یلتمون و ینذرون ولا یلتمون و یلتمون یلتمون و یلتمون و یلتمون
ولا یلتمون متفق علیہ فی روایۃ المسلم عن ابیہریرہ ثخیفہ قوم یحییون الامانۃ یعنی عمران ابن حصین صحابی روایت کرتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری امت میں اچھے برے وقت کے آدمی ہیں پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے پھر ان میں
قرون کے بعد وہ لوگ ہونگے کہ وہ گواہی دین کے حالانکہ کوئی ان سے گواہی طلب کرے گا اور خیانت کرے گا اور کوئی ان کو
امانت دے گا یا عہد کرے گا وہ دوسرے نہیں کریں گے اور وہ سولے ہو جائیں گے یعنی مال لٹا لٹا کر اور ایک روایت میں یہ ہے
کہ وہ قسم کھاتے ہیں کہ وہ کوئی ان سے قسم کھانے کو نہیں کہیں گے اور ایک روایت میں ابویہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ پھر یہ یوں کہے
یائے آدمی کہ جو پھر کریں گے وہ بڑا ناشائستہ آدم ہیں سے خوب کھانا پینا کچھ غم بین کانوں کو نہ ہو گا۔ اب سب باب انصاف کو
دیکھنا چاہئے کہ یہ حدیث پوری اول سے آخر تک پڑھ دی گئی اس میں کہاں ہے کہ جو چیز قرون ثانیہ کے بعد نکلی وہ بدعت اور ضلالت
دو چیز کو مساوی کر گیا اور خطا فقر کر کے خواہی۔ اٹھانی سو ابھی کیا ہے حدیث میں تو اور جگہ بھی لفظ خبر کا وارد ہوا ہے قولہ علیہ

السلام خبرنا من من یشتکی الناس میں اب جو لوگوں کو گفت رساں ہو گا اس کی ایجاد کو موقوف نہ کیا۔ دوسری حدیث میں ہے
خبرکم کہ لا یلبس اب جو اپنی زواج کے ساتھ حسن معاملہ کرے تاہو گا اس کا ایجاد بھی سنت ہو گا اور جگہ پر ہم مولف کیونکر خبر کا لفظ ہاں بھی
ہے اور دیگر ایسے محل اور بھی ہیں پس مؤلف کس قدر کم فہم ہے اور کیا خوب جملہ اولی کی شرح بھی ہے حق تعالیٰ اسکو جاحظ فرمائے
جو شبہا مان کا ہے تو اسوقت اپنے اس کلام کے منہ بکھلائے شرع پر شاید فرما کر نام ہو عرض ان دو حدیث سے یہ نکلی جو بندہ نے
لکھا اور مولف کا لا چاہتا ہے وہ ہرگز نہیں نکلتا تاہم قولہ دوسرے جملہ کا حال الخ اقول اس جملہ حدیث کو بھی مولف نہیں بھی خبر
عالم علیہ السلام نے قرون ثانیہ کے بعد کے لوگوں میں چارہ صفت فرمائے ہیں ایک یہ کہ کوئی ان کی گواہی نہ لے گا وہ گواہی دینا چاہے
اور یہ جوہر ان کے کاذب لانا بالی ہونے کے ہو گا دوسری حدیث میں کہ یا کہ جو میں تیس لکھاؤں گے سو بدعت کو کذب لازم
ہے کہ بدعت خلاف دین حق کے ہوتی ہے اور بدعت بھی فرد کذب کی ہے سو چکر دیکھو دوسرے یہ کہ خائن جنوں کے بدعتی
بھی خائن ہوتا ہے کہ منصب تشریف جانشین کا ہے ایسے آپ کو ثابت کر کے خلاف شارع کے احکام بتانا ہے خیانت بھی بدعت کو لازم
ہے کہ بدعت فروخت خیانت کی ہے تیسرے یہ کہ امانت دار نہیں ہونا کہ دین اللہ جو امانت ہے
اس میں تصرف کرنا ہے اور نہ کہ وہ فائدہ کرے کہ اللہ بھی نہیں کرے کہ جو عدا قرار دینا بدعت ہے و بدعت کا بدعتی نے کیا تھا اس کے
خلاف خود دعویٰ شرکت کا کہ لکھ ہے مدد و فائدہ عہد کی بھی بدعت ایک فرد ہے اور یہ داخل خیانت میں ہے جو جتنے یہ کہ نفس پروردگار
موتے ہو نہ ہو دوست رکھنے بدعتی بھی اپنے نفس کی پرورش میں ہوتا ہے کہ مال دنیا کی طلب اور وجاہت دنیا کی خواہش

ہو گی البتہ نانی کی حدیث میں جو یہ روایت مذکور ہے اس میں ایک لفظ آیا ہے ثم یلزم کذب اور کسی روایت میں یہ بھی آیا ہے
ثم یلزم کذب یعنی دونوں کے ایک میں یعنی بعد قرون ثانیہ کے ظاہر ہو گا اور پھیل جاوے گا جھوٹ پس یہ لوگ اگر لفظ کذب سے
جو ثم یلزم کذب میں ہے معاف بنائے تب کہیں تو یہ بھی دلیل خاصہ ہے اولاً یہ کہ مشکوٰۃ میں صحیحین کی حدیث متفق علیہ موجود ہے
اس میں لفظ کذب کا موجود نہیں چنانچہ ہم الفاظ اس کے بیان کر چکے جہاں فرما کر ہے تو نانی کی روایت میں ہے اور یہ حدیث میں
قاعدہ ظہر چکے ہے کہ صحیحین کی حدیث نسانی و فرار کل حدیثوں کی اعادہ پر مقدم ہے یہ کیا کہ دروں کی حدیث اگر صحیح بھی ہوگی تو
صحیح اس سے صحیح اندوی نہ ہوگی تاہم یہ کہ اگر نسانی کی حدیث کو تسلیم کریں تب بھی مراد ان کی پوری نہیں ہوتی ہے اسلئے کہ اگر
کے سننے جھوٹ کے ہیں اور بدعت کے سننے نئی بات پھر کجا جھوٹ ہونا اور کیا نئی بات ثانیاً یہ کہ دروں میں یہ ظہر ہوا ہے کہ بعض
حدیثیں شرح ہوتی ہیں بعض حدیث کی ہیں روایت نسانی میں جو لفظ کذب کا واقع ہوا ہے کہ پھر ظاہر ہو گا جھوٹ تو اس کی وہی شرح
ہے جو صحیحین کی حدیث میں گزری کہ وہ لوگ خیانت کریں گے یہ بھی کہیں گے کہ تم کھانے کو تیار ہو گے نیز قسم کھائے اور گواہی دینے
کو تیار نہ ہو گے نیز گواہی دلائے اس میں یہ نہیں آیا کہ وہ نئی باتیں میں نہ نکالا کریں گے جو معلوم ہو گا جھوٹ سے یہی باتیں مراد
ہیں بدعت کا ناسخ ہو کر ضلالت علیہ السلام نے حدیث میں ہونا بدعت کا قرون ابعد میں نہیں دیکر میرے صاف فرمایا ہے کہ غرض

کو علم و فہم کی چیز میں تو کتنا ہے کہ اس میں بدعت کہاں مذکور ہے بھان اللہ باریں جل و دعو اب تک کو واضح ہو گیا کہ عام محبوب میں
بدعت خاص بھی اپنے اس حدیث میں ثابت فرمادی ہے کہ کوئی اپنی کم فہمی سے مطلع نہ ہو پس حال حدیث کا یہ ہوا کہ پھر مولف قرون
بدعت مع دیگر خرابیوں کے ظاہر ہو گیا اب یہ بھی واضح ہو گیا کہ حدیث صحیحین میں کذب بھی مذکور ہے جس کا مولف صاف اقرار کرے
ہیں اس فہم پر سخت تعجب کہ مطلقاً مطلب میں بھی قولہ البتہ نانی کی روایت میں الخ اقول صحیحین کی روایت مع دوسری روایت
اسوقت ہوتی ہے کہ باہم معارضہ ہوا یا معارضہ ہی نہیں کیونکہ نانی میں مذکور کذب کو لکھا ہے اور صحیحین میں بھی ضمن یہ شدہ دون
دیس شدہ دون میں کذب کو فرما دیا ہے پھر معارضہ ہی کہاں ہے جو صحیحین کو ترجیح ہو اب کو اصول حدیث بھی خوب معلوم ہوا تاہم اللہ
اور جو الفاظ کے خلاف کا نام معارضہ ہے تو عجب لجاج ہے اور جو آپ لایندہ وہ میں کذب کو تسلیم نہ کریں تو طعن دوں دوسری
روایت ہے کہ صحیحین اس زیادہ سے ساکت ہے یہی زیادہ بھی مقبول ہے یہی معارضہ نہیں ہوتا کیونکہ صحیحین میں کچھ اس کے خلاف مذکور
نہیں تاکہ معارضہ ہو پس یہ قول مولف کا باطل کل جملہ حدیث سے ہر اگر آپ کے نزدیک اساتذہ اور ائمہ میں معارضہ ہو تو نام مذہب خبیثہ
سے ہاتھ اٹھا کر دیکھا کریں جناب کو کو لو د اور دم کا ایسا چاہئے بانی مذہب ہے باجائے کیا کام ہو قولہ ثانیاً الخ اقول معلوم ہو چکا
کہ بدعت بھی جھوٹ میں داخل ہو کذب عام ہے اور بدعت خاص ایک فرد کذب کی ہے سو یہ قول مولف کا محض جملہ حدیث
سے ہے قولہ ثانیاً الخ اقول اولاً کہہ دیا گیا کہ لایستشدون میں کذب مذکور ہے اور جو میں ملتے تو بدعتی لفظ کذب تفسیر شدہ
انہ کے کرتی ہے جس کذب کا ہونا ثابت ہوا اور بدعت کذب میں داخل ہوا اور شہادۃ عام کی کو اور دنیا میں ہو یا دین میں روایت میں
ہو یا روایت میں لفظ عام کے سننے خاص لینے کا کوئی قاعدہ نہیں سو کذب کو خاص کرنا آپ کو مفید نہیں اور کذب کو شہادۃ میں داخل کرنا

ہوگی کہ خواہ کوئی فعل ہو یا قول یا اعتقاد اس کا سنہ اور سیدہ ہر نام و قوت زمانہ پر نہیں بلکہ اس کا مرقع غفلت اور عدم غفلت
 شریعہ پر ہے اس دوسری پر وہ دلیل یعنی دو حدیث صحیحہ سے اس حدیث اولیٰ قال نیتنا الا امرنا ہی علیہ علیہ اور الفصلہ
 و السلام میں احادیث فی امرنا یا ما یس منہ فورہ پر بھیجیں کہ حدیث ہے جسے جسے نکالی جائے اس دین میں وہ بات جو درج
 قسم سے نہیں مٹی کتاب اور سنت کے خلاف ہے وہ بات اس کی جیسے شارعین نے لکھا ہے لفظ مالیس منہ کی شریعہ میں کہلا چکا ہے
 ال ان احادیث و الاشیاء الکتاب والسنۃ لیس بذکر اور محدث دہلوی نے لکھا ہے لفظ مالیس منہ کی شریعہ میں کہلا چکا ہے
 کہ خلاف و غیر دین باشد اور فابطلک بن خاں صاحب نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ لفظ مالیس منہ میں اشارہ ہے اس کی طرف
 کہ کان اس چیز کا کہ خلاف کتاب اور سنت کی نہ ہو یا نہیں انتہی اور شارعین حدیث کو اس طرح معنی کر چکے ہیں کہ وہ جہاں پر اس حدیث
 کو ابو داؤد نے ان الفاظ سے روایت کی کہ من منہ امر علی غیر امرنا فورہ یعنی جس نے کیا کوئی کام ہائے کام سے قیام پر وہ
 وہی حضرت کا کام کتاب و سنت ہے کتاب و سنت کے غیر وہی طریقہ ہوگا جو بالکل اس کے خلاف اور اس کا معنی یہی بدل
 دینے والا ہوگا اجماع اس حدیث سے وہ بات ثابت ہوئی ایک قویہ کہ حضرت نے لفظ من ارشاد فرمایا یہ لفظ عربی میں عام ہے اس
 قید کی قرون کی نہیں یعنی اپنے میں نہیں فرمایا جو کوئی کا سنہ نئی بات اول قرون میں دو ستر قرون میں بالکل خوی زمانہ میں بلکہ
 عام فرمایا کہ جب کسی کوئی لکھے وہ دہے دوسری بات یہ کہ اس نئی بات نکالی ہوئی کار و دروہا نو قوت ہر اس بات پر کہ خلاف ہو گیا
 اور جسے کہیں بھی ہوتے دوی کا تھا کہ سنہ اور یہ ہونا امور محدث کا موقوف خلاف اور عدم غفلت کتاب سنت پر ہے زمانہ پر اوپر
 مسئلہ اصول میں شریعہ کا کہ جب کوئی حکم کسی امر تنبیہ ہو یا تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہوتا ہے اس حدیث میں فورہ حکم ہے یہ اصل
 ذکر فرمائے سب نیکر ان قرون میں ہوا ہے چنانچہ کتاب صحاح میں ہیں ہے نسخ جو دروہا نہیں بلکہ شیوع بلا کبر مراد ہے اور یہ قید کہ
 ان قرون میں جو کہ جو غیر موافق و سبب سنہ ہے اور بعد ان کے جو کہ جو غیر موافق و سبب سنہ ہے اور بعد ان کے جو کہ جو غیر موافق و سبب سنہ ہے
 عالم کا بھی نہ نہیں نہیں ہر حال کسی تنبیہ نہیں کہ اگر کوئی غیر موافق و سبب سنہ ہے بلکہ یہ کتاب کی تقدیر و قواعد شرعیہ کے قرون میں نہیں ہے
 جیسا کہ اگر مولف کی حدیث قطعی قولہ حدیث اولیٰ قال نیتنا الا قول مالیس منہ میں لفظ ما فرمایا ہے کہ لفظ عدم کا ہے پس
 محدث خواہ خود ذاتی شے ہو خواہ وصف قید شے کا ہو خواہ احادیث بلا واسطہ ہو خواہ واسطہ سبب و دروہا کا قاعدہ بھی
 خصوصاً ہے کہ مرکب جو زائد لا بخیر سے ناجائز ہوتا ہے پس غیر شائع کتاب و سنت کا وہی ہوتا ہے کہ جب دلیل و ادلی کتاب سنت میں
 موجود ہو علی ہذا غفلت و غیر دین سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی وصف پیدا ہو جائے کہ جسے قیام شرعی کی لازم آجائے وہ بھی مالیس
 میں داخل ہوگی بلکہ کو سنت جیسے یا سنہ جیسا حالہ کرے یا کسی مطلق کو مقید یا مقید کو مطلق کرے یا کسی پر دین اسلام کے قیام
 لازم آوے کہ یہ مالیس میں داخل ہر اس امر کا خلاف ضروری کہ مولف بالکل اس سے غافل نہ ہو بلکہ یہ قولہ یہ مسئلہ اصول میں شریعہ کا
 ہے الا قول کہ قید لنگ بجائے مگر اس وقت مجبوراً مقید کا سبب قید کے غیر مشروع اور بدعت ہو جائے گی اس کی وجہ سے شرعی نہیں
 ہوتا بلکہ قید کے سبب بدعت ہو جائے گی ہر حال اس حدیث کی شریعہ سے خود ثابت ہو گیا کہ قول چنانچہ حدیث کا نہایت مقبول صحیح ہے

احادیث پر راجع نہ ہوگا بلکہ اس کی قید جو مالیس منہ ہے اس کی طرف راجع ہوگا یعنی جوئی بات مخالف اور تنبیہ والی ہیں کی ہوتی
 رہے نہ کہ کوئی بات حمہ اور نیک اور صالح قرآن حدیث سے مٹی ہوئی ہو وہ بھی ملے نو ذہا من ہذا انہم الرئی - و یکو کب قاعدہ
 عربی کے طرح معنی کرنے سے اسی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ بدعت سنہ یعنی اچھی بات کا کیا ذکر کیا نہیں و دروہا اصطلاحاً اصطلاحاً
 احادیث کو مقید لفظ مالیس منہ کی ساتھ نظر نہ کر لیں کہ وہی من احادیث فی امرنا فورہ در کیا حاجت تھی لفظ مالیس منہ پر لکھا گیا کہ وہی شرعی جو
 السنۃ میں ہی دین اجماع میں بحال کل امر لم یکن فی زمن الصحابہ بدعت مذمومہ وان لم یکن علی فہم تکالیف لفظ اصطلاحاً اصطلاحاً
 و حیثیات الامور و لا یملون المذاہب بلکہ ان یجس فی الدین ما ہو لیس منہ انتہی اس کی تفسیر سے جواب حاصل ہو گیا ان لوگوں کا جو حدیث
 بغیر کچھ دیکھے ہوئے پڑھا کرتے ہیں کہ شرع الامور ہی تھا اور پڑھا کرتے ہیں وہاں کہ محدثات الامور وکل محدث بدعت وکل بدعت خلافہ
 و ہر حصول جواب یہ ہے کہ حدیث سبب ارشاد رسول مقبول علیہ السلام واکر وہی وہ باہم مختلف نہیں ہو سکتیں جب مقام نہ
 میں آپ احادیث کو مالیس کے ساتھ مقید فرمایا ہے یعنی دو محدث بات مردود ہے جو کسی غیر طریقہ اسلام ہو اور خلاف ہو پس جقدر
 حدیث میں منع احادیث اور بدعت میں ہوئی وہ احادیث اور بدعت مخالف اسلام کی طرف راجع ہوئی نہ احادیث خراور بدعت کی طرف
 اور اس تفسیر سے اس حدیث کے معنی بھی بالکل صحیح ہو گئے ماحادیث قوم بدعت الاربع شہا من السنۃ اس لیے کہ وہ بدعت مخالف
 سنت کے ایجاد ہو گئے ظاہر ہے کہ وہ سنت کو مٹانے کی چاہت ہوئی تھی صاحب نے بھی مظاہر الہی میں اس حدیث کے
 ترجمہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں کسی قوم نے بدعت یعنی جو بدعت کو زام سنہ کی بدعت لکھے اس حدیث میں بیان ان لوگوں کے علماء مستندین سے
 خاص اس بدعت کی برائی ہوئی جو مخالف سنت ہو یا فی حدیث یا تنبیہ کن و دوسری حدیث میں من فی الاسلام سنہ
 اصل مابعدہ کہ کتاب مثل اجر من عمل بہا و لا یفقد من اجرہم شے صحیح مسلم کی حدیث ہے اس کے معنی اپنی طرف سے نہیں لکھا ہوں
 صحیح ابی داؤد شرح مسلم نام نوٹی یہ دونوں کتابیں ان لوگوں کے پیشواؤں کے نزدیک بھی نہایت معتبر و مستند ہیں غرض کہ ان دونوں
 کتابوں میں اس حدیث شریف کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس نے جاری کیا اسلام میں طریقہ نیک ہر اس کے بعد اس طریقہ میں عمل کیا گیا تو کچھ
 جاوے گا اس شخص کے واسطے اس قدر اجر اور ثواب کہ جقدر سبب عمل کرے اور ان کے بعد جو کا اور ان لوگوں کے ثواب میں سے کچھ کاٹ کر اس کو
 دینے کے بلکہ اللہ تعالیٰ دو تو جو اپنے خزانہ آسمانی سے ثواب دے گا اور وہ طریقہ جو اس نے جاری کیا خواہ وہ طریقہ ایسا ہو کہ اس سے پہلے
 اور موافق اس قول خاص کی بلقاء و تہم اس کو اسکے خلاف جاننا اور شاد گناہات کہ مٹی ہوئی ہو یا نہ سن ہذا انہم الرئی ہیں
 دیکھو کہ کون سے قاعدہ سے شرح کرنے سے لازم آگیا کہ بدعت سنہ وہی ہے بالسنۃ ہی ہے اور اس کی دلیل جو کہ کتاب سنت میں جو
 ہے وہ خلاف حکم شارع کے نہیں اس کو بدعت سنہ کہنا قطعاً فرق بیانی و اصطلاحی پر نہ نزاع حقیقی جیسا مولف سمجھ گیا ہے باقی تفسیر
 مولف کے کہ مفسر نہیں لکھا اس کا جواب ضرور نہیں بلکہ وہ عین مدعا ہمارا ہے - قولہ دوسری حدیث سنہ من فی الاسلام الخ اولیٰ
 فی الحقیقت میں اگر کتاب سنت میں موجود ہے تو اس کا ایجاد کرنا لا مظاہر ہو جائے و دروہا فی الواقع ہو جائے بلکہ مظهر ہے کہ جو شرعی
 میں وجود شرعی رکھتا تھا اس کا اظہار اس سے ہوا ہے پس یہ موجد نہیں مظهر ہے اس کو ان کے کہنا کہ اسے جو کہ مولف وجود خارجی

سحبی جارت نامی ہے۔ و التعلیقا بسا مستحب فی طریق حسن جلالہ لایزال من السنہ لایزال ثبت فی سول مستطاع علیہ
 و کم من طریق صحیح و لا ضعیف و لا من احدث اصحاب و الا یسین و لا من احدث الاثر الاثر الی قول المستطاع علیہ کہ و سلم کان
 قائم الی الصلوۃ کبر منہ برقمہ منہ ساب فوسے علامہ شرنبلالی کی تقریر دیکھنی چاہیے کہ یہ بات بالکر کثرت زبان سے کہنی حضرت
 سے اور صحابہ سے اور تابعین سے اور مجتہدین سے ثابت نہیں باوجود اسکے حکم کیا کہ یہ بدعت حسنہ و مستحبی ہے اور واضح ہو کہ اگر مجتہدین
 میں امام احمد بھی ہیں اور وہ نہ تلامذہ ہی بلکہ صحابہ کرام سے علم انہوں نے لکھا ہے جب نے بھی یہ نظریہ بالذات قبول نہیں تو ظاہر ہے
 خود تلامذہ کے مدعا کا ظہور ہوا اور دوسری دلیل اسکی ظہور بدعتوں پر ہے کہ شرنبلالی نے لکھا کہ تعلق بالیہ کو اجماع الشیخ اور شایع وہ
 مشائخ علماء ہیں جو امام اعظم کے شاگردوں کا دورہ تمام ہوئے بعد میں انہیں اور دوسری زبان سے ثابت کرنا کہ ہمارے
 علماء کی سنت و شایع ہے لکھا کہ یہ طریقہ حسنہ ہے علماء کی اس سے بھی ظہور تعلق بدعتوں ظاہر ہوتا ہے اور فقیر نے بھی شرح کثیرہ میں اس طرح لکھا
 کہ یہ بدعتین سے بھی ثابت نہیں اسکے مدعا لکھا کہ بدعت بدعتی علمائے حق کو نہ بدعت نامیاتی کو نہ نامہ نامیاتی اسکی بدعت ہونے سے لایزال
 نہیں تاکہ یہ نیک و اب دیکھے علماء میں اس کو بدعت مگر پھر بھی حسن اور نیک قرار ہے میں اور اسکا حکم دے ہے میں اور چلا
 قرین کے مسلم بیہوش ہیں اور نہ اصل میں لکھا کہ و السحب ان فی کل بالسان اور شیخ و قاری میں ہے و التخصیص لفظا افضل
 اور جہد میں ہے و کمن ذلک لا یجوز فی الامور الی کانی میں ہے اور در شیخ غریب کی و التعلیقا بسا مستحب یہ وہ کتابیں ہیں علماء
 مذہب شافعی کے نزدیک نہایت درجہ کی مستحب ہیں۔ اب شافعی مذہب کو سننا چاہیے علامہ قسطلانی موابیلہ میں شافعی مذہب بیان
 کرتے ہیں۔ و الذی یستحب علیہ ان یتبع اهل السنة و الجماعة و یجتنب ما یستحب علیہ من غیرہ و یجتنب ما یستحب علیہ من غیرہ و یجتنب ما یستحب علیہ من غیرہ
 میں بدعتی بطارہ دفع الحدیث و علماء القادیان ذکر ذلک بسانہ مع اعتقادہ قبلہ کان قد آتے بالافضل۔ الحاکم یہ علی بن ابی زبیر
 کہ فی اس قسم کی بات ہے کہ تمام ہندوستان اور فارس و عرب و فری ری و ملکہ شامی نے لکھا ہے کہ متقاضی ظہور میں فی کثیرہ
 فی حاتم الامام۔ اور چوتھی صدی کے آفریں جو فضل و شریف منقہ ہوئی اسکو اجلا علماء اور اکابر فضلاء نے مستحسن سمجھا اور شریک ہوئے
 اور امام نووی ہشتاد و شانہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فعل کو پسند کیا اور اسکو بدعت قرار دیا اور یہ فرمایا کہ میں اتباع فی زمانہ میں
 کل عام فی الیوم الموافق یوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقات و انظار الزینۃ و الطرالی آفرہ اور فرمایا میں جو حدیث رحمۃ اللہ علیہ نے
 و عمل لولہ و اجماع الناس و ذلک ای بدعت حسنہ کذا فی السیرۃ الخلیفہ۔ اور اٹھویں صدی کے آفریں جو تسلیم بعد از ان امرائے اسکے
 نہ ہوا اس کی دلیل جو ادبی موجود ہے کہ جس میں تعلق لسانی حدیث میں وارد ہوا ہے اور نہایت قلیبی کو کہ فرض ہے اس کو بدعت
 بدعت اسکے خاص ہی نہیں ہوتی لہذا بھی بسانہ ہوگی اب بعد ان سب اقوال کے کہنے میں مطلب یہ مولف صاحب ذکر چوتھی صدی
 کے آفریں فعل بدعت منقول ہوئی سو اعلیٰ حق ہو چکا کہ جس حدیث کی دلیل جو اقرنوں نے نہیں موجود ہے چاہے وہ بدعت ہو یا
 قیام اسکے ہستہ لال میں لانا حالانکہ امر متضاد ہے و در کلمات از ادبہ توجہ اسے یہ وہ ہے کہ جسے اثبات میں مولف نے
 استند تعلق میں ہے سو دیکھیں ثبوت اسکے لکھو بھی لال جو انہیں ذکر کرتا کہ لایزال منہ اس طرف سے بھی اشارہ ہو کہ خود قرون صحابہ

و عارض لکھا ہے تسلیم بعد از ان حدیث فی سیرۃ الامم سے سہارہ احمدی تلمذ و جو بدعت حسنہ یعنی سلام پر ہند رسول صلی اللہ علیہ
 و سلم بعد از ان کے سات سو ایک سی عشرہ ہجری میں ایجاد کیا گیا اور یہ بدعت حسنہ و مستحبی و در شیخ کے شارح شامی فی سیرۃ
 رکھا اور انسانی شیخ کثرت اور قول شیخ سے نقل کیا و الصلوۃ بنا بدعت حسنہ یعنی ٹھیک ہی بات کہ یہ سلام بعد از ان بدعت حسنہ
 دیکھئے آفریں صدی او قرون ثلث کے بت بعد ہی اسوقت کی نکالی ہوئی چہرہ کو بھی فقہان نے بدعت حسنہ کہا جواب دیکھا چاہئے اقوال
 فقہاء کرام شافعی کے قول سے ہمارے ایک صاحب مسلم التفسیر ہونا بدعت کا طرف حسنہ اور یہ کہ میں ہے میں اور بدعت حسنہ کو خواہ وہ
 غلط میں لگی ہو یا بدعتوں کو مستحب و حسن قرار دیا ہو یا بدعت کا طرف حسنہ اور یہ کہ میں ہے میں اور بدعت حسنہ کو خواہ وہ
 ایجاد الی یوم قیامت ثابت ہوا اسکے کہ وہ کہنے میں فرمودہ است عندنا ان فی قیامہا اور خود مولوی انج صاحب اور مولوی جمیل صاحب کے
 بزرگ بھی تفسیر بدعت نام ہے میں شاہ جملہ عزیز مولوی رحمۃ اللہ علیہ و حالات عشرہ عمر کے جواب سوال دل میں لکھتے ہیں سابق
 خارج و صحت خود علم و غیرہ بدعت حسنہ و ظاہر است کہ اس بدعت حسنہ کہ ان باخوذنا بدعت بلکہ بدعت بدعت است
 و حال بدعت بدعت است کہ در حدیث شریف وارد است شر الایمور محمد قائما و کل بدعت من لای اتی اور شاہ صاحب جو کہ بیان
 تقدیر میں بدعت حسنہ کا وجود پایا جائے اب تیرہویں صدی میں وہ مولوی جمیل صاحب کے جو کلام مذکور بالا خوان میں یہ تھا کہ جو کوئی
 دن کے عقیدہ اور جہاد اور میں وقت یا عجم یا وضع یا بدعت گنتی قیدی طرف سے مقرر کرے سو وہ بدعت اور باطل و درود
 ہے اتنی کلام شکر خدا تعالیٰ کا کہ یہ قاعدہ جنگ و جداری کا جس سے ایک عالم میں جنگ ہی پیدا ہوا اور کاکہ کے آفریں کی اس راہ خود غرض
 امتیاز کی اور توبہ کی و بدعت یہ کہ انہی حرا کا تہم میں لکھا گیا اشغال مناسبت بدعت و ریاضات تلامذہ ہر قرن جدا جدا باشد لہذا
 عقائد ہر وقت ان کا بزم طریق و در تجدید اشغال کو شہد اگر وہ انہما علیہ مصیحت و بدعت چنان تھا کہ کہ ایک باب ازین کتاب
 برلے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسبت بدعت است بدعتین کہ وہ خود اس جہاد میں قرون ثلث کی کچھ قید نہیں لگائی بلکہ قرون
 میں ایجاد اشغال اور تعلقات شایع کو مسلم رکھا اور بنات خود اپنی تیرہویں صدی کے واسطہ اشغال جدیدہ ایک باب میں لکھے
 اگر کوئی امر چاہے اور اسے انکار کیا گیا وہ چار و وقت نہیں ہوتا چہرہ چاہے کہ سو سال کے ہو پس جب اس وقت حدوث اسکے کے
 ناگہانی و غیرہ علامہ حضرت انکار کیا تو وہ جائز نہیں ہو سکا مہذا ہم کہتے ہیں کہ اسوقت میں نقطہ ذکر غیرہ البشر کا بقا و اہل اعدائے
 اجتماع تھا لہذا اسوقت ملا کہ اس پر کہ نواصب جو غیرہ غیر مشر وہ اسے اضافہ نہیں تو جائز ہو گیا اصل ذکر و لاوت کو کوئی بھی نہیں
 کرتا ہو کہ کنگر و ناخبرہ و قود میں ہی ہے کیا مولف دیکھتا نہیں کہ سوال میں کس نے سے سوال ہوا و قود و غمہ کیوں لگا کر بول کیا
 کہ جسے فرض یہ نظر محض خوش فہمی مولف کی ہے اس جو شامی اور بدعت نامہ کے قول کو اگر تسلیم نہیں کیا جائے تو کیا حیدر مولف کو ہو گا کہ
 کلام بدعت گذارے نہ درجہ سوال میں یہ نفس کو کہ خود میں درجہ مولف کے ہونے قول علامہ کا جو خلافت قاعدہ جو مسلم نہیں ہوتا
 اور بیان غریب میں ایک طویل ترک کیا گیا اور اصل مطلب کو مولف ثابت کر لیا ہے ہر گز مخالف نہیں اور صاحب کے لافون
 کا مذہب مطلب بار بار واضح ہونا کہ یہ ہے اب یہ طوفان بے قیاری کی تفرگستان جو کچھ ہے سب کو معلوم ہے اس کے

اُس باب میں یکھو ذکر اعداد و احوال اُن میں کیا کچھ وقت اور وضع اور مہیات اور عدد کی قیدیں ہیں اور ملا متقیم کے اکثر وقت
 میں بھی لکھا ہے قید ہر اشعار میں کتاب مثنوی برائے ہر فرد یعنی ہر شخص صاحبے کے لئے نشان نکالے اور غلاموں کو کچھ دین میں
 ہے پس معلوم ہوا کہ انجام کار اُن کو بھی جی حق معلوم ہوا کہ ایسا بدعت حسنہ الیہم العیاذ جازست جرم حق کا بھولا نام کو گھرا جائے تو کچھ
 بھولا نہیں کہتے اللہ تعالیٰ اُن کے مقلدوں کو بھی ہدایت نصیب کرے اور اگر انکی قسمت میں ہدایت نہیں تو ہم لوگوں سے جنگ اور
 بھودہ تقریریں تو نہ کریں کہ وہی نقشہ ہو جائے ع منفر ماخوذ و جلیق خود بدیر و آب ال سنہ والجماعت خوب غور و فکر سے ملاحظہ
 فرماؤں کہ یہ جو فتویٰ انکاری ہیں مولد شریف اور فاضل اموات کو پیشینہ و حیدرین وغیرہ میں منہ لکھا تھا اسکی بنیاد اسی ایک نہیں
 کہ جو کام قرون نشہ کے بدہو ہے وہ بدعت سیئہ ہوتا ہے اور نہ پائے ہم کہ حال اس میں کمال کا ذکر دلیل نہایت ذلیل اور سبب و کمال
 ہے اور جب ٹوٹ گئی دلیل اُنکی اور باب غفلت و محاب ترقی سے تو شکست فاش کھایا انکا فتویٰ اور قائم رہ گئے وہ سب
 امور صلیہ اپنی ابحاث اور سخاں برالان لکاکان میں نہ سبب کچھ اور مشرب بل بتقریر ہی جو علامہ طلیعی نے جلالہ اول انسان ایدان
 میں لکھا ہے وقد قال ابن الجوزی ان البذر الخائن متفق علی ہربا۔ کما ملاحظہ ہو حرقہ محدث نے کہ بدعت سنہ کی مذہب اور سنہ
 ہونے برافان کیا گیا ہے مثنوی غما و محنت میں جو محقق ہیں وہ سب بلا اتفاق بدعت حسنہ کو جائز و درست فرمیں اور اسکی طرف
 رغبت دلائے ہیں پس یہ سب امور مندرجہ فتویٰ بالاتفاق و اجماع اہل تحقیق طاغوت ناجیہ ال سنت و جماعت کے مستحق ٹھہرے
 سیئہ و امسیدی من نشان صراط المستقیم لعدہ ثالثہ میں نقل ہر جارت مولوی عبدالحق صاحب دہلوی دہلوی کی جو مثنوی مولد شریف
 و فاضل و غیرہ کیلئے فتویٰ انکاری نہ کر رہی ہو قولہ جبات سب صحیح میں قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم کل بدعت ضلالہ و کل ضلالہ
 فی النار کہ تفسیر مولد الخائف دہلوی مثنوی عنہ **اقول** ہم ناچار در دوا سلامی سے کہتے ہیں کہ آدمی کو اسور علی میں یہاں نہ بچا جائے
 جیسے طوطا نام عمر بن حنظلہ ایساں مٹھریاں مٹھریاں لیکن اُس کو یہ خبر نہیں کہ یہاں کس کو اور کون کس کو کہتے ہیں مولوی عبدالحق صاحب
 تمام غر و غطف فرمائے ہیں گذاری کسی سے یہ تحقیق تقریر یا کمال کل بدعت ضلالہ سے مراد کیا ہو کاش شکوہ کا ترجمہ ہندی جواب طلیعی
 صاحب کا ہے کہ لے کر طبع و عبرت و صوفیہ میں اس حدیث کے معنی میں عبارت اُن لکھی ہے کل بدعت ضلالہ کے معنی یہ ہیں
 جو اسکے زبان ظلم و ظلمت کو نکالیا فائدہ ہے غرض تذکرہ لاخوان کا یہ لکنا کہ قید اپنی طرف سے مقرر کرے ظاہر ہے کہ اس سے یہ مراد
 کہانی قید کہ جس کی دلیل قرون نشہ میں نوادر صراط مستقیم میں وہ ہیئت تہجد کی مراد ہے کہ حسب حدیث کے جو جو وہاں تھا
 وہاں جو بگڑ رہا ہے بدعت چاہیے دین کا نئی بدعتی فتویٰ الاخرۃ اعمی اور اس قاعدہ پر جو مولف کچھ ملاحظہ ہے بنیاد دینا اور
 کے بدعت ہونے کی نہ فی ہکذا ہی مراد ہے جس کو مولف حق ریزی کے ثابت کر رہا ہے کہ بجا ہے خود کھل جا چکا اور یہ اس قدر
 تطویل نہ تیار کی کہ شجر کی ہکڑی اسی دستے کرنی پڑی کہ مولف کے حسن و فہم دین علم کا حال لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کس قدر غلط
 اور کم فہمی کی تقریر ہے کہ گویا علوم سے ساسی نہیں دین میں مری تو میں مدعی ہمارے اور سب لکھا ہی ملاحظہ ہو کہ فقط قولہ
 ہم ناچار دوا **اقول** مولوی عبدالحق صاحب نے شیک چھک لکھا ہے بدعت حسنہ اور سبب کی تقریر کا حال اور کچھ ملاحظہ

بدعت مستحبہ ہے وہ سب گمراہی کی ہے لے کلام یا کہ شاہ جلالہ نے صاحب کے سوالات عشرہ کا جواب دے کر ہر کلمہ نامی
 میں چھاپے دی ترجمہ دیکھ لیتے اُس میں لکھا ہے بدعت حسنہ تو اُسکو کہتے ہیں کہ لکھنے والا ماخوذ ہو اور بدعت سیئہ کا حال
 یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کل بدعت ضلالہ انھی کلام ہیں چوکان کے پیشوا سب اس حدیث کو بدعت سیئہ کے ساتھ
 کر رہے ہیں اور بدعت حسنہ کو اس میں قال نہیں کرتے پھر اُن کا منصب تھا کہ بلا تقسیم بدعت اور بلا اثبات دلائل سیئہ ہونے
 اعمال مندرجہ سوال کے کلیہ طور پر حدیث کل بدعت ضلالہ و کل ضلالہ فی النار دوسری نصیحت یہ کہ ایک آفاق سے رو بہ
 جنگ ملک کو چھایا مسجد و بدعتیں بنوائی ہے اور کثرت سے منہج مثل مندرجہ ہندو کے بنوائے ہیں کیا قرون نشہ میں بھی اتنے
 برسوں کی مسجد بنی تھی یا کثرت تھی تو ہم کو حوالہ دو کس قریب میں اور کس نے بنائی اور کس حدیث کی کتاب جس میں قرون نشہ
 سے ثابت ہوا ہے اور اگر نہ ثابت ہو یہ بدعت جمعی مسجد کی تو منہجی یہ ہے کہ ایسے ادب بھی یہ حدیث رواں کہ وکل بدعت ضلالہ
 و کل ضلالہ فی النار دوسری نصیحت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف کیا ہوتا ہے اہل اسلام نے جو وہ چہ نہ کا دیا تھا تو مقصد یہ تھا
 کہ قیوں قاعدہ مغربی صرف ہو پھر فرمایا کہ کثرت بدعت میں جو مال صرف ہوا نہ وہ استحکام تعمیر میں داخل کسی مصلح و مقاصد
 صلوٰۃ و کمال اس کا ملاحظہ کی گزرت ہو کہ کتب فقہ سے اس کا عہد حجاز مستفاد ہوتا ہے فاضل خاں میں جو اصل اوصی مثنوی عبارت
 البعد فی مثنوی بصرف ایک مال قال بواقسم رحمۃ اللہ تعالیٰ بصرف ہذا کلام من البشار و ان الزین اور بعد میں سطر کے لکھا ہے
 بس اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علی عمارۃ مسجد خرقا و قشش مسجدین ذلک و لعل لیکن ضلالتا۔ اب فرمایا یہ اسراف اور تہذیر کہ
 آپ خطاطی مع اور اس کے پیش میں یہ کہ کمال علم ہے قرآن میں آیت تہذیر ہر جگہ کہ قرآن میں منہ ڈالے گا۔
 کے معنی بھی واضح ہو چکا ہے یہ حال خود مولف صاحب کا ہے کہ زعم خود فاضل اہل میں اور ہندو سے حدود بدعت کے بھی ہیں
 کہتے اور نزاع منطقی حقیقی کو بھی نہیں جانا جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب پر مبن ہے اس تحریر سے واضح ہو گیا کہ وہ آپ کا ہی
 حال ہوا اور باوجود ترجمہ مشکوٰۃ کے مطالعہ کے کچھ بھی نہیں سمجھے انارون اناس باہر و قسطن انشکم فقط قولہ دوسری نصیحت الخ
اقول آپ کے نزدیک جن جیسے ہر جی و منار مسجد کے جائز ہیں جس کا نام آپ نے بدعت حسنہ رکھا اسی جیسے مولوی عبدالحق نے
 بھی رکھا ہے میں گونہ کہ مولیٰ آپ کا اور مولوی عبدالحق کا ایک ہی ہے گو آپ کو خبر نہیں طوطی کے بول بول ہے ہوسو ہوسو
 یعنی ہے فقط قولہ دوسری نصیحت الخ **اقول** المعروف بالشرط قاعدہ فقہ کا ہے ہر کلمہ سبب چندہ و بند و بیج و منار و غیرہ میں
 بدعت کرنے سے دلائل رانی ہیں تو اس میں صرف کرنا درست ہے اور دوسری روایت فاضل خاں کی تو آپ نے دونوں کچھ
 بند کر کے ہی لکھ دی دل وقت کا مسئلہ مال ملک مصلی پر جاری فرما رہے ہو خوب روایت فقہ کی سمجھے انشاء اللہ اور پہلی روایت
 درست کی بھی مطابق اس واقعہ کے نہیں کیونکہ موسیٰ ایک ازیم کہ مراد ہے اُس کا اصل ہی ہے پر ہوتا چاہئے کہ نافع ہو دے۔
 اگر موسیٰ زندہ ہوتا اور اجازت تزیین میں صرف کی دیدیتا تو ہاں تھا ہاں تو دینے ملے زندہ ہیں اور اُن کی دلائل غلط سے خراج
 ہوتا ہے۔ کاش اگر مولف فقہ کی کتاب کسی معلم سے پڑھ لیتا تو ایسی غلطی فاضل میں نہ پڑنا فقط

چونکہ نصیحت مولوی صاحب کو ہے کہ آپ کی معاش و غلہ پھیری اس کو بھی سوجا ہوتا کہ یا کائی حضرت سولہ صلی اللہ علیہ
 وسلم باغداد لشکرین یا تاجین تابعین ترون لشکر کی بھی تھی کہ غلہ فراگھائے کہاتے پھرتے تھے یا یہ تھی اور پنے پیشوا و کما خیال
 کرتے کہ ہمارے مالوں نے اسے ہی میں کیا لکھا ہے ہزار گز کو تلاش نہیں ہر تلاش تم کو تلاش ہے ہر شاہ جہاں صاحب کفریہ
 الم من تحت آبر و لا تشر و ابایا قیسا قلیلا کے کھتے ہیں۔ تو یہ بیچ معلان دینا طلب و مطلق کر بیچم احکام الہی و تبلیغ ہوا غلط و بد
 از شیعہ دنیا و دوسرے نمائندہ زور و کشتی تھے جو کمال سائل خود و در صورت پنے تو فی مشقت و درشت غصے ناپید ہلکے
 بعد شاہ صاحب نے حال امامت و موذنی و غیرہ کا بیان فرمایا اور کلام اس پر تمام کیا کہ رفتہ رفتہ این صیغہ صیغہ معاش و اجور
 قرار گرفت و این زمان حال این وجہ معاش شکوک بلکہ قریب ہجرت بہت حتی المقد و اناس احراز لازم است۔ انتہ۔ اور مولوی بھی
 صاحب نے ماہ سال میں اجرت جمع طعانات پر بھی ناجائز لکھی ہے اور یہ لکھا ہے اجرت شریفین مریع معلوم میشود کہ مقرر است
 قرآن شریف چہرے پیر و خود و عام بہت کہ مقرر کنندہ انتہ اس سے وہ بات بھی رد ہو گئی جو شاہ پد کوئی یہ جملہ کرنے لگے کہ
 ہم لوگوں کو قرآن پڑھا کرتا ہے میں اسے ترجمہ کرتا ہے میں ہم اجرت نہیں ٹھیراتے اور نہیں لگتے مولوی بھی صاحب کے کلام سے وہ
 بھی منع ثابت ہوا اور یہی فقہا کا قاعدہ مسلم الثبوت ہے المعروف کا نشر و طبع کوں کو معلوم ہو گیا کہ مولوی صاحب کا قاعدہ بھی ہو
 اس قاعدہ کے موافق میرے میں سال کی صورت خود سوال ہے پھر منصفے مانگیں یا مانگیں انفس ہزار انفس اور کس کوئی بقا
 تم کوں اپنی روح کو لالائش خستہ پاک نہیں کرتے ہر دوسروں کو ناری اور جہنی نیلے کو یاد ہوا اور اپنا خیال نہیں کرتے کہ تم بھی کسی
 گوشہ میں موقوف کیے جاتے ہو۔ انا مردن انفس بالرد و سنون نفسم و اتم تنکون الکتاب انما تعلقون لکھ فہم فعل ہے جہالت جہلی
 عربی کی جو صاحب نے مولد شریف فتویٰ نکاحی کے ذیل میں لکھی ہے قولہ حضرت کی نسبت یہ عقدا کہ جہاں مولود شریف
 پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے میں شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہی اللہ سبحانہ اپنی صفت و سر کو منایت نہیں فرمائی وہ
 اعلم جہاں عربی و عربی معنی عقدا قول ایک تو کہ نصیبی اس معنی کی کہ حضرت کا ذکر کیا اور جسے اللہ علیہ السلام لکھا اتباع سنت کا
 قولہ جو معنی نصیحت الہیہ قول آپ کا منہ اور یہ بات آپ تو مدت ہونی کہ فتویٰ جواز اجرت تعلیم قرآن کا لکھ کر طبع کر چکے ہوا اگر اب غصہ
 میں اگر اس سے رجوع فرمائی ہے تو وہ روایات متاخرین فقہا کی تو کہیں نہیں چلی گئیں کہ جن روایات سے یہ ضرورت ضرورت
 کو اس زمانہ میں موجود ہے جواز اجرت و عطا کا حال مفصل معلوم ہو سکتا ہے پھر آپ کس مفصل سے طعن کریں گے یہ فتویٰ جواز کی
 آپ کے متذہب میں اور یہ بگائی کہ ناکہ مولوی جہاں خان صاحب کی نسبت طبع دنیا کی ہے کسی سلمان کو لائی نہیں پھر ہزار انفس
 کہ تم کو اپنی زبان کو سلف خلف شیعہ و ولید اور ملا کے طعن بھی پاک نہ کرو اور مولوی جہاں خان کو حدیث کے مجمع معقول سمجھنے پر زعم
 خود غلط سمجھ کر نصیحت فرمادہ بی شرم کی بات ہے دیکھو مصداق آیت انا مردن انفس کا کوں ہے اور لالائش خستہ کا لوث کوں تھا
 قولہ لہذا لایزالہ اقوال لارہ یہ کام کہ نصیبی کا ہے مگر اس کہ نصیبی کا حد تو مولف صاحب کے نصیب میں ہی کامل ہے کہ اس
 کتاب میں اکثر فقہاء درود نہیں سمجھتے صفحہ اول خطبہ کتاب کی آخر صفحہ میں اور دوسرے صفحہ میں بھی آپ کا اسم گرامی ہے درود لکھا

و عربی استقدار و صاحب سنت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھی نہ لاد دوسری کہ فہمی اسد بھر کی کہ سال کا سوال جو ہم اول فصل کر چکے
 ہیں اس سوال پر کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شادیں غلط خبروں سے سوال نہیں کر چکے جس طرح خبر کا اعتقاد ہوا اور غلط
 خبر کا شادیں غلط خبروں سے کہنے ہیں کہ شعر ایسے ہیں جس میں خبریں غلط خبر کی ہوں سو اس کا حال ہم نور اول کے
 لہذا تا نہیں لکھ پتلے در سند بھی تحقیق اور بھی لیکن معنی صاحب نے سوال پر جواب دیا کہ اگر شروع کیا یہ جواب یا قولہ حضرت
 کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں مولود پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں یہ شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہی اقوال سبحان اللہ
 قربان جائے اس قیاس اور ہستہ لال سکالہ خدا تعالیٰ کی نسبت بھی یہی اعتقاد ہونا کہ وہ مواقع مولود خوانی میں حاضر ہوتا ہے نہ اور
 کسی جگہ موقع تو برابری اور شراکت صفت الہی میں لازم آتی اور خدا تعالیٰ کو بہت مواضع اور مواقع میں حاضر ہونا لکھا ہے علاوہ
 مجلس اور خوانی کے تفصیل اسکی یہ ہے کہ تم عظمت اور وسعت حق عظیم کی اور فرقی اور توسع کر کی خیال کرو کہ لکھ کے سات
 آسمانوں کی کیا حقیقت ہے پھر کہ ناری اور ہوائی اور مانی کو خیال کرو کہ آسمانوں کے کئی کیا وسعت ہی پھر ان کے گرت کے آگے
 زمین کو دیکھو اسکی وسعت کو لکھتے کیا نسبت ہی پھر زمین کے چھوٹائی حصہ کو دیکھو جہاں سے باہر نکلا ہو اسے پھر اس باہر نکلتے ہوئے
 میں جنگل اور پہاڑ اور دریا اور نیستان کہ قدیم ہیں اور آدمیوں سے بنا کہ قدیم ہیں اور اس آبادیوں کا کہ قدیم ہیں اور سلطان کہ قدیم ہیں
 سلطانوں میں مولد شریف کہ تیرے کہ قدیم ہیں اور دیگر تیرے کہ قدیم ہیں ان سب بات کے خیال میں نہ کر کہ جسے فرق معلوم ہونا و کما موصفت
 کو کہ اللہ تعالیٰ کا حاضر ناظر ہونا تو اسد بھر میں ہو کہ عرش و کسی آسمان لوح و حکم ساوون میں اور مجمع جبال و بحار و دریاں و عمارات و غیرہ اور
 ہر زمان اور ہر آن میں وہ حاضر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسے یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مولود خوانی میں تشریف لاتے
 ہوا ہے علی ہذا اور جو یہ عزت ہے کہ طبع کا قصور ہے مولوی جہاں خان کا بھی یہی غدر قبول کرنا تھا تو ضرور تو مولف صاحب کی عادت خاشعہ
 ہے کہ جو کچھ لکھا کہ اسے اس میں خود ملوث ہوتا کہ وہ معلوم کہ استدراپنے حال سے کہیں غفلت کی قولہ کہ فہمی اسد بھر الہی اقوال شرح
 سوال میں مذکور ہو چکا کہ حدیث خطاب کا حاضر موجود کیا اسطے ہی ذنب ہوا ہے لہذا اگر کہیں صیغہ خطاب کا بولاجا و لکھا تو جو معنی معنی
 ہوئی کہ حضور خطاب کا منوم کلام سے ہو گیا لہذا مولوی جہاں خان نے اس سوال کا ہی جواب دیا ہے کہ یہ اشتراک خطاب اگر اس
 اعتقاد سے ہیں تو شرک ہیں اور دوسرے معنی جہاں کی شیعہ کو بیان نہیں کیا مگر خدا تعالیٰ جانے کہ مولف کی کیا فہم ہے کہ اس کو سوال
 کے خلاف اور خبر جاتا ہے لازم ہر دم و فہمی کو فرجائنا اور مقصود کلام وضعی کا کلام سے تنگ سمجھنا مولف ہی کا فہم ہے نور اول میں
 بھی ایسا کہ مولف نے کہا ہے اور اس کا جواب کچھ وہاں ہوا یا یہی قولہ سبحان اللہ الہی اقوال تمام است کایہ اعتقاد ہے کہ جہاں خبر
 عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جہاں قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور تبارک و تعالیٰ سے ایک نہ بھی زیادہ کا علم ثابت کرنا
 شرک ہے سب کتاب شریف سے ہی مستفاد ہے قال اللہ تعالیٰ و منہ فلا یخفی الغیب لایعلم الاہو الا یہ اور مسئلہ مشہور بحر حق اور کما
 و در غار و غیرہ میں ہے کہ اگر کوئی کناخ کو سے نبیہات حق تعالیٰ اور خبر عالم علیہ السلام کے کا نہ جاتا ہے بسبب اعتقاد علم فیہ
 خبر عالم کی نسبت پس قطعاً مجلس تک کے اعتقاد علم میں کا نہ لکھا ہے یہ کہیں نہیں لکھا کہ اگر کا اعتقاد لکھا گیا لہذا وہ علم الہی

یہ تو یہ سوانح بہ نسبت ان تمام ازمنہ اور مقامات مذکورہ بالا کے کس شمار اور کس حصہ میں داخل ہیں کہ میں ان مواقع میں تشریف لایا
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابری لازم آگئی اور شرک ہو گیا تو باوجود ہذا الحوائج اب الگ آپ ارشاد فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے
 اپنی صفت و وسر کو معایت نہیں فرمائی۔ اقول عقیدہ اہل سنت و الجماعت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسی طرح اور اسی
 حقیقت سے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہو وہ وسر میں نہیں ہوتی اور خصوصیت کے لئے یہ ہیں کہ جو حدیث و لایہ بعدی غیرہ اور
 شے زمین کا کل جگہ موجود ہو جائے تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں تفسیر عالم التزویٰ اور سالہ ریح جلال لہرن بیو علی اور شرح
 سواہب علامہ زرقانی میں ہے کہ ملک الموت قابض بریح و ارجل جن و انشہا بنام اور بیچ مخلوقات کا اور اللہ تعالیٰ نے کر دیا
 و بنا کر لے لے لے شے چھوٹے خوان کے اور ایک رایت میں آ رہا ہو شے شے کے قبض میں ہوتا ہے اسنی اور ہے لیلیٰ جو جان کو اور دوسرے
 اب خیال کر دو کہ ملک نہیں مشرق سے مغرب تک کس قدر چوٹی پھر کرے کوئے اور چہرہ پرندہ آدی متھے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہو جائے
 تعالیٰ شانہ کا ہے تو کافر ہو گیا و زمین مگر ملک کی خبر سے اسکا عقیدہ ہی منہوم ہوتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ تو عرش پر عرش
 ایک بطنی اور حاضر ہے اور فرما کہ فقط علیوں کو وہیں حاضر ہوتے تو کہاں سادات اور شرک ہوا پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ
 علم غیب کو وہ شرک نہیں جانتا حالانکہ جملہ کتب میں فقط مجلس پنج کے حضور کو ہی شرک کھدیا ہے اور ملک کو اس قدر بھی عزیز
 کہ شہر اور شہر ہیں و جہ شہر کا مساوی ہونا ضروری نہیں نفس پر شہر کافی ہوتی ہے لہذا ہاں نفس علم غیب میں برابری شرک
 ہے اور اگر ملک کا ہی عقیدہ کہ حق تعالیٰ کی کوئی صفت و وسر کا اگر کایف مساوی ثابت کر لیا تو شرک ہو گا ورنہ زمین تو لازم
 ہے کہ ملک کے نزدیک مشرکین عرب کہیں کے شرک ہو نہیں نصیحتیں تعلیم ہو رہیں ہرگز بھی مشرک ہوں کیونکہ وہ تصرف اور
 علم اپنے معبودان باطل کا حمد و جانتے تھے کہ ہر نواح و دیار کا جہ اسب و تھا ایک کے ملک میں دوسرے کا تصرف ہونا عقیدہ نہیں کہتے تھے
 چنانچہ کتب حدیث اسکی گواہ ہیں پس اب ملک کے عقائد تو خود غراب تھے ہی تمام دنیا کو شرک بنا دیا کیونکہ جب عوام جہاں اپنا
 کی نسبت ایسا ہی حمد و تصرف و عقیدہ کہتے ہیں پس ملک نے سبکی تائید و تصدیق و توثیق عقیدہ کی کہ خلق کو مثال بنادیا
 خدا تعالیٰ اسکو بریت دیوے کہ کیا فقیر بکار تازیانی کی مثال ہی اور صرف یعنی کا کیا جواب کہ زبان قلم موت کوں نہ بھٹے معتدل
 کی بات بھی ہو کہ تمام دنیا کے خلاف ہو فقط و لہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا یہ کہ لائق اقول عقیدہ اہل سنت کا یہ کہ کوئی صفت
 صفات حق تعالیٰ کی بندہ نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا نقل کیونکہ عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ کسی میں ہونا ہرگز ممکن نہیں
 سمع و بصرو علم و تصرف و حقیقی ہر اور مخلوق کا مجازی پس کشتہ علی ہر جگہ جو جگہ کوئی علم و قدرت و غیرہ عطا فرمادیا
 اس سے زیادہ وہ ہرگز نہ ہو بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو حیدر و وسعت دی اور ملک الموت کو اور ثابت ہاں اب کو جس میں ضعیف
 بنایا ہی اس سے زیادہ کی انکو کچھ قدرت نہیں اور زیادہ کوئی انے کا نہیں نہیں تھا اور اس کثرت و قدرت و فضل کی کی زیادتی موقوف ہو
 تو علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے بہت اعلیٰ فضل میں سمعنا علم کا شہد انکا حضرت خضر سے بہت کم تھا اور پھر جہد حضرت خضر کو
 ملا اس سے زیادہ پروردہ قادر تھے اور حضرت یونس کو جو باوجود افضلیت کے ملامت و ہر حضرت خضر فضول کی برابری اس علم کا شہد کو

اور شکوہ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت میرے سر ہائے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی شافعی نے
 تذکرۃ الموت میں نقل کیا ہے ایک حدیث کہ بڑی اور ابن مندہ سے اس میں بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بیان کیا کہ ایک کوئی گھر میں نیک یا بد آدمیوں کا جس کی طرف جھکو تو نور آمدن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں
 کہ وہ خود بھی اپنے کو اس قدر نہیں پہچانتے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے ملک الموت علیہ السلام تو ایک
 فرشتہ مقرب ہے و کچھ شیطان ہر جگہ موجود و فرما کے مسائل کا ناسخ لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا
 آدم کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شافعی نے بھی شیخ میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے جسکو اللہ نے جہاں آباد
 اسے کھنکھارے و قدر و علی و ملک کا اقدار ملک الموت نے نظر دیکھتے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی جس طرح
 ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے لہذا ہاں عالم احیاء محسوس میں اس کی مثال دیکھنے کوئی آدمی مشرق سے مغرب
 تک گرا بادی دنیا کی اگر گھر کسے جہاں جا رہا ہے چاند کو موجود یا نہ یا اور سورج کو بھی پا دیکھا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے
 سورج جگہ جگہ ہوتا ہے قاعدہ سے چاہے کہ وہ کافر ہو جائے کہ مسلمان چاند کو ہر جگہ موجود کہا جائے کہ تحقیق یہ کہ نہ وہ شرک نہ کہ کافر نہ مسلمان
 پیدا کر کے پس ثابت ہاں اب کو جس میں بیٹہ وسعت و نور بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو وسعت علم دی اسکا حال مشابہہ اور
 نفوس تعلیم سے معلوم ہوا اب ہر کسی فضل کو قیاس کر کے اس میں بھی شش بازا ناموس فضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام
 نہیں بلکہ عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاوے بلکہ قطعی میں قطعیات خصوصیت ثابت ہوتے ہیں کہ ضرور واحد ہی ہوا
 مفید نہیں لہذا اس کا ثبات اسوقت قابل التفات ہو کہ ملک الموت قطعیات سے اسکو ثابت کیے اور خلاف تمام شے کے ایک قیاس فاسد
 عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کیا قابل التفات ہو گا۔ دوسرے قیاس و حدیث کے اس کے خلاف ثابت ہیں ملک خلاف کس طرح قبول
 ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب قول ملک کا رد و رد ہو گا خود فرما عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ لا ادری ما یفعل فی ولا یخبر الخیر اور شیخ عبد
 رواہ کہتے ہیں کہ جگہ دو بار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس مجلس کا سلیبی ہر الاذن و غیرہ کہے لکھا گیا ہے اگر فضیلت ہی
 ہو جس کی جو تمام مسلمان اگر چہ فاسق ہوں اور خود ملک بھی شیطان سے فضل ہیں تو ملک سب ام میں بسبب افضلیت کے شیطان
 سے زیادہ نہیں تو اس کی برابر تو علم غیب بزم و ذنابت کر دوسے اور ملک خود اپنے زہم میں تو بہت بڑا اکل الیمان ہے تو شیطان سے
 ضرور افضل ہو گا علم اس شیطان ہو گا مساوی اللہ و ملک کے ایسے جہل پر تعجب ہی ہوتا ہے اور شیخ بھی ہوتا ہے کہ لایق بات منہ سے
 نکالنا کس قدر دور از علم و عقل ہر احوال غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم عظیم زمین کا فرما کہ خلاف انصوح
 قطعہ کے ملا و اصل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں ہو گا لایمان کا جہتہ شیطان و ملک الموت کی وسعت نص سے
 ثابت ہوئی غلام کی وسعت علم کی کوئی قطع قطعی ہے کہ جس تمام نصوں کو رد کر کے ایک شے کی ثابت کرنا اور خاص کی اور لایق تہذیب
 پر احکام کو اپنے یاد کر کے بے تہذیب عقیدہ کی اختیار کی مگر فہم سے ناچار اللہ عز و جل و درخشا صریح تعالیٰ کے علم کا یہ کہ اس کا علم
 ذاتی حقیقی ہے کہ کمال لازم احاطہ کل شے کا ہر اور تمام مخلوق ہر علم مجازی ظنی کس قدر عطا کی حق تعالیٰ کی طرف سے مستفاد ہے پس

پس ای طرح جو کہ جس طرح سبک موجود ہو کر وہ چوتھے آسمان پر پہنچے جسے اللہ علیہ وسلم جو سائرین میں جو دیگر و اس کی
 نظر مبارک کن میں پر یازمین کے چند واضح و مقامات پر چلے اور شیعہ انوار فیضان احمدی سے کل مجالس طوط کو ہر طرف سے شیعہ شیعہ شیعہ
 کیا محال اور کیا سیدہ سے علامہ زرقانی نے لواء الطریق شیعہ شرح سواہل بنی کی فصل زیارت قبر شریف میں نقل کیا ہے کہ شیعہ و سلفیہ
 دونوں ہائے ایشیہ اسلام و مشارقا و مغاربا کا بد من حیث انھما راہتہ نو پدی اہل جنیک نورانیا قبا یعنی جس طرح سوچ آسمان کے
 پنج میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند چاند سے ہوا کو دیکھے اسی جگہ پر تری انگلیں
 نور عینے گا انتہی کلام میں فرق یہ ہے کہ سوچ اور چاند کے دیکھنے کی آنکھ اللہ تعالیٰ نے مکمل کی ہے کسی ذریعہ سے بنی آدمی دیکھ کر دیتا
 ہے کہ چاند چکر موجود ہوا و زنادوں کی شکل کا چاند نہیں ہے پس اسی طرح نبوی کا دیکھنا موقوف ہو اللہ تعالیٰ کی عنایت پر
 اگر وہ آنکھ باطنی کھولے اور پردہ اٹھائے ہر گز انسان جلوہ آمدی دیکھ سکائی نام شرانے نے نیز ان میں نکھائی۔ قد علم من انہ
 اشتاد فی دینہ ابی الباس مری و غیرہ انھما کلوا لیلون و ایجبت روتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ صین ما اعدا لہما
 من حمدہ اسلمین دیکھے ابوالحسن شاذلی و فرہ اولیا و فرماتے ہیں کہ اگر ایک پل چھپکنے کی برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپ
 جاویں تو ہم اپنے تئیں سلطان بنائیں انتہی اب دیکھے یا ولید اللہ ان مفتی صاحبان صافی عقیدت کے نزدیک کس فتویٰ اور کس حکم میں
 داخل ہوئے کہ وہ نام و روح انبیاء علیہم السلام کا طریق میں ساتویں آسمان پر چوتھے میدان کیا یہ تفسیر غزالی کے بیان علیہ میں دیکھ لیکن
 باوجود ہونے یقین میں آپ کی روح کو قبر شریف سے بھی اتصال قوی ہر ہزار کو جانتے ہیں کون زیارت کو از سب کو سلام کا جو ایہ تیری
 قبر میں جسم مبارک مذہب و زرقانی نے نکھا ہوا مان نبینا بالرفیع الاعلیٰ و بدنی قرہ و ردو السلام سے سلم علیہ اس مقام کی تہمت کیا
 اس سے مقام اثبات مولود شریف میں بیان کر چکے اب فکر کرنا چاہئے جب طے نہ سوچ ہر جگہ میں اور جگہ میں شیطان موجود ہے اور
 ملک است ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خلک کہاں ہوئی اور ناشایہ کہ صاحب مغل میلاد تو زمین کی جگہ بانگ جاس میں بی فری میں حاضر ہونا
 اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے فضل نبوی کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ طے اچان
 اس میں ملک الموت کی بار بھی ہو جو جائیکہ زیادہ چنانچہ وجہ اسکی و ذکر کوئی اور قیاس سے اسکا اثبات جس جو کہ شایہ علم کا بھی اسکا
 بخور نہیں الفرض یحقیق دای مولف کی شخص جس پر وہ آپ شایہ شرک میں مبتلا نہ ہو مگر ایک عالم کارہ ماردا یا بعدائے جو حکایات اہل
 اندک مولف نے لکھی ہیں تو اول تو حکایات حجت شریعت حکم کی نہیں خصوصاً باب عقائد میں اس حکایات کو قبول کر کے
 انصوح کرنا کہ جس میں سے بھی متفق نہیں ہے چنانکہ عالم سے اور بعد تسلیم کے جواب یہ کہ ان دلیا کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ جو خصوصاً
 حاصل ہو گیا اگر پنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گنا اس سے زیادہ عطا فرمائے لیکن یہ کہ ثبوت فعلی اسکا کھلا کیا ہو کس نص سے جو لاکھ ہونے لگا
 چلے اور بعد میں لو میں خطاب فرمایا جائے اس امر کا محض امکان سے تو کام نہیں چلے بافضل ہونا چاہئے اور ثبوت ہو جانا نص کی واجب ہر
 مگر سو اہم مولف کا قابل ہونا شایہ کہ کچھ نہیں سمجھا اور بحث اس صورت میں ہے کہ علم دانی آپ کو کوئی ثابت کر سکے عقیدہ کرے جیسا چلا کا یہ عقیدہ
 ہے اگر یہ چلے کہ حق تعالیٰ اطلاع دیکر حاضر کر دیتا ہے و شرک تو نہیں مگر یہ دون ثبوت سندی کے افسر عقیدہ درست بھی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تئیں محو کرتے ملک الموت و البیس کی حاضر ہونا اس ہی زیادہ تر مقامات پر ان پاک کفر و کفر میں با با جا
 تھا ہے ہست لال کو افق تو چاہئے یہ سب محدث اور فقہا با عث اعتقاد حضور رحائے ملک الموت اور البیس کے انیان محض مولود
 کی نسبت زیادہ تر شرک نہیں معاذ اللہ نہ با ع بریں عقل دانش پر یا دیگر گریست اہل حق پر واضح ہو کہ ماہیہ و دعویٰ نہیں کہ
 محفل میں روح مبارک آتی ہو بل یہ دعویٰ ہے کہ اگر گریست یا یہ اعتقاد ہو وہ شرک نہیں بلکہ **خاتم غفلت کلام مولوی**
رشید احمد صاحب گنگوہی۔ قولہ البیس مجلس نا جائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخرناہ علیہ السلام
 کو کرنا اگر حاضر ناظر ہو کر کفر ہے اسی محفل میں جانا اور شریک ہونا جائز ہے اور ناظر بھی خلاف سنت ہے اور سو م بھی کہ یہ سب خود
 کی رسوم ہے البتہ ثواب پتچانا اموات کو بلا قید و اسے اسکا صفائے ثمن فقط و اللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔
 اقول اس جہات کی رکات کہانی و سخاوت معانی دل میں شبہ ڈالتی ہے کہ یہ کلام مولوی رشید احمد کا نہ ہوگا اول یہ کہ جواب
 مطابق سوال چاہئے۔ سائل پوچھتا ہے کہ راہور مجتہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جائز میں اپنے جواب میں کہتے ہیں بھی نہیں بھی فیما و
 اثباتا و دوسری یہ بات کہ وہ پوچھتا ہے اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اشعار میں مخاطب فرمیں جائز ہے یا نہیں یوں نہیں پوچھتا کہ
 او بعدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کہے اب ظاہر ہو گیا کہ کوئی محدث و فقیہ و صوفی متقی شرک نہیں مگر کچھ کا عقیدہ
 مولف کی تحریر کے موافق ہوگا ایستہ وہ مشرک ہے اور ان جہات اور روایات سے حجت اپنے دعوے سے روایا کی لانا محض کوتاہ فہمی مولف کی
 ہے ورنہ ہمیں کوئی دلیل عربی مولف پر نہیں کمالا یعنی قولہ اہل حق پر واضح ہو الخ اقول اگرچہ دعویٰ مولف کا باطل غلط اور ان دلائل کو کچھ
 ثبوت نہ ما مولف کا نہیں سہا مگر مولف اپنے زعم فاسد میں اس سے کہ ثابت جانتا ہے پر عقیدہ نہ کرنا سخت ناوائی بلکہ یہی ہے کہ جس کو
 حق چاہئے اور دلائل سے ثابت پچانے اور خلق کو اپر دعوت اور قرار دے پر آپ کیوں اسکا دعوے محض و عقیدہ نہ ٹھیکے شاید مولف کو یہی
 ہنوز اس امر پر تردد ہے اور محض نفسانیت سے اپنا لاجم و لافم ہونا ظاہر کر دینا نہ نظر تھا کو خلق گزارہ ہونا کیا حج پر معاذ اللہ کہ لہو خامسہ نقل
 کلام مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اقول اس جہات کی رکات الخ اقول خود مولف لہو ثانیہ شرح سوال میں لکھ چکا ہے کہ سائل نے صر
 کر دین کو حدیث میں یوں پوچھنا چاہئے کہ میں جائز ہے یا نہیں الخ تو یہ کہ لکھ فقط حدیث سے جواب طلب کرنا مولف کو نزدیک معلوم ہے تو
 ایسا حدیث سے طلب جواب کہ حدیث سے جواب نہ دینے میں ملن کیوں کیا جاتا ہے مولف غنا کثرت جواب فرگوش میں کہ سائل پر تو یہ
 ملن کو تفسیر یہی کام کیوں کر کیا کہ لکھا ہے کہ جو حدیث لکھو حجت شرعیہ حدیث میں حدیثیں اور جیسے اس کی اس قدر کو فوجا کہ جواب
 حجت شرعیہ سے لیا اور حدیث کی قید کا انکشاف کیا تو عجیب طعن ہے مولف کو اپنا مقولہ بھی یا نہیں ہوتا کہ کیا قول روایت کیا یا نہیں ہوتا
 سائل یہ کہنا کہ حدیث سے جواب دینے میں کہتا کہ جواب میں حدیث کی جہات بھی نقل کریں پس اسکی خواہش کے موافق جواب سوال کا حدیث سے
 ہی دیا گیا کہ جواب میں کیا استخراج امایت سے ہی تو جس سے سائل کی تسکین ہو گئی اگر مولف کو کچھ تاں و رد دے تو اس سالہ میں قطع
 سبب دریافت ہو جائیگا کہ کچھ جواب کیا عہدہ جسے استخراج حدیث صحاح سے ہے اب نور جام میں اشعہ ہونا یا نہ فقط قول و ہر کیا
 کہ وہ پوچھتا ہے الخ اقول پہلے کہ چکر خطاب لگا وہ ہر حاضر جانے کے ہوتا ہے گا کہ بغیر اس اور خطاب کے موضوع کہ حاضری سے واجب ہوتا

جلس میں وارد قبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر ناظر جان کا اشارہ نہیں اب دیکھئے اصل سوال کو اپنا رد و اپنی طرف سے ایک شیخ
 لگا کر جواب دیا کہ خطاب خیر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر حاضر ناظر جان کر کے کفر ہو دیکھئے سوال دیگر جو بگڑا و منہی صاحب کی تحریر سے
 یہ بات تو اشارہ معلوم ہوئی کہ اگر کوئی آدمی حاضر ناظر جاننا ہو تو کھٹا شوق و محبت میں غافلانہ اشارہ پر ہوتا ہے جو کہ کفر نہیں لیکن پھر
 بات کہ خطاب مراد یا مکر وہ یا مباح یا مستحب کسی حکم میں وہ غافلانہ اشارہ داخل میں اور جائز میں یا نہیں اسکا اصل سوال
 تھا اسکا جواب مثنیٰ صاحب کے پیش میں رہ گیا یہ فوری نویسی کیا ہوئی حکم افشا چاہئے کہ تشریح و توضیح سے ہوسے نہ کہ اصل مسائل
 ہی متقی کی دلیل سے نوک زبان نکلتے آئے تیسری بات کہ اس نے قاتلہ اموات کو بھی مع قینات پوچھا تھا اور غرض مولود
 و مع خوالی کو بھی مع قینات مثنیٰ صاحب نے قاتلہ کوفات سنت ذکا کو سکوت بکھدیا البتہ ثواب پہنچانا اموات کو بلا قدر واد
 اور غرض مع خوالی سے ایسا بضرر کہ اسکو ناگاہ اور اس میں خریک بھجنا ہی گنہ بھلائی طرف سے ایک شیخ حاضر ناظر کی لگا
 کفر تک ذہن پہنچا دے اور یہ سببت کہ اسکا مقصد وہ ہے نہ کہ اسکا مع خوالی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ناز و قیود کے درجے
 جس طرح اموات کے واسطے لکھا تھا کہ بلا قدر واد ہے آدمی سلطان ہو کر اپنے شیعہ عسکر کشت اور مع خوالی کو بلا قدر واد بھی بلج جانے
 پھر اسکا بیان کا کیا لکھا تھا اور ملا مثنیٰ ہو کر قوس کی جہاں میں بھیس اور لے کر عت کے معنی میں کہ مع خوالی فی نفسہ مباح ہے کہ قتل کیس
 دو سکر مثنیٰ ہی ہوں یہ زبان پڑھنے والا سمجھ جاتا ہے اندر بھی گزرجا کہ اسکا عوام مجال کے عقیدہ کو جانتا ہے کہ حضور کا یہ عقیدہ
 رکھنے میں اسکا کیا ہے اور دوسری شے مقصد اہل نہیں لہذا شوق اول کی پہلی صراحت ضرور ہوئی چاہئے مثنیٰ اور دوسری شے
 جو صاحب کے نزدیک مسائل کی تھی لہذا جواب میں طرح ہی مگر مولف صاحب کے عیب کے نہ مانی ان کے نزدیک بھی دو احتمال ہیں
 تو مولف طرح سوال میں خطاب نہ ماضی حال کر کے جواب میں اپنا پیٹ بھرا اور جواب کو دل سے نوک زبان پر نکالے یہاں سے معلوم
 ہوا کہ مولف صاحب کی ایک شے حضور کا جواب ہم کر کے یہ وجہ تھی کہ مقصود مسائل کا دوسری شے سمجھ گئے تھے پھر اب مولوی صاحب
 پر کیا وجہ عرض کی ہے مولوی صاحب نے تو لفظ اگر لگا کر منہم سے دوسری شے کا شرک بکھٹا ملا بھی دیا آپ کے تو مطلقاً ہی جائز بکھدیا
 اور عسکر کا حصہ شکم میں رکھ لیا مگر ہاں درست ہر آپ و حضور کو واقعی اور جائز ہی جانتے ہیں قریب ہی ذکر ہو چکا لاجول و لا قوۃ الا
 بالصلو کیا عجیب اعتراض ہو گیا ہے مگر کہ خبر نہیں دوسروں پر اعتراض فقط قول تیسرے یہ الخ قول یہ اعتراض محض کہ فہمی مولف کے
 پیدا ہوا ہے سنو کہ اسکا سوال مجلس لود ہیئت کذا لایہ کا اور ایصال ثواب ہیئت کذا لایہ کا ہی تھا جیسا کہ مولف بھی متر ہے
 سو جواب دونوں سوالوں کا تمام ہو گیا مگر جو عجیب کی مانند یہ ہو کر اگر کوئی فہم طلب بکھٹا ایصال ثواب کو مطلقاً منع جانی وگا
 تو غیر کہ یہ مقصود شائع کا بندہ ہو جاوے لکھنا اہل ایصال ثواب کے جواز کی تصریح کر دی اور مولود کی مجلس بند ہونے میں کوئی حرج نہیں
 جیسا پھر سورس ملے تھی تو کوئی حرج و نقصان فی الدین نہ تھا اگر اب بھی بند ہو جاوے تو کیا حرج ہے اور ایسے مزہ و اربدعت
 منع کرنے سے ہی بیوقوف نہیں ہوتی لہذا اسکو اگر ذکر کیا جاوے تو مناسب ہے بخلاف صدقہ کے سوال کی محبت خود مانع ہوتی ہے
 وہاں تصریح کرنا تھیں اگر کوئی حدیث دفعہ کو جانتا ہے وہ معلوم کر دیکر کہ شارع علیہ السلام اور فقہاء اور اہل اتباع جس امر میں

یہ کیا بات اور انصاف ہے چوتھے یہ کہ اس نے پوچھا تھا کہ غفل میلاد اور فاتحہ اور اموات اور رسوم میں قرآن اور کلمہ طیبہ پڑھنا
 جائز ہے یا نہیں اسکا جواب یہ لکھا کہ یہ سب ہندو کی رسوم ہے بھلا کون بیوقوف کہ لکھا کہ غفل میلاد اور فاتحہ اور کلمہ پڑھنا
 ہندوؤں کی رسم ہے ہاں بیٹھے کہ ہم اس طرح تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم رسوم میں مشابہت ہندو کی لازم آتی ہے حالانکہ وہ بھی باطل ہے
 چنانچہ ہم لعلات اور انوار آئندہ میں تحقیق کریں گے پانچویں بات کہ انہوں نے جو یہ لکھا کہ یہ سب ہندو کی رسم ہے اس کی رد
 از روئے قاعدہ یہ ہوئی کہ لفظ یہ سب بھلا اور ہندو کی رسوم غیر اور ہے حوت ربط اب دیکھئے یہاں سنی جمع کے موجود مثنیٰ یہ سب
 اور لفظ رسوم جو جمع رسم کی پس بڑا ہی جمع اور یہ بھی جمع حوت ربط اب لفظ ہے واحد کیوں ہے قاعدہ کی رو سے یہ چاہئے تھا کہ
 یہ سب ہندو کی رسوم ہیں چھٹے بات یہ کہ جب ان کے مرشد جو عن جنا طبعی امداد اس صاحب نے مسائل اختلافی میں مکرر لکھے ہیں
 کہ جیسا کہ خود وہ کہ لکھتے ہیں گنداپھر کس طرح خیال میں آوے کہ وہ شیخ کی حکم عدلی کرے اور اگر کوئی یہ لکھنے کے کہ مسائل
 اختلافی نہیں بلکہ تو بالاتفاق متوع ہیں تو ہم اس آدمی کو نہایت درجہ کھلیا جائیگا اسلئے کہ فاتحہ اموات اور غرض میلاد و شریف مع تو
 غیر سنی و قیام و مع و سلام و غیرہ جس طرح کتاب رائج ہیں ایسی ہیئت کے جائز ہیں دہلی اور بدواؤں اور الہ آباد اور کلکتہ و حرمین شریفین
 شائرت کت کا دیکھئے میں اسکو سبب بند کرتے ہیں ورنہ قید کے ساتھ منع کرنے میں اگر مولف صاحب کو کچھ غفلت تھی تو شاید یہ اس نے
 کو سمجھے مگر جس کے دل میں فہم کی غفلت و حدیث ہر بعض نقل انفا سے ہی کام ہو وہ معذوب ہے قولہ چوتھے یہ الخ قول یہ مولف
 کے کمال فہم کی دلیل یہ کہ جو جواب غفل مولود کا تمام ہو چکا پھر دوسرے سوال کا جواب شروع کیا بتور اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے
 اور رسوم بھی سو اس فاتحہ اور رسوم کی نسبت لکھا ہے کہ ہم ہندو ہے کیونکہ تیسرے سلطان کا اجماع اور کھانا بزمین کے سامنے رکھنا لاشوک
 گولے انکسای و ستوبہ پس کون بیوقوف کہ لکھا کہ یہ جواب غفل مولود کا ہے اور کون الحق سمجھا کہ مولوی صاحب نے قرآن و کلمہ کو ہم
 ہندو کا دیکھا اس مجمع روز سوم اور کھانا لگے رکھ کر فاتحہ انکسای ہیئت کو لکھا ہوا باقی مشابہت کا جواب ہم بھی آپ کی تحریر کی بوقت
 لکھیں گے اور آپ کی فہمی غفلت کر دینے فقط قولہ پانچویں الخ قول یہ مولف صاحب کمال علم رکاکت نقلی کا انہما ہے قطع نظر
 اسلئے کہ یہ ترکیب درست ہے ایسے فضول مواخذہ کا جواب بھی فضول ہے یہ محض غصہ و کینہ ہے کہ مولف اس طبع میں چند غلطی کا بہت
 کی موجود ہیں اس سے زیادہ زیادہ کہ انہما کہ فہمی نہیں پھر اسکو تحریر فرما لکھا کہ ہی کینہ کی وجہ ہے جواب اسکا پہلے ہی حسن علی کے
 اعتراض میں گزرجا پھر بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اب مولف صاحب تمام معنیف جہاں شرح و قیاد کرنا اور شکوہ بخاری و غیرہ کتب حدیث
 اور خود قرآن شریف پر بھی اعتراض غلطی عبارت اور رکاکت نقلی کا فرماوین تو مناسب ہے اس میں غلطی بلاغت مولف صاحب
 ہو جاوے گا فقط قولہ چھٹے الخ قول یہ محض افزا ہے لکھتے حضرت رشید علیہ الرحمۃ نے ہرگز انہما اس سے منع نہیں کیا اسکا جواب شکایت
 مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم میں گزرا مگر ہاں مولف بھی مرید ان کے مرشد کا ہے اور اسکو انکی مخالفت سے انکے مرشد نے منع فرمایا
 تھا چونکہ وہ سر خلف اسلئے مرشد کے کرتا ہے دوسروں کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتا ہے ایک یہ کمال و کذب و دوسرے مولف اپنے
 مرشد کو اس سال میں لکھا ہے کہ ہم بھی ان سے میں پانچ شکایت اولے مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم میں لکھا ہے ورنہ لفظ ناساوندی

متفق علیہ کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا احب الاعمال لی اور وہ یعنی اللہ کو ہی عمل سے کہ زیادہ پیار ہو خدا کو
 ہووے اور کبھی چھوٹے نہیں۔ تھماے نواب تھلہ بن خاں صاحب اسکی شرح میں بھی ہے کہ سبب اس حدیث کے بڑا جانتے ہیں اہل خصوص
 ترک واد کو جیسا کہ بڑا جانتے ہیں ترک فرائض کو اور ظاہر تریہ ہے کہ یہ ترک اپنے ہی الی آخرہ اب دلیل کا تفاوت دیکھو کہ کلام طبری سے
 التزام از تحب کہ ضلالت ثابت کرتے ہو اور ہم ماوست اور التزام کہ محبوب عند اللہ و عند الرسول ہونا خود صحیح حدیث رسول و ثابت
 کرتے ہیں یہیں تفاوت رہ از کاست تا کجاء اور کاش تم غرض سے دیکھو تو معلوم کرو کہ طبری کا کلام خلاف حدیث نہیں کیونکہ طبری کی
 مراد یہ ہے کہ اس امر تحب کو واجب من عند اللہ اعتقاد کر کے التزام کرے تو وہ باطل ہی اور اس بات پر یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ جو قول
 صحابی سے طبری نے سہتا لایا کہ اس قول میں خود شامین وجوب اعتقاد دلائیے ہیں بنا علیہ وجب کہ کلام طبری میں بھی وجوب اعتقاد
 مراد ایسی ہی جو کوئی مستحب کو واجب اعتقاد کر کے مذمت مثل واجب بگا وہ ضلالت ہی اور دیکھو کہ اصل کو جب نہیں بلکہ ایک حدیث اور
 مستحب بجا کر مذمت کرے تو وہ نہایت محمود اور مقبول ہے کہ کافی حدیث اس پر بجا کر جو قول میں ملتا دیکھو فرائض پابندی ہوا کی ثواب
 رسائی کو فرض وجوب اعتقاد کریں بلکہ ایک مخرج بھی نام کرتے ہیں اور کبھی چھوٹیں شریعت میں اور ان کا نام محمود اور محمود ہے اللہ
 جو کہ رسول پچھنے فرماہو احب الاعمال لی اللہ و مہا بلکہ اگر وہ چھوڑ دینگے تو وہ عمل عیب ہوگئے تاکہ اللہ ملعون یعنی جسے اللہ سے
 خیر اپنا ورد کیا پھر وہ اسکو چھوڑ دے تو وہ ملعون یعنی اللہ کی رحمت سے بید ہو جائی قولہ ہذا علی الترتیب الی آخرہ اقول اسکو اپنی
 ظاہر فرمایا کہ اس کا کلام ہے طبری کا کلام و علی ہر دو اوں پر تمام ہو چکا جیسا کہ مولوی بھی صاحب نے اس قدر عبارت طبری کی لکھ کر لکھ
 چنانچہ ظاہر موجود ہے بعد اس کے جو طبری کے قول کو مؤلف حدیث سے موافق کرتا ہے وہ خود ملعون کلام ہو گئی ہے ہم پر شک کرنا ہی اور
 بس مگر ہاں میں مؤلف نے فرار کیا کہ تحب کو واجب اعتقاد کر کے مذمت کرنا وہ ضلالت ہی اور یہی دعا عیب کا حکم کرنا طلب نہیں
 سمجھا ہو کہ یہی ان علماء وجب جیسا سادہ کرنا بھی واجب بنا ہی ہو جائی قولہ اگر چھوڑ دینگے تو عمل عیب ہوں گے اقول
 نہ معلوم کہ تارک اور ملعون کوئی حدیث اور کس کتاب کی حدیث یہ معاذ اللہ مؤلف کے استدلالات کہ مستحق چور یعنی میں یہ
 اہل تصوف کا مقولہ ہے صاحب اللہ ملعون اور تارک اور ملعون اور اسکا ایک معنی مصطلق ہے کہ اس کے بیان میں طول اور کلام
 خارج بحث ہے مؤلف اسکو استدلال میں کر کے اپنا جمل ثابت کرنا تو معلوم نہیں میں واد ہوا ہی کہ تارک مستحب کا ملعون ہو
 استغفر اللہ مؤلف کو کچھ کہنے چھپے کہ جن میں رہی اب تمام دنیا کو ملعون بنایا اور ترک مستحب کو حرام طیار کیا کہ لعنت حرام کا یہی ہوتی ہے
 تبدیل مگر شری کی کر کے خود میرے میں اہل ابھی تبدیل حکم کو حرام ثابت کیا یہ پھر حکم کا معاشا اسکا اول ثابت کیا اور پھر اسکا اپنا
 ہی عقیدہ بنا لیا اہی تو یہ بیان کہیں کیسے نہ سنا ہو گا مگر اس قول کا وہ مرقفہ کہ صاحب اللہ ملعون ہو اس سے فیصلہ تحب
 کرنے والوں کو قرین کر کے والوں کو بھی مؤلف محل عیب بنائے تو شایاں اس کے مل و قیل کو مساذ اللہ تھا کسی کے فی ہر قول اول اسکو مذمت
 فرمایا اقول فقرہ خواہ کسی کا یہ مطلب ہو کہ طے بدمت اوں پر تک کی مارتے واضح ہو یا نہ ہو کہ انکا طبری فقرہ علما کائن کو کہ
 ہے کہ ان رسوم و عیاد و جماعت و میرمن کے اہتمام و طاعت میں جلتے ہیں اور وہ لوگ جو عوام اور مؤلف کے ہدم خواہ

عبد ہے اتنے اور ان کے شکر مولوی تھلہ بن خاں صاحب نے ہی ترشحہ شکوہ میں اس قدر بیان کیا ہوا ہے کہ قول جو چلا کہ حاصل نہ کر لیں میرمن
 فقرہ معلوم ہوا کہ اس کا یہ ہر کف یہ قول اگرچہ خیر الحاق ہے بلکہ قاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہ کچھ مفسرین اسے
 کہ ۵۰ کا فرق ہے میں ان کو گنہگار بنویم کے کہنے کو بعد اور میرمن اور فرائض بچکا کی جماعت میں حاضر ہونے سے زیادہ ترشحہ شکوہ
 کریں چنانچہ انکی یہ عبارت آپ ہی نقل فرماتے ہیں روز اربع من المصنوع للجماعۃ افہوس مبارک نقل کریں مولوی نے بھی اسے حضرت امیر
 مسک کلام ہے کہ ایک مخرج اور کار و قاب جو کہ تحب ہے جو کوئی اس کو واجب واجب بھی زیادہ عقاد کرنا لاد کے حق میں منع کیا جاتا ہے
 کیونکہ اس نے قاعدہ دین پر لاد کہ مستحب کو واجب اعتقاد کر لیا لیکن یہ بات تو اس عبارت منقولہ جانی ہے بھی گئی کہ جو لوگ اس جماعت بیوم
 کو جماعت کی نماز پڑھنے سے زیادہ ترشحہ جابر نہیں سمجھتے وہ اس قاعدہ منع میں داخل نہیں ہیں پھر کہیں آپ مگر نامی کا علی العموم
 بیٹے ہیں یہ قول اس لیے مقامات میں اتقا کیا گیا عوام مومنین کو بھی مثال ہونا چاہیے نہیں الی آخرہ اقول فاس آدی اور بیس لوگوں پر
 کتب فقہ و عقائد میں اطلاق لفظ مومن کا آیا ہے کا فرائض کو بھی نہیں کہتے پیش سب اگرچہ سنت اور نفی ہوں لیکن عوام مومنین میں
 مذ الشریع داخل ہیں جب ان عوام مومنین کو بھی مجلس شریع رسول مقبول علیہ السلام داخل فرائض و فرائض اور لا الہ الا اللہ پڑھنے پر
 شامل ہونا جائز نہ ہوا تو شاید مولوی صاحب کے نزدیک باتیں کفار کو جائز ہو گئی جس طرح مولوی رشید احمد صاحب کے فتویٰ میں لکھا ہوا ہے کہ
 سب ہندو کھ رسوم میں سچاں اللہ مفتی نے نہیں مسلمان نے نہیں اور اسلیط مسئلہ سماع میں بھی فتویٰ انکانی کے صفحہ
 میں آپ نے دینی مولوی امیر بادشاہ صاحب البند پر واز سے باقتضاب لکھی فرمائی ہے آپ مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 سے سند لائے ہیں و علی من انہی لایر اللہ علی من القاضی تھلہ بن خاں فی سماع النادرین الہی و غیرہ اور ہی فہلا من الحرام منحن
 ذلک باعقاد و ایضاً عقاد و بصیرت و تادی الخال الی آخرہ اب دیکھئے اس روایت میں چار قسم میں ایک تو میرمن سماع النادرین لفظ حق
 عام و یقینی میں کہنے سننا، واضح ہو کہ فارسی میں سرود اور عربی میں فہلا و سماع ایک سنی میں مستعمل میں اس اعتبار سے کہ آواز گانہ والے
 کی خدمت سے نقلی ہو اسکو فہلا کہتے ہیں اور جو خود سننے میں اسکو سننے والا اس اعتبار سے اسکو سماع کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ وہ فہلا خواہ دنیا
 بتلائے نفس ہو یا بطن ہو و لیسے یا کوئی اہل غلبہ سکر یا بجاں عشق اکی میں نے آپ کی اس روایت میں دونوں کا حکم ایک ہی بنا
 اور عام کہ فرق نہیں حالانکہ نام غزالی نے ایسا اہلہم میں اسوش شہاب الدین سہروردی نے عوارف میں اور فقیر شافعی نے شرح و جہار
 میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مارج النبوة اور شرح سفر السعادت میں اور لاجون نے فقیر فتویٰ میں فرق بیان کیا ہے بطریق اہل توحید
 اور اہل دل کے حق میں سکوت اور قاضی صدر بن رشید ریزی نے دستور القضاۃ فائزہ حق میں جس سے مولوی بھی صاحب بھی
 اپنی تصنیفات میں منکر کرتے ہیں سماع کے حق میں یہ لکھا ہے ولا شکرہ فان لا ربا با و اللہ لایصح لالین کان قلبہ جوا و نفسہ متباد و سرہی تم
 رب بائی غلط ہانے خلاف بیانی ہے اور لفظ لفظ کا جو مذہب کیا فرماتے مطلب اصح ہو چکا کہ فی مؤلف کی روایت ہولی اور ہر گاہ کہ تارک
 اور ملعون حیدرہ مؤلف کا ہے تو واجب ہو نہیں کیا کہ تا ہی رہی مگر تارک کو اس میں قطعاً قولہ اقول فاس آدی اور بیس لوگوں پر
 اقول مؤلف کے فہم بعد از اس جیسے جو ان موقع میں حاضر نہ ہو سکیں کیا ہی تو جو جو حضور فسق و بدعات کے من کیا ہے کہ کوئی مومن

فرمایا حکم علی الاطلاق لے کمال بان علی قلوبہم۔ واضح ہو کہ ہاری بان میں لفظ اس اور اسی میں فرق ہے اسکا لفظ صحر کی طرح ہے
 اور اسی کا واسطہ صحر کے ہر کوئلے سے ہے کہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا اشارہ اس میں کی کفر اور فس کی طرف نہیں اللہ تعالیٰ نے
 ایمان اس کا اشارہ کیا ہے کہ حق و شوق کے دل و دھوس کی سیابی ہم گئی دوسری غلط یہ کہ وہ جو کھانے پر زنگ چم جائے جکارا کر
 کہ میں اور احادیث میں ہی آیا ہے وہ زنگ اور وہ سیابی محسوس ظاہری نہیں ہوتی وہ فطرت معنوی ہوتی ہے اور قلب کے حصے پر
 ایک طرح کا گوشت کا صنوبری شکل پنجاہ درود سے کہ قلب ایک لطیفہ پر عالم سے قلب حقیقی وہی جو افعال نیک بد کی تاثیر ہی میں
 ہوتی ہے قلب پارہ گوشت میں جو کھانے تو شاہ جلالہ صاحب کی تفسیر عزیز میں دیکھئے چلیے اس کے کہ کی شرح میں لکھتے
 میں ہر فعل بدی ظہا نیرہ در لطیفہ قلب حادث کی کندہ انگہ میں ہر صفہ صغیری نئے محسوس نو دار سے شود زیرا کہ این صفہ صغیری
 قلب حقیقی نیست انتہا بد دیکھئے مفسرین تو اس آیت میں زنگ سے فطرت معنوی مراد لے رہے ہیں اور آپ سیابی خان بنکاکو چنانچہ آپ
 انکار اقلان کے صفہ میں لکھتے ہیں کہ جو کھانے کا دل سے وہ دل لیتے تیرج ایک لطیفہ
 نبی پر اور آپ سے مراد یہ گوشت کا کلمہ اللہ میں جرات آپ کی ہر جہت و ہول علی اور دیگر اور دل و راس پر نہ پہنچا تو دیکھتے سیاہ جوشی
 لیتے اب حد کاسلہ شیعہ کہ حدیث تو شاہ جلالہ و دیوبندی رحمہ اللہ پر لڑنے کے زیادہ کلام ہونے پر کوئی دلیل نہیں لے تو ان کی نگہ
 شاہ صاحب کہ وہ ہونے کا ہی ہے اور میرے علم میں غلطی و علم شامی وغیرہ اس کے صبح ہو اور فتنہ میں ہیں جلاحدہ و شوق کیلئے
 و اباحت مکے ہی احوال موجود ہیں تھے جو قرآن میں سنی عقل نے علی ادالی کے برخلاف اور عقل عقل کے خلاف جو بڑے کہ یہ تو حضرت
 بنی و نوح کی خوش دکھائے انکو چھوڑ دینے اگر آپ نے اس سے تو بڑی ہم حدیث نقل کر کے من قال فی القرآن براہی قلیبہ مقصدہ میں انرا
 تائید کہ آپ واعظ بنی بنی مفسر سے ایشاعت میں ہی دم مارا کہ اسی رسالہ کے آخر میں ایک قصیدہ حدیث کی خدمت میں لکھا
 مقطع ہے سے اب تم ہی دلوں سے کسب لافانق سے ہم ہی لکھتے اب تو کہ حدیث مرام ہے اسکا ذخیرہ مجمع و دن مجمع نہ محاور
 زنگب دراد سے ہم ہی اس قصیدہ کو پڑھا کر قہقہے لگتے ہیں اویوں لکھتے ہیں سے تال کی نہ ہم کی نہ مرکب و عربی نہ فارسی نہ ترکی
 قی جو کتاب اس لاعنی لکھ دیکھ وہی تباہی پڑی کی خبر و تحریریں بابت سماع اور بابت حدیث کے استطراد مولوی امیر باخاں
 صاحب کے ذیل میں لکھیں اب ہم اس ہی عن الشکر سے غلامدیری الذر ہو کر اصل مسائل بحث مہا کی طرف رجوع کرتے ہیں تنبیہ
 یہ صحت جو کھانا علان دینا جائے جو خیرات برکت اور باقیات صالحات یعنی فعل میلاد و سرور کائنات اور فاضلات اموات سلف
 صالحین اس وقت تک جاری ہیں اگر حضرات ماضین ان امور کی تشبیہ و تفعیل میں اپنے ہر گھر کے مخصوص کی قرآن سے نئے پے پے چھاپ کر
 اس خیرات و حسنات کو لوگوں سے چھوڑ دینا چاہیں تو یہ خیال خام اور سودا کے نام نہ لے دینا کی دور دیکھیں تو کاکہائے مسائل اطلاق
 کا کوئی جواب نہ دے اور یہ ہو گا کہ ان امور کا سوا توار کو تہائی زرافانی سے کوئی چھوڑے علی الخصوص فعل میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کلام تہ کی نوروم میں اتنی بڑھ جائے جو کلام صالح اور حدیث میں سلف نے کی ہر بحث تابع ایشاعت ہو اس وقت صانع کرتا نہ
 نہیں مہذا اپنے شرب کبھی یہ تحریر خلاف یہ فقہ المذہب کہ بان دوم نے نور ثانی کے لہات باطلاط کو سطر سوس کر دوا

مؤمنین سے کہ چھوٹ سکتی ہو دیکھو کہ فرشتے چاہا تھا کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سامعین لکھ کر پکارتیں اور اپنا نام نیا میں ملنے دیا
 اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا ہر دون لفظ اور اسے با فہم و ادب تم نورہ و لو کہ انکاروں میں چاہتے ہیں کہ کہ جہاں اس کے نو کو نہ دیکھ
 یک بک کر مال یہ کہ کاسد تو پر ان کو الای اپنے نو کو پڑے برائے انکس کا قرآن کی بنا پر ہے و میں تصدیق کر دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و نام اور دین کو سلجاری کہ کچھ کا واضح ہو کہ ہائیک جو کھ مقتیان قوی انکار کے ظل و زل سے بیان
 کئے گئے اب بیان کیا جاتا ہے کہ سلف صالح نے ان امور صالح کو کیوں جاری کیا تھا۔ نور سوم میں چھ لکھے ہیں لکھنے اے
 در بیان جواز فاختہ بر طعام و شیرینی جو عبادت زبان یا جوارح و ارکان انسان سے صادر ہو اسکو عبادت بدنی کہتے ہیں یہ
 قرآن یا تسبیح و تہلیل وغیرہ پڑھا اور جس عبادت میں بابت صرف ہو اسکو عبادت بدنی کہتے ہیں جیسے روٹی گوشت روپے پیسہ پکڑا
 وغیرہ راہ ظہر میں خرچ کرنا یا اہل سنت و اہل بدعت کا مذہب ہے کہ دونوں طرح کی عبادت کا ثواب اگر کسی کو بخشا جائے تو پچھائی کتاب بدیہ میں ان لایا
 لان بھل ثواب عظیمہ صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ و فرائض و اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ ہر ایک طرف میں ثابت و درجہ اول و شہر کتاب پر اور
 شرح عقائد نسخی میں ہے۔ دینی و دار الایمان و الاموات و حدیث مہم نفع لم خلافا للفقہاء کتاب عقائد کی کتابوں میں مشہور درسی مکتبہ کتاب
 اور بہر بہرہ حدیثوں سے ثابت ہے تذکرۃ الموتیٰ من ماضی ثناء اللہ رحمہ اللہ ان حدیثوں کو نقل کر کے دینے میں لکھا ہے
 حکم کہ وہ اندک ثواب ہر عبادت بدنی سے سدا و رکھا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں واسطے عبادت بدنی کے فہم ابو حنیفہ و احمد
 و جہور السلف نے معصوم لایا آخرہ پس اس بنا پر یہ عادت اکثر اہل اسلام کی ہے کہ جب کسی رستہ کے نام سے کچھ کھانا یا شیرینی دینا چاہتے
 ہیں تو اہل اور در و شریف پر حکم دعا اس رستہ کے لئے کہتے ہیں درخت سے درخت کہتے ہیں کہ کچھ دینے پر احوال اور کچھ خیر و کجا
 ہے اسکا ثواب فلاں رستہ کو پہنچے۔ عوام میں اسکا نام فاختہ ہے یوں کہ اگر کسی رستہ کو کج فلاں رستہ یا فلاں بزرگ کی فاختہ میں کیا
 فاختہ نام ہی المحشریف کا جو کلمہ اس وقت پڑھی جاتی ہے اسلئے اس کل میں کا نام فاختہ قرار پایا تیرہ اہل باہم جز اور سنکرین نے اسکا نام
 فاختہ مقرر کیا اب اس فاختہ میں دیکھا جاتا ہے کہ کچھ در و داو و جاہر یا کئی عبادت بدنی جو وہ ثابت لاصل اور کچھ کھانا یا شیرینی
 اس وقت دینی یا دجاہر وہ عبادت مالی وہ بھی حدیث عقائد سے ثابت ہیں ان دونوں عبادتوں کا ثواب رستہ کو پہنچا جاتا ہے
 پھر سنکرین کا یہ انکار کہ اسکی کچھ میں اس کے کاسے اگر یہ کو کہ عبادت بدنی جہاں واد عبادت مالی جہاں لیکن دونوں جمع ثابت نہیں
 خلافت یعنی اسکی مرہن ہوگی فلاں قول۔ نور سوم الح اول دونوں قسم کی عبادت کا ثواب خیر و خیر و خیر کے نزدیک پہنچا ہو
 کہ شافعی و مالکی بدنی کے وصول ثواب کے سنکرین ہیں اسکے منکر کو مامور نہ کہنا سعادتمندی پر اسلئے اسلئے شافعی پر اس غیر ظاہری
 ہر میں تاویل کرتے ہیں قولہ اس بنا پر الح اول عرف میں بطور مجاز متعارف کی فاختہ صلی اللہ تعالیٰ ثواب کا نام ہو گیا اگرچہ
 فاختہ پڑھی جائے اور خاص مال کا ہی ثواب ہو۔ قولہ پھر سنکرین کا یہ انکار کہ اسکی کچھ میں نہیں الح اول فی الواقع توفیق سے
 پھر سے اسکو بتلانا چاہئے کہ اسکے رستے میں کہ کلام کو در و دجاہر اور اسکو دیکھ کر قرآن پڑھا جائے اور فلاں اپنی زبان سے
 ثواب پہنچاے اور بدون اسکے ایصال ثواب طعام کا تو یہ بہت کم ہیں قرآن تہذیب ثابت نہیں عبت پرستی میں پھر ثواب نے اسکے

وہی مثال میری کہ جب کئی منفی شریعت مکمل کر رہی ہو یا کما جائے ایسے کہ اس میں گوشت پر گوشت طلال میں کھانا اور کھانا ہو
 طلال و نہ سخت زعفران کی جو بعض بچہ پر ہے وہی طلال میں جو طران مباحات کا مباح ہو اس کے جواب میں کہ بیوقوف و سبب و نیکو طرا
 ہو جائے کہ صاحب سبب جہاد و شکر ثابت ہو لیکن ہم تو جب نہیں اس مجموعہ کا ذکر قرآن و احادیث میں کھانا پر صرف کہاں لکھے ہیں کہ
 برائی کھانا درست ہے نہ جرح اس پر ہے کہ سبب عقل و خیف العقل و قابل عقل جائیگے اسی درجہ میں صاحب جو کہ بات پر علا و
 جس طرح اشیاء جرح کو موقوف رکھے ہو و دروایت پر اسی طرح چاہئے منع کہ کسی موقوف رکھو و دروایت پر اسی اگر عبادت الیٰ ہوتی ہو
 کو نہیں کوئی حیثیت یا ایہ عبادت میں لائی ہو تو منع کر دینا نہ ہو کہ کوئی حدیث یا ایہ عبادت میں منع
 میں البیادین میں نہیں آئی اگر آئی ہو پیش کر دے۔ اور ہوا کہ اکثر مصادیق میں ہم تو معین البیادین کیلئے قواعد عقلی و عقلی شریعت
 پر رد کر دینا ایک تہی کہ جب ممانعت ثابت نہیں تو مہل باحت ہے دوسرے یہ کہ عبادت عبودیت میں جو ممانعت ثابت
 والاش الالبیدون۔ اور عبادت بعضی زبان سے بعضی و اعضا بدن سے بعضی مال سے پس جو کوئی ہر قسم کی عبادت کرے گا
 لا بد بفضل ہو گا ایک عبادت مال سے شبہ مباح میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جو تہذیب باری میں گزار دیا یہ قطعاً تہذیبات
 صدقہ الصلوٰۃ و الطیبات۔ مفسرین اور محدثین نے اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ اس کے واسطے میں سبب تہذیب جو زبان سے اور ہوں
 اور جو عبادت میں ہیں اور جو عبادت میں مالی ہیں پس جب تک نہیں قسم کی عبادتیں اس کے واسطے خاص ہوں تو وہ قسم اس شخص
 کی کو ان تینوں کو ادا کرے تا کہ ہر قسم میں یہ بات حاصل ہے کہ جب کما الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین تہذیب
 خود ہی اپنے ذہن سے سے تہذیب کر کے کہ مرکب کرنا مالی بدی کھانا و سویر غلط ہے بلکہ بہت حاصل راہ پر نفس ترکیب کہ بہت حاصل
 میں تہذیب ہو گا کہ کسی پر تہذیب مطلق کی بھی ہے چنانچہ واضح ہو جاوے گا اور پھر ممانعت نے شکل برائی کی بھی کہ سبب **ا** اگر اہل
 ترکیب میں مباح ہو گا کہ یہ مثال خود غرض ہو کہینہ اگر سبب **ا** مباح سے ترکیب ہو اور پھر نہایت حاصل ہی مباح ہو اسوقت بہت
 ہوئی کہ ادا کر سبب میں کہ بہت باورہ آجادی و مرکب کا حکم بد لیا و لیا جیسا برائی ہے کہ بعد ترکیب مباحات کی بہت ہی مباح
 حاصل ہوئی کہ اگر اس ترکیب میں زعفران کا سکر ظاہر ہو جاوے تو سبب سکر ہو چکے عوام ہو جاوے گا حالانکہ اگر اسبب مباح ہے
 ترا و مالی دونوں کا بنید بنایا جاوے بعد کہ نہایت حاصل ہوئی حرام ہو گیا طے ہذا فاقہ میں طہام و قرآن کی بہت
 ترکیب میں جو تہذیب حاصل ہو اور تہذیب طلال کیا بدعت و مکروہ ہو گیا اگر مولف کو فہم نہ تھا تو کیسے پوچھ لیا کہ اسکو تو خود **ا** خود پند
 ذیل کر آیا خود خیف العقل قابل عقل بات کہتا ہے اور منع ہے اس نہایت ترکیب کی شخص جو طلبہ و مسلمان و حکماء و علماء
 الحدیث میں تہذیب بقوم فومہ الحدیث اس جہت روشن کر دیا و شرح لکھی کہ اور اپنے اس دعویٰ کو کہ کوئی ممانعت جمع بین البیادین
 کی نص نہیں محض کہ فہم کو کلام اس نہایت ترکیب میں جو کہ اسکا کوئی امر غیر شرعی پیدا ہو جاوے نہ مطلق ترکیب میں پہلو آوی
 کلام کو کیسے پھر بولے و نہ خود راہ پر تہذیب کہ ہم تو معین البیادین **ا** قول باحت اصل اسوقت میں ہوتی ہو کہ نص میں موجود ہو
 یہاں ممانعت کی نص موجود ہو اور وہی پر ممانعت ہے تو دلیل دل مولف کی لغو ہوئی دوسری عقلی دلیل کہ انیات کی شرح اور

لے یعنی اللہ ہو اور چنی باتوں سے ۱۰۷ جسے مشابہت کی کسی نزد کے ساتھ وہاں میں سے ۱۰۷

اور تا اور نہ کرنا ہی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا وہاں استقامت الیٰ آخرہ دعا ہوئی اور نہ دروایت و عاجز ذلیل نہ کرنا ہے نہ نہایت
 کیا ہے تاہم اٹھنا اور نہ کئے دمانے نہ نفرت کرنا ہی عبادت بدنی اورسانی ہوئی اور جو کہ شرعی بلکہ لہجہ و جاود عبادت
 مالی ہوگی پس جو یا جو وقت نمازی نمازیں کتابہ النیات و الصلوٰۃ و الطیبات اسکا مجموعہ فاقہ میں موجود ہے نہ نہایت
 بہت کی جو اسکو یہ عقل و عوام میں ہے اور جب ان سبب یا تو جو ترک کر دیا اور بدعت لکھ کر پھر راہ و ادا جس طرح اب فرق نہ کریں جو تہذیب
 اس تو ہی مثل عوام کے کہ نہیں آویگی رنگے مرد و فاقہ نہ دروایت دوسری بات یہ ہے کہ فاقہ دیکھنا چاہئے کہ شرح شریف میں کہ
 ایک جہاد کا ہے اور ناز کا پڑھنا ایک عمل جہاد کا ہے ایک عبادت مالی یا ایک بدنی ایک کے اوقات اور میں ایک کے اور میں جس
 کیسے ان کو جمع کر دیا اپنی خوشی سے نیز حکم رسول کے وہ سختی تعریف ہو جائے حق طاعت میں ہو مثال کر دے کہ تہذیب میں امام رازی
 لکھے ہیں کہ اگر کوئی ایک دی نے سوال کیا میں کہیں اسکو کچھ نہ بیاں ہے تاہم اسان کی طرف اٹھا کر کیا اسکو تو گناہ ہے کہ خود
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی سہیں سوال کیا کیسے بلکہ کچھ نہ حضرت کی علم اندوہ اسوقت کہ میں نے اپنے منہ کی تہذیب
 انگریزی میں اشارہ کیا اسان بر حائے وہ خوشی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی تہذیب الیٰ آخرہ تہذیب معلوم اور مارک فرم میں ہی عقرب
 نہ کر ہے غلام کہ جب طاعت کر میں یہ خیرات حضرت علیؑ نے کی حالانکہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تھا بلکہ اپنی خوشی
 انوں نے دو عبادتیں خیرات و صلۃ ایک زمانہ میں جمع کر دے تو اس باب میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں آیت نازل
 عبادت کا کارنامہ کی سعادت ہے یہ سبب لطف کے جہل کا فہم ہے عبادت اسوقت موجب سعادت اور معتبر ہوتی ہے کہ صاحب
 شرح کے جو اگر خلاف اس کے ہو تو خودی خواہ فردی فردی ہو خواہ ترکیب ہو وہ موجب شقاوت اور مردود ہوتی ہے اور معلوم ہو گیا اس
 مجموعہ کہ فاقہ میں مخالفت شائع علیہ السلام کی موجود ہو کر یہ خبر اسکو ہو کہ علم رکھتا ہو مولف کہ اپنی عقل کی عبادت کو ترکیب دے
 رہا ہے کیا مطلع ہو دے اسکی دلیل تو بس مثل عوام کے ہی ہو جو خود نقل کرنا ہی اسکو علم منع سے کیا نہایت ہے سواس کی تقریر
 پر جو کہ درکار ضرورت نہیں کہ خود دروایتی قولہ دوسری بات یہ ہے کہ فاقہ **ا** قول مولف نے اس روایت ضعیف کو نقل کر کے
 کیوں اپنے ذہن و ذوق کو تکلیف دی اولاً معین البیادین کا کوئی منکر نہیں خود مولف کی یہ وجہ تہذیب ہے بلکہ اس جمع میں لکھا
 کہ اس سے بہت منکر پیدا ہو جاوے سواس قصہ میں کوئی نہایت منکر پیدا نہیں ہوئی خلاف فاقہ و درجہ کے کلامی بنایا
 اس قدر حرکت ہی نمازیں کر دے تہذیبی جو جہاں فقہاء میں ہیں ہے مولف مذکورہ کلام کہ اسکو یہ گریہ حرکت حضرت علی رضی اللہ عنہ
 مذکور اس وجہ سے کہ لکھا حالت میں چیتے تو اس سال کے ہاوس ہو کر چلے جانے کا نہ تھا اسکی تھیں کیلئے کہ لکھ تہذیب کہ
 اختیار کیا اور نہ یہ فعل بھی کر دے ہی تھا فاقہ و دروایت کو اس امر ہم با نشان فوت ہوتا ہے جو اس تہذیب و بدعت کو اختیار کیا گیا کہ مولف
 کو نہیں بنا چادی ایسے کلام کہ تہذیب سے دہ امر اتفاق ہو گیا اگر کوئی التزام کرے کہ حالت رکعت میں بالفرد و ہر روز اس
 ہی کیا کرے تو مولف ہی فتویٰ لکھے کہ اسکا حکم ہے آخر وہ کہتا ہے کہ بیشک مکروہ اور بدعت ہو گا انوس مولف کے فہم پر کہ
 تو اس کے ذہن میں جو کہ تہذیب نہیں۔ رہا اس قصہ کی تقریر و نص سے معلوم ہوگی مگر فاقہ کی تقریر کہ نص ہی مولف نے نہایت

ع فریضہ قریب نیست بدرساں تہنیدہ ہاں اگر کوئی کم فہم علم میں ایسا ہو کہ ثواب عبادت الی کو یوں سمجھے کہ فی فاعل پڑے نہیں پھر
 اس عقیدہ کو کہ کتنا چاہئے اور اس کو جزو توہین کرنا چاہئے کیونکہ اسے علم اطلاق نصوص زبان مصطفوی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو
 عقیدہ کر دیا لیکن بتاؤ کھلا آدم لوگوں کا دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ انھیں اسلئے کہ جب بیت کی طرف سے کچھ کرا یا یا رہا ہے
 مدرسہ میں بیٹے ہیں تو فاعل پڑا حکم میں بیٹے اس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ انکار ہے کہ ثواب عبادت الی کا بدو نہ فاعل کے بیچ جانا ہے
 اسی طرح جب ختم قرآن شریف یا قل ہو اللہ وغیرہ پڑا حکم بیت کو بیٹھے ہیں یا قبرستان میں جا کر پڑا فاعل پڑے ہیں اس صورت میں کہ
 نہیں پڑے کہ اس وقت میں کچھ صدقہ بھی فرد چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ثواب عبادت الی کا بدو نہ فاعل کے بیچ جانا ہے
 جانا ہی جب عقیدہ یہ ٹھہرا تو ان کے حق میں کچھ منفرد نہیں فاعل پڑا بعض صورتوں میں عام فاعل پڑا یعنی وغیرہ میں اسلئے بڑا گناہ ہے
 رہیگا جو قطعی الثبوت ہو گیا سو اس سے بھی جو فاعل کا ثابت ہو گا ہاں فاعل عام فاعل علیہ السلام کا قطعی الثبوت ہو گا جیسا مکمل مذہب
 مکر توفیق کی سمت ہیں ہی کم فہمی سے مراد ثبوت ان کے ماکا حاصل رہیگا یہی یاد رہے کہ توفیق توفیق کا ترجمہ وہی کہ توفیق کا ترجمہ
 اسکی بہت ہیں مگر ترجمہ حدیث کی خطائاتی ضروری ہے قطعاً پیر کو کہتے ہیں نہ وہی کہ اور اوپر سے معلوم ہوا کہ فاعل عام علیہ السلام کی
 ضروری تھی اور فاعل کی وفاق اور فاعل کا ترک مناسب ہے واللہ اعلم من حق قتال مع میں فرمایا جو بس قول توفیق کا کہ
 ہائے واسطہ جو فاعل ضروری ہو طعام پر وہ کرتے ہیں بالکل نفی ہو گیا بعض معنی ہو قول تفسیر الخ قول الحمد کہ توفیق کو بہت کچھ
 وقت ضائع کیے کہ نہ کشف اپنی حقیقت ملی کہ ان کے تہہ ہوا کہ اطلاق نصوص کا عقیدہ کرنا ضلالت ہے اور اس عقیدہ پر حوام کو
 قبیح لازم ہے اس سے معلوم ہوا کہ یا مبرعت ضلالہ ہے مگر اپنی عادت سے جو مبرعہ اور غارت کیا کہ عوام کا یہ عقیدہ معلوم نہیں ہوتا یہ حال
 اصل مسئلہ میں توفیق موافق بائین کا ہو گیا اب غایت عقیدہ حوام میں رہا کہ یہ ہے یا نہیں اس فقرہ نے ساری تحریر توفیق کی
 بیودہ بنا دی کہ جو کجک جب توفیق کا یہ عقیدہ ہے کہ عقیدہ مطلق کی بدعت ضلالہ ہے اور یہی بائین کا عقیدہ ہو تو بس اسکا ثبوت کہ
 تھا کہ لوگوں کا یہ عقیدہ نہیں اسلئے ضروری بیودہ سے کیا حال کیا بس خبر گذشتہ را صلوة اب توفیق پر اسکا قول صادق آگیا
 کہ جو کا بھلا شام کو آیا پانچ اب کلام حوام کے عقیدہ میں ہی بائین کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ ہے اور یا مبرعہ ہی ہو توفیق پھر کہ یہ ہے بلکہ
 کا انعام فاعل عقیدہ نہیں مگر ظہور آمد انھیں بھی مش عوام کے ہے قول اسلئے کہ جب کرا الخ قول یہ دلیل بالکل ناتمام سونہم سے
 ناشی اسواسلئے کہ قرآن کو موقوف علیہ طعام کا کوئی نہیں جانتا قرآن کا ثواب عوام کے نزدیک مطلق ہے تو اس میں کلام بھی ہو
 اور طعام کا ثواب موقوف کلام پر جانتے ہیں علیہذا اندوہ پار چہ کو ہی مطلق جانتے ہیں جس جسد کو حوام نے عقیدہ کیا اسکو ہی بدعت
 کہا گیا اور جسکو اپنے اطلاق پر رکھا اسکو بدعت نہیں کہتے مگر یہ دلیل تو اس وقت مفید ہوئی کہ کہنے سے لازم مالی وہاں کا جمع جو
 میں دعویٰ کیا ہوتا یہ لازم خود ہی توفیق کے شک سے نکلا ہے اور جو اسکی یہ کہہ سونہم کے یہاں قطعاً کھائے پر یہ عقیدہ پڑے ہیں
 پڑے وہ نقد وغیرہ نہیں پڑے اس سے سب سے عوام جہاں نے بھی طعام پر کچھ پڑا مقرر کیا نہ پڑے پر غرض توفیق کی دلیل جو ثواب
 قرآن کا موقوف طعام پر عوام کے نزدیک نہیں تو اسکا قلب بھی نہیں ہو سکا کیا عمدہ دلیل جو حاجت بیان نہیں توفیق کی مطلق قرآن کا

اس طریقہ پر کہ باہر غریب ہم نقل کر کے باقی ہی رہا ہے کہ بعض آدمی جو زیادہ احتیاد کرتے ہیں کہ بیٹے قبل بیٹھے ہیں اور مکان پاکر وہ
 صاحب نہیں پڑے ہیں سو بیات کہ فرض نہیں بلکہ قسم آداسے ہے کہ اس کے سلسلہ ثبوت الی کے کلام میں موجود ہے شاہ ولیعزیز صاحب
 رحمہ اللہ علیہ تفسیر کے پاس درود فاعل پڑے کئے سوالات مشہور محرم میں تم فرماتے ہیں فاعل درود الی نفسہ دست بہت لیکن میں تم
 جانتے فرماتے ہیں کہ درود فاعل پڑا کجاست منویٰ درود فاعل درود جانتے ہیں یا وہ کہ ممکن ایک باشندہ از غایت ظاہری باطنی اتنی اس کلام کی صاف
 ثابت ہوا کہ فاعل پاکر وہ مگر یہی جی طبعاً درود الی تکمیل صاحب ملا سنیہ میں میں تم فرماتے ہیں کہ شہید صاحب کے لکھنے میں اول
 طاعت پاکر یا وضو درود اور بطور نماز مشہور فاعل تمام ان طاعت میں حضرت خواجہ حسین الدین پوری و حضرت خواجہ غفر علیہ السلام میں پختہ
 کافی وغیرہ جامعہ النجاشی حضرت ابن پاک بر سلطان بزرگان نقیہ الی آخرہ مکان پاک میں رو قبلہ ہو کر فاعل پڑا آداسے ساتھ ان
 بزرگوار کے کلام سے جگہ تم مست جانتے ہو ثابت ہو گیا اب اگر کوئی یہ کہے کہ فاعل پڑے لکھ کو معات ایصال ثواب میں کیوں عقیدہ کیا ہے
 جواب اسکا یہ ہے کہ لکھ کو فضیلت بڑی ہو کل سو تو پیر پیر جلی در تفسیر غزالی میں کہ اگر فاعل کو ایک پڑا تو اس میں رکھیں اور تمام قرآن
 در حکم میں ہو فاعل پڑا لکھ کو غالب اور کل ملت صلوات علیہ تفسیر روح البیان میں ہے جسے پڑی احمد رجا اسکا اور تعالیٰ اسکو ثواب دیا
 کل قرآن پڑھا اور اگر ان سے صدقہ کیا کل کو نہیں اور سونات پڑا تھی اسلئے اہل اسلام میں یہ رسم پڑ گئی کہ جب کوئی اپنی بیت کیلئے
 کچھ کھانا یا شہری یا تباری اور لکھ کو حدیثا ہے اس کے پڑنے سے یا مبرعہ ہے گناہ ہے سونہم دوسونات پر صدقہ دانا کی قدرت ہی صحابہ
 فاعل پڑے لکھ کو س درجعات کو پہنچ رہے ہیں اور سونہم اس نفس پڑے لکھ کو کیا خاک اڑا رہے ہیں عرس رسدہ پانچ نعیش نوشتہ اند
 ہی ایسا فوجی میں پڑا تھا کہ صدقہ کا مکمل لازم ہوتا ہے توفیق کے اس قاعدہ کہ ثواب عبادت الی وہی کا قدر بنا کر پسر جاری
 کرد و لا حول ولا قوۃ الا باللہ اس تقریر پڑا کبھی بیٹھے ہیں اور بزرگان دین کا یہ طریقہ نہیں ہاں توفیق کے بزرگان بدعت میں کا ہو گا
 قول الی ہی بیات کہ بعض جو زیادہ الخاقول کا کہ فاعل خوالی سے بدعت ہو گی قرعت وہ بدعت اور فاعل مکان کی خود نہ ہو گی اور
 مسلمان کہ حال تو بدعت و فاعل پڑے سے اس کے جواب کی حاجت نہیں اور توفیق کے ماکر بزرگان عقیدہ نہیں کلام اس میں کہ طعام کا
 شراب درود لکھ کو درود قرآن حرم بیت کا سہلی سال کو نہ ہے کہ اسے سونات ہو گیا کہ وہ بدعت ہو اور شاہ ولیعزیز کے
 سونات مشہور کہ اگر لکھ کو کیا جائے کہ ان کے ہی ہیں تو وہ فاعل درود کو کوئی نفع نہ ہے میں نہ طعام کے لکھ کو جسکی حاجت ہی اور کجاست
 منویٰ بدعت کی جگہ پڑے کہ پڑے دلی فرماتے ہیں اور سے اولیٰ ذات کل طعام اس سے ثابت ہوا کہ بدعت کے عمل پر قرآن پڑا حوام کی
 بیان فاعل درود میں ہی باقران توفیق بدعت ہو جو ہے کہ عقیدہ مطلق نفس کا یہاں موجود کہ اور نوشتہ ہونا کاجی ظاہر ہے پس قیاس اس
 کلام کا جو حواس نفس کا عناصر تباری کو بدعت پڑے علیہذا ملا سنیہ میں ذکر تہرب الاسلام کا جو اس میں بغاوت ضروری ہے در فاعل
 ملا سنیہ اسلئے صحابہ طریقت پر اور بدعت دونوں میں بغاوت طلب ہیں کہ طعام سائے لکھ کو فاعل پڑا جگہ بدعت ہے اور
 غایت منویٰ کہ اسکو اس سے کہ مناسب میں بعض کہ فی توفیق کی طے نہ لائیں قوۃ العاقلہ لا یصل الی ثواب کہ وہ یہ ہر چند
 کہنے میں غرض نہ کہ توفیق کے فاعل کا عقیدہ کیا ہو کرب اسی وجہ سے جزو توہین لازم ہو جسکو توفیق اپنے منہ سے بولنا تھا ہو دیکھے

اگر نفس اللہ میں خدا صبح میں توحش ان امارت کا داہو گیا اور ثواب ہو مودہ گیا اور اگر مرثیہ مندرجہ میں نہیں تو ہر حضور پر مبارک باد
 پڑھنے سے گنگا پانی نہیں ہو گا کیونکہ اسے دہا پڑی ہو گا اور گناہ و نسیں کا اور طعن و عدا کا گنگا شمع میں نہایت ہے اور ایک حدیث ضعیف میں
 حضرت سے روایت کیا گیا کہ آپ نے فرمایا جس شخص کو میری طرف سے کوئی حدیث پہنچی اُسے اُس پر مل گیا تو اسکو ثواب ملے گا اگر فی الواقع وہ
 حدیث بری ہو جائے تو ہر نفس شای شایح و درختانے علامہ ابن عباس سے نقل کیا ہے مرثیہ الضعیف فی فضائل الاحل لاذان کان یحی
 فی نفس لار فقدا علی حدیث من لعل الامام رب رب علی الصل بفسدہ تحلیل ولا توحی ولا تضاع حق الفرو فی حدیث ضعیف من بلذنی ثواب عمل
 صل الاجرہ وان لم کن قلنا وریطرح شاہ ولی اللہ صاحب نے جواہر حجب میں ہزاروں روزہ اور اسکی بات کہ جائے کا حکم دیا کہ وہ بھی مبنی
 اسی قاعدہ پر کہ یعنی اگر یہ شخص من ان اور لکے فی حدیث سے ثابت ہوئی لیکن مطلق روزہ رکھنا اور شے کے جوارے نہ کرنا تو دین میں نہایت
 اور اسی طرح چھ رکعت اور جن کو طلب بن خاں صاحب نے جو لکھا ہے اس میں بھی یہ قاعدہ ہو چکی ہے اگرچہ یہ حدیث بہت ضعیف و مشکوٰۃ لیکن اگر کوئی اس
 تسوین مان اور تحقیق سے لکھتا ہے ہر موقوف اس حدیث ضعیف کے مل کر لکھا تو کچھ بڑائی نہ ہو گی کیونکہ مطلق نفل کا ہر موقوف وقت جائز ہوا و بعد ایک
 اکسہ لکھا جاتا ہے کہ فقہاء رحمہم اللہ اس عمل کو جو حدیث ضعیف سے ثابت ہوتا ہے مستحسن لکھا کرتے ہیں چنانچہ اسی مملوۃ الاوابین کو انوار
 حدیث مشکوٰۃ کے مستقب اور منہ و بات میں فقہائے ہیں اور اسی طرح گردن کا مسح و وضو میں ضعیف حدیث سے ثابت ہوا اسکو بھی صحیح
 سمجھتے ہیں اور اہل وجہ کے روزہ کو قادی مالکری میں مرفعات مندوبات کے ذیل میں لکھا ہے جب قاعدہ روزہ آمدن میں نہیں ہے کچھ ثواب ہم اس
 قاعدہ مقررہ فقہاء و محدثین کو لکھنا منع فرمائی روک کر اُن سے جاری کر کے دکھانے میں اولیٰ مشکوٰۃ ہمارے اسباب میں یہ ہے کہ وہ جو فاضل
 لکھا ہے وہ جواب طلب نہیں خواہ غرہ تکرار کی کہ اس کے معنی سے کچھ مسائل نہیں قولہ وہاں ایک سند بھی الخ اقولیٰ مؤلف کی کتاب
 غلط فہمی میں اور بالکل سہل قاعدہ غلط ہے کہ جس میں لکھا ہے فقہاء و اہل اصحاب مؤلف کا یہ کہ چونکہ مستحب فضل ہو کہ فخر عالم علیہ السلام نے
 کبھی اور کبھی ترک کیا یا ریت اسکی دلائی ہو چنانچہ حدیث اسکی یہ ہے میں علم مرہ و ترکہ کو آخری اور جہاں اور مستحب بھی حکم میں احکام ہے تو اسکا ثبوت
 بھی حدیث صحیح یا حسن یعنی بالغیر ہے ہوتا ہے ضعیف ہے اگر کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا چنانچہ کہ وہ ضعف اسکا بخیر ہو جائے پس استجاب
 ان امور کا جو ثابت ہوا کہ تو آپ کے فضل و ترک سے یا ریت دلائیے ہوا ہے اور روایات متضاد کی ان ابواب میں میں وہ تعدد طرق سے
 حسن لغیر ہو گئی ہیں مؤلف ناواقف ہے کچھ لکھا کہ استجاب ضعیف حدیث کے سبب ہوا کہ لعل لاؤۃ الی اللہ کا علم و اصول دانی ہے
 قال الدر الخ راہ ابن جتان وغیرہ من طرق قال فی رد المحتار ای یقول بعضہا بعضا فارقی الی ربہ علیہ الرحمۃ اقول لیکن ہذا اکلان ضعیف
 ضبط الادی الصدوق الامین اول اسلا و تدلیس او جالہ الخ لعل لاؤۃ الی اللہ کا علم و اصول دانی ہے
 انتہی ہے جب فقہاء نظر فرماتے تھے ہیں اور جب فقہاء کتب فقہ میں وارد ہیں سب احادیث حسن لغیرہ سے ثابت ہوتی ہیں اور استجاب
 انکار یا ترک کے سبب ہے یا اصل و ترک کی وجہ سے ضعیف حدیث کے سبب ہے جیسا مؤلف اُنکے ہاتھ لکھ کر کہ ہوں کہ آدمی ایسا لکھ کر
 کہ کہ تمام دنیا کے خلاف دین میں قول سمجھتا ہے اور شرم نہ کرے قول اب ہاں قاعدہ مقررہ فقہاء الخ اقول ہرگز جاری نہیں ہو سکتا ہرگز
 محدثین نے اسکی تضعیف کر دی بلکہ بعض روایت کے اوپر تروک ہو چکا خیال ہے تو جب تک اسکو سند صحیح سے ثابت نہ کیا جاوے

مذکور نے لکھا ہے کہ بعض محدثین نے عادت کر کے ارواح کو ضعیف کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ بعض محدثین کے ضعیف کرنے سے لازم نہیں آتا کہ کل کے
 نزدیک ضعیف ہو بلکہ مطلقاً قاری وغیرہ سمجھنے میں لاشعاع ان کیوں حدیث ہو موقوف اس طریق میں اس آخر میں اس بنا پر کہ کہتے ہیں جو کہ صاحب
 خزائن الروایات نے جسکی سند ہی فاضل نے اپنی تصنیفات میں پکڑی ہے اور فضائل اُسکے م اور وہ سے ہی بیان کر چکے ہیں یہ محدثین نے
 ارواح کے اپنے قادی میں مروج فرمایا بلکہ بات دلیل اسکی صحت اور قوۃ اور مبنی بہ ہونے پر یہ مقتضائے حق کا ایک حدیث کو لکھنا معتدل
 کے نزدیک دلیل قوۃ ہے اور بالفرض والتقدیر اگر موقوف اس فاضل کے ضعیف ہوتا ان امارت کا تسلیم کریں تو حدیث ضعیف پر
 عمل کرنا موقوف مسائل و فضائل احال میں اقوال فقہاء و محدثین سے بالاتفاق والا جماع ثابت ہو چوں جو آدمی ان حدیثوں پر اسباب میں
 عمل کر لکھا کہ حدیث قاعدہ و روایت حاروں میں کر لکھا تو لاشعاع امر جائز بلکہ مستحب ہو گا اسلئے اگر واقعی وہ روایت آتی تھیں تو حجامہ اصل
 معانات ہوا کہ وہ خوش و خوش گیس یاد آئی دوسرے مائے بچکا اور ان کو ثواب بھیج گیا اور بالفرض والتقدیر اگر روایتیں نہیں آتی تھیں
 تو بھی یہ حدیث قاعدہ و روایت کو جو بھی جاری کیا جائے جانا تو اصل قاعدہ شرعی سے ثابت ہے عند اہل السنۃ والجماعت نہایت علیہ
 میں صدقہ اور قاعدہ و روایت کو جو بھی جاری کیا جائے جانا تو اصل قاعدہ شرعی سے ثابت ہے عند اہل السنۃ والجماعت نہایت علیہ
 جب کہ بات لکھ چکے ہیں اور علاوہ اسکے بہت نظیر اسکی کتب فقہ میں موجود ہیں جسکی نظرتوں و مرقعات پر ہے یہ بات اس
 ضمنی نہیں لکھتے دوسرے انصاف سے آمین باب العالمین آمین لمعہ الربیع بیان طریقہ سویم کا اس عمل میں
 پانچ چیزیں ہیں کلہ طیبہ یا محتار شام کے پلے دانہ ہائے خود کاموں کرنا ختم قرآن کرنا برادری اور دوست ہشتاد و چھ واسطے قرآن
 اور کر پڑھنے کے لیے جمع ہونا اس کام کیلئے مقرر ان غیر انابیان امر اول اختیار کرنا کلہ طیبہ کا اسلئے ہے کہ حدیث میں وارد ہوا کہ لا
 الا اللہ فتاح الجنۃ اور امام ابو الیث سرقدی نے روایت کی ہے اس سے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال نعم لا اللہ جب معلوم ہو کہ کلہ طیبہ کبھی جو حنت کی اور قیمت ہے حنت کی تو ثواب رسالی بھی چھوٹی نہایت درجہ اولے والے نسبت
 مروج ہی رہی و اگرچہ مقدم علی التسلیم اور یہ روایات تو بلا سند ہیں اور سند میں انکے خلاف امارت بھی ہیں یہی دلیل وجہ کی ہے
 اور یہ باب علم کا ہے نہ فضل مل کا پس اس میں ہرگز یہ روایت کا نام نہیں اور صاحب خزائن کے نقل کرنے سے تعدد نہیں ہوتی اور یہ
 احتمال کہ کہیں تو شکی ہو گئی یہ فن حدیث میں مستحسن اگر شائی ابن ماجہ شامی تو شکی نہ کر کریں باوجود بیان سند کے وہ بھی تو شکی نہیں ہو جائے
 نقل خزائن بلا سند و توثیق معتبر ہوا ہے خود بخار کی تعلیقات باوجود التزام صحت کے اور اتفاق اسکی حتمی سند کے برابر نہیں ہے
 خود نکاح کیا ذکر ہے اور یہ سب مہمل فقہ و حدیث میں بھی ہے گو جابل ان علوم سے بے باقی ہیں یہ روایات ہرگز کچھ نزدیک معتبر نہیں اور نہ ہر
 مل دست ہو کہ چونکہ باب علم سے میں فضل مل سے پس استجاب تو کیا بات ہی ثابت نہ ہوئی بلکہ یہ فعل بدعت ہی تھا اور مؤلف کا عمل
 باصرہ الوجہ ثابت ہو گیا تو لمعہ الربیع الخ اقول چلے بھگیا کا ایصال ثواب کلہ و قرآن کو کوئی سند نہیں کرنا مؤلف نے سو دھوپ
 کرنا ہے مفتوں نے جواب میں ایصال ثواب کو مستحسن لکھا ہے مگر مؤلف انکے نہیں رکھتا اور مؤلف نے یہ قاعدہ ذہن نہیں
 لکھا ہے کہ جو حکم جواہر کا ہوتا ہے وہی جو مکرر کیا دہشت ترکیب کا ہوتا ہے اور اسکا چلے بھلایا ہو چکے ہیں پس اب جو فضائل ذکر کے

کس باب سوائے قرآن کے اور جگہ آج بھی پڑھیں اسکا کیا حکم ہے اسکو ہم مائین کی دوسری سند میں بیان کر چکے سند دوسری مائین
اپنے رسائل میں نصاب الاحساب کی عبارت نقل کرتے ہیں ان ختم القرآن ہر بابا لیا قویہ بالفارسیہ سیارہ خواندہ مکروہ استی
اسکایہ کہ نازک اندر قرائت امام کا سننا اور اسوقت چپ ہو جائے تو بالاتفاق فرض ہو لیکن اگر خارج نماز کے کسی عمامہ پر قرآن پڑھا جائے
استحباب میں اور مائین کے خاموش ہوجانے میں اختلاف ہے بیٹھے نہیں بھی فرض کہتے ہیں اور بیٹھے مستحب جو علامہ مستحب کہتے ہیں
انکے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں جو لوگ جمع ہو کر قرآن پڑھیں بلکہ امانتے اور جو فرض کہتے ہیں انکے نزدیک نہیں جائز قادی قیزیہ میں مذکور
ملفوظ ان تفرؤ القرآن جملہ تصنیفات کے الاستماع والانتفاع الامور کا کافی قادی الی الفضل الحکامی دلیل الایمان پر لکھادی میں
الانکر باسی ومن غیر الانکر الحکامی دونوں روایتیں جواز اور عدم جواز کی علی نے شروع نہیں اور دوسرے تفسیر نے بھی روایت کی ہے
دونوں سے دو فائدے پیدا ہوئے ایک یہ کہ جو لوگ علامہ میں نسخ کرتے ہیں انہوں نے یہ دلیل قائم نہیں فرمائی جو اس زمانہ کے
ملت ذلیل پر بیہ نظری اور غرور ہو کہ جب جہاں کوئی اور نہیں مارتے اور جہاں میں روایات جعفر طیار کی شہادت معلوم ہوتی ہے
سجد میں بیٹھے ہے اور جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دو ساعت میں ختم قرآن ہو سکتا تھا علی ہذا جہاں شہادہ و فرہ میں پس یہ مذکور
ہر روز غلط ہے کہ جسکو کوئی ماضی بھی قبول نہ کرے الخیر الغرض ثواب قرآن شریف کا آپ کے نام میں تھا اگر جماعت مخصوص تھا تو تکلف کا قہر
دور ہوتا تھا یہی پڑھتے تھے اور ایک ہی ہوا جس کا تکرار فرما سکا وہ کہنے لگے جماعت الی اہل بیت وہ گاہے ہرگز ثابت نہیں ہوا اگر
نال دیکھو کہ یہ قول سند دوسری الخاقول نصاب الاحساب میں قرآن مجاہد کو ہر پڑھنا کہ وہ لکھا ہوا ہے اور یہ اسیرہ کے قرآن میں
شہادہ ہو تو تکلف ہی اس کراہت کو قبول کرتا ہوا اور کراہت تحریر مراد ہے اور یہی راجع ہے اساطے کا سکودال بیان کیا ہوا دلیل مسئلہ کی
کرنا وہ ترجیح کی ہوتی ہے دوسری یہ کہ اس کے مقابل کو قلیل کے نقطے سے تعبیر کیا ہے اور ایسے موقع میں کہ ایک مسئلہ کو جو بیان کریں اور
اس کے مقابل کو صیغہ مہول سے بیان کریں تو اس میں ضعف ہوتا ہے اور یہ قواعد سب اہل علم جانتے ہیں بسبب شہرہ و بدایت
کے نقل سند کی حاجت نہیں اور دوسری روایت ضعیف پر بھی کراہت تشریح ثابت ہے کیونکہ اباس کا اصل اطلاق کراہت تشریح پر ہی
آتا ہے قال فی رد المحتار وکذا اباس غالباً مستنداً لافہما کہ اوے لستے ہر حال طے الاربع ہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا اور طے الرجوع کہ یہ
تشریح ہی کہ دوسرا درجہ سے ملکہ موجب قوت نسخ کی ہر حال ہوا وہی قول ایک تو یہ کہ لوگ الخاقول سبحان اللہ کیا حکم مال ہوا
کا کہ اگر گسٹ کوئی دلیل بیان نہ کریں اور خلف دلیل بیان کوس تو وہ دلیل مستحب ہو سبب اہل علم جانتے ہیں کہ ایک نسخے کی تشریح
اور چار چار اور زیادہ دلائل ہوتی ہیں اگر کسی نے ایک حجت بیان کی تو درمجموعہ کلام قانع ہونا انکس سے لازم آگیا بلکہ اگر دلائل کو ایک حجت
جواز یا حرمت کی معلوم ہوا اور متاخرین کو زیادہ دلائل پر اطلاع ہو جائے تو کون خدا در ہے خود مولف نے نور ہمام میں ابن جریر کے
طعن کے دفع میں وہ دلائل بھی ہیں کہ پہلے کیسے نہیں تھی اپنے گھر کی مولف کو غیر نہیں سب ثبوتی مقلد لایا جاتے ہیں کہ یہودی
عدم جواز اجتماع کا صحیح اور حدیث جبر سے غورہ ثابت ہے پس اگر نصاب الاحساب میں ذکر نہ ہوتا ہو تو دلیل مشاہدین باہر و قریب
انکسوں سے نظر آتی ہے اسکا دفع کس طرح ممکن ہے اگر صاحب نصاب الاحساب کا اور دیگر علماء کو معلوم نہ ہوا انہوں نے

مائین قائم کرتے ہیں کہ حضرت کے وقت میں جو جمع ہو کر قرآن نہیں پڑھا اساطے منع ہو بلکہ دلیل بیان کی ہے کہ جب سب پکار کر
پڑھیں گے تو قرآن شریف کا سننا جو فرض ہو وہ ترک ہوگا دوسرا فائدہ کہ جن عالوں نے نسخ کیا انہوں نے جس طرح پڑھتے تھے نسخ کیا
ہے چنانچہ نصاب الاحساب کی عبارت میں جسکو مائین سند لائے ہیں لفظ ہر جمع موجود ہے ہر جمع صاحب العلم ختم قرآن کو کیوں منع کر لے
ہیں یہی فراہم کر چکا ہے کہ نہ پڑھیں تاکہ بالاتفاق جائز ہوا اگر اسے پڑھینگے بعضوں کے نزدیک جائز ہوگا اور بعضوں کے نزدیک
نہیں چنانچہ صاحب خزائن الروایات نے کتاب مفید المستفید سے یہ فیصلہ نقل کیا ہے بین جماعت کس پارہ خواندہ اختلاف است
اگر خواندہ چنان خواندہ کہ مکمل کر لیا تھا اور مولیٰ اسکی صاحب سوال ہوتا دوسوم کے جواب میں خاص مائین مسائل میں لکھتے ہیں مائین
یہ اپنے قراءت قرآن نشانہ نزد قریب سلسلہ علماء اختلاف است غرض یہ کہ جائز است بشرطیکہ باکانہ بلذیع شہرہ قرائت
استے خلاصہ کہ جمع ہو کر آیت اگر قرآن پڑھیں خواہ قریب خواہ فیر قریب کیسے نزدیک نسخ نہیں دیکھو جمع ہو کر پڑھنا قرآن کا حدیث صحیح میں
وارد ہے سلم نے روایت کیا ہے کہ جس گھر میں آدمی جمع ہوتے ہیں اس لیے کہ تلاوت کریں کلام اللہ اور پڑھیں آپس میں
اگر تہا ہے انکے دلوں میں آرام و قرار و طماننت و سب طرف سے بے یقینی ہو اگر تہا آگاہوں ان کے پھر نسخے میں فرستے دیکھو یہ
نقل نیکر تو اس مشاہدہ کا رخار و بعض جنوں ہوگا کہ نسخے ہو جو دلیل کیوں نہ ہو دلیل لا حول لا قوۃ الا باللہ کیا عہدہ فائدہ مولف کو مائین بلکہ
فائدہ ملا کہ دوسری علت کراہت کی حال ہو گئی اور ہر گز نہ ہو فی غم مولف کا فائدہ حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ بھی لکھو کیونکہ درمختصر
پڑھنے کے یہ کراہت نسخ ہوا وہی کلام قانع خصوص کیا بات ہونا اور تشریح ہونا کا مثلاً انکس چلا جائے گا سو یہ فائدہ بھی تفسیر میں مولف لکھ
کہ ایک علت کی دفع سے تمام ملل ملحق ہو جائے کہ اسے اور خزائن الروایات کا فیصلہ اس قراءہ جماعت میں ہو کہ وہ اجتماع دعوت نمونہ
جمہ کو جامع سہو میں لوگ پڑھتے ہیں اسکو فیصلہ کراہت اور ایسا ہی کھولنا اچھی نے اجتماع جائز ہے یہ فرمایا سو کہو بھی کہ مذہب میں کراہت
سبب ہو اسکی بہت پڑھنا چاہئے اور جمع دعوت میں اگر اسے پڑھینگے تو کراہت نسخ ہوا وہی اگرچہ وہ جو نسخ کے سبب وہ نسخ ہی کا
مولف کہہ گان ہوا کہ صاحب نصاب الاحساب نے ایک ہی وجہ کراہت سیوم کی بھی نہیں اس نے بہت سی وجہ بھی ہیں ایک یہ
بھی بھی ہے مولف خاموش کیسے بات کرے اس تحریر سے بھی آتا تو واضح ہو گیا کہ حدیث جبر سے دو کراہت سیوم کی مستفاد ہوتی تعلق
الی اہل بیت اور صنفہ الطعماں چنانچہ محقق ہوا یہ ہے عام کے نزدیک خود کا فروری ہونا جس میں تفسیر کلام کا بابا سے تاکہ کی طرف ہو
جو تفسیر کلام نہ ہو یا جو تفسیر ہر خوانی اور سوائے لکھنے میں صاحب غم کو تو واضح میں مگر تفسیر نہیں یعنی میں قول خلاصہ کہ الخاقول
لا یجب جمع ہو کر قرآن آیت پڑھنا درست مگر وہ جمع ہونا مباح ہونا چاہئے سو حدیث سلم میں مذکور قرآن کے واسطے اجماع کا کاسیہ
بلکہ بعض واجب کہ تذکرہ و تذکرہ و عظمیٰ ذکر ہے اسلئے اجماع مکروہ کو قیاس نہیں کر سکتے کہ تاہی غم کی ہوا واقفانی تبار اسکی روایت
تذکرہ المولیٰ کی جو مولف کو صیغہ میں سابقاً لکھا کہ باجماع ہوا بعد تعالیٰ ہر ذہن اجتماع الی اہل بیت اور سیوم مردہ دوسری قسم نسخ میں
داخل ہر داخل میں بار بار مادہ تفصیل کا فرود نہیں اور غیباں کی روایت میں انصار کا اختلاف تو کی طرف منسلک جماعت کو ہرگز نہیں
انصار کا تہ قرآن پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور انجانا جمع ہو کر پڑھنا اور پڑھنا جو اس میں بھی مولف کی کچھ دلیل نہیں قراءہ علی الغریب

کشف فضیلت خطی ہوئی علاوہ بریں قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ ذکر اللہ الموت والقبور میں لکھتے ہیں حافظ سلسلہ الدین ابن عبد الواحد
 لکھتے اور قدیم و شہر مسلمانان جمع حضور برائے اموات قرآن سے خواند نہیں اجماع شدہ لکھتے۔ اور کتب عربیہ میں کی عبارت ہوں جو
 محسنون و یقرون القرآن لولہما من غیر بخیر مکان ذلت امانا عینی جارتوں میں من غیر کہ لفظ صاف بول رہا ہے کہ یہاں سب کوئی
 اختلاف نہ کرتا تھا اور طے قاری اور سبھی اور قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں سب لکھتے ہیں من سینان قال کان لانفاذ اذ اباح سلم الیت انما
 لے قبر و یقرون القرآن۔ اور علامہ عینی شرح برایہ کے باب لکھتے ہیں ان اسلمین یجبون فی کل مصر و نطق یقرون
 القرآن و یسجدون و قیام المونی ہم و علیہ ذالک الصلاح والد باختر من کل مذہب من المالکۃ و الشافعیہ و غیر ہم ولانکر ذلک منکر انکان
 اجناسا متی مجموع ان روایات سے معلوم ہو گیا کہ مذہب اہل اہل ستہ و الجماعہ کے تمام علماء و فاضلین اور صلحا ہر شہر میں مقیم سے مع
 ہر قرآن اموات کے واسطے پڑھتے رہے ہیں اور کوئی انہیں انکار نہیں کرتا تھا اور راوی ہے کہ کوئی بڑا عالم عقیدت جب کسی شہر کی جائے
 اور اسکا کار و کار شاکر کیا جائے ایسا شخص کوئی نہیں منع کرتا تھا اور کہ درجیکے علماء اگر کہیں نہ لکھا گیا وہ رد کیا گیا اس کے قول پر
 نہیں ہوتا حاصل بہت عمومی خطی حدیث سے لکھی پر رہا ہے بالاتفاق والامام کہ پڑھنا قرآن کا بچے سے سو کر پڑھنا و کلمات پر ہی
 چاہئے جو صحاح اربعہ میں ہوں اور وہ اسکا واسطے پڑھتے تھے اور قرآن کے سوا وہ کسی دوسرے کو لکھنا و ارشاد نہیں
 تو پڑھتے تھے اور اگر کوئی بہت بھی کرنا تو وہ میں تمام ہو گا جہاں بیت کا بھی تمام ہو جاتا تھا اس کے میں جلدی چاہئے
 اس لایہ و او کہ دو سہ شہر ایسی حالت میں و تیار بیت کی کہ در کس کو انکے ساتھ لکھنا تمام کا فرما دیا اور انکے لئے فرمایا تھا
 طے البر و متونی یعنی آپس میں مدد کر دیک کام اور تقویٰ پر اور یہی ہے کہ جب وارثان میرے بیٹے یہ جگہ ذکر کا مستعد کیا تو بعد موت میں
 طالب حیات میں سب کو اس میں شریک ہونا سوائے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجب غیر و سعادت ہو گا فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہر تم ریاض البیت فاروقا جب گذر و جنت کے باغ اور بہرہ ناز میں تو وہاں ہر چہ سے مراد ہے کہ خوب
 وہاں کا ثواب بہت بھر کے حاصل کر۔ لوگوں نے پوچھا کہ بہشت کے باغات اور بہرہ ناز کیا ہیں آپ نے فرمایا خلق الزکینی جہاں
 حائضیں ذکر کرنا وہ انکی حلقہ ماسے یعنی میں روایت کیا اسکو ترقی نے گذائی الشکرۃ۔ اب ہم یہ کہنے میں اس جلد سے قرآن اور
 اور خلافت بیان ہو چکا اور اجتماع غور و غور میں ہی قرأت کا حال لکھا گیا مگر ہر حال مولف کے جماع مخصوص کو غیر مفید غرض ہی طے ہوا
 روایت یعنی غرض ہر سے حال جماع مختلف نہ کار یافت ہوا نہ موت و متفق الکرامت کا پس لکھ کر کی ترک تمام ہوئی اور من فہم مولف
 کا انکار و او گیا کہ ایک نوع جائز سے دوسری نوع بہت پرست لال لانا جو اور یہ خبر نہیں کہ جہنم دوسری نوع کی جہاں ہوتی ہے کیا تو
 ہر باجو مذہب منطق ہی مولف پر نہ لیتا تو انسی خطابی الدین کے کہ خلق کو گراہ کرنا قولہ جو متاثر فرمے ہونا و مزیدوں کا لالہ اقوال اس
 اجماع کا حال تو کسی روین ہوا کہ صحابہ کے وقت سے منع چلا آتا ہے اور مطلق اجماع میں کوئی خطورہ شری متناہ اور خود اور تہیین
 دفعہ ہو جائے وہ سیوم و وجہ کے خلاف ہے مگر مولف کا کہنا کہ یہاں میت کا کام ابھی تمام ہو جاتا ہے بڑی بے خبری کی بات ہے کہ یہ
 و نہ ثابت کا خیال تو قبل از سنہ لکھ ہو سکتا ہے اسوقت میت کا خیال نہیں ہوتا البتہ یہ کہ روز جنت کے تمام ہو گیا تو ہوش لائی

یہاں ان کی ذکر اللہ ہے یا نہیں اگر کہتے ہوں تو کیا لکھ کا ولی اور ثناء عجائبات کر اللہ ہو گا اور اگر کوئی کہیں مجلس جلس ذکر سے
 تو ہم کہیں کہ سوائے ارشاد و جہر صادق کے یہ مجلس باغ اور بہرہ ناز بیت ہی ہر اس میں چہ سے کیوں منع کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور انوار کھلا رہتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماوے تھا وہاں لکھنا کہ لا تعادوا کسعدا تعادوا اور رسول کا یہ دیکھو ایک وہ لوگ تھے کہ
 کسی امر کردہ کو دیکھتے تھے اور اس میں کچھ اور بہتر ہوتی تھی تو اس خبر کے باعث مکروہ سے چہرہ پوشی کرتے تھے عید گاہ میں بعد نماز عید
 نقل پڑھنا ممنوع ہو حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو یہی فعل پڑھتے دیکھا اسکو آپ نے منع فرمایا انگوں نے عرض کی یا اے
 المؤمنین آپ اس آدمی کو منع نہیں فرماتے آپ نے جواب دیا کہ جو خوف آتا ہے سارا ان لوگوں میں شریک ہو جاوے خدا تعالیٰ نے جو حکام
 ارشاد اللہ تعالیٰ بعد ازاں اسطرح فرمائی تو نے دیکھا کہ منع کرتا ہے نہ کہ کوئی نہ نماز پڑھتا ہے یہ نصہ حضرت علی کا درختا میں اور دوسری کتب نصہ
 میں موجود ہے دیکھئے ایک وہ دور و صحابہ کا تھا کہ حضرت علی نے یہ خیال فرمایا کہ اگر یہ بیت کرامت کی اس نماز خاص ہو کہ بعد نماز عید میں
 عید گاہ میں خلاف طریق سنت نماز پڑھتا ہے لیکن پھر بھی یہی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کر رہا ہے اللہ کی حضور میں سے منع فرمایا اور
 کرنے میں خوف الہی کیا اور کیوں نہ کرتے وہی لوگ ذکر کرتے ہیں اللہ سے جتنے دلوں میں خوف الہی ہوتا ہے ایک یہ دورہ آخری ہے کہ تیسرے
 باب کو اپنے خیال میں مکروہ جان کر لکھ اور قرآن سے منع کر کے بھی نہ لکھتے تھے یا پانچواں امر میں نہ لکھنا و دوسرا واضح ہو کہ میں نہ لکھنا
 و نہ کیوں تو حدیثی کا لکھنا کلام میں معروف ہے مگر وہ لکھنا حافظ نباشد مولف کی عجب بات ہے باقی رہی سعادت مؤمنین کا و جنت
 اللہ کی سوسلطیہ عاجز ہے ذکر اللہ تعالیٰ اسوقت مقبول ہے کہ جب اللہ شروع کے ہر بطور بدعت و معصیت کے پس جو ذکر رکب بدعت و معصیت
 ہو گا اسکی شرکت بھی منع ہو گی چنانچہ پہلے ہی جواب اس خط کا ہو چکا ہے منع کرنا بدعت کے ہے نہ وہ ذکر کے قول ایک وہ لوگ تھے
 کہ کسی مکروہ کو انہی اقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مع ایچو میں خلاف اسکے منقول ہے یہ عبارت اکی ہوا ان صلیا یوم الیہا را دان
 یصل قبل صلوۃ الیہا تنہا علی فقال الرسل یا اے المؤمنین انی اطمن اللہ لاینب علی الصلوۃ قال علی والی اطمن اللہ لاینب علی
 فعل حتی یصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یحث علیہ فیکون ملوک عینا و البتہ حرام اللہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر خبر جو خلاف شروع
 ملوک ہوا اس سے منع کرنا چاہئے اور جو درختا میں منقول ہوا وہ دوسرا ہے اس واقعہ میں نماز پڑھنے کو حالت نماز اسواسطے منع نہ کیا
 تھا کہ مولف اس آیت کے جوہر کی مشابہت تھی ارشاد اللہ تعالیٰ فی الایہ نہ بوجہ خبر ہو چکے یہ مولف کی محض کہ فہی ہے اور مجمع البیرونی کی روایت
 علی ارادہ نماز کا کرتا تھا اسواسطے اسکو منع کر دیا سوہرگزمعارف نہیں فہم رد کر رہے ہیں کام سے منع کرنا ضروری ہے اگرچہ خلاف خبر ہو جائے
 بعض صورت میں جو مسئلہ مجتہد تھا ہو تو اس میں بھی عوام کو منع نہیں کیا کہ کہنے کے عوام کا مذہب موع نہیں ہوتا اسکا شہیدی بھی کیا جائے مولف
 نے نہیں سنا اور کہنا نہیں ہے نہ وہ پڑھنا علامہ کی صحت محبت غیب ہوئی بخاری میں ہے کہ حضرت عمر اور ابن عباس بعد صبح کے فوافل پر رہے
 و انکو مارا کرتے تھے کہ اسوقت فوافل مکروہ میں حضرت علی کا عدم منع بدعت حقیقت تھی ترجمہ درختا سے یاد کیا یہی پیش روی ہو گیا اگر ملکا
 عوام کو دعوت سے منع نہ کریں تو نہ ابن الدین ہو دینگے و نہ حکم حدیث شیطان اخبر ہو دینگے و نہ ابن بنیاد ہکا سورہ یوسف ہی کہ مبارک ہے
 اسنت کا کام تو ہی من النکار کا ہی ہے قولہ یا پانچواں امر میں نہ لکھنا اقول وعظہ و درس فرضی انکے واسطے اہتمام کرنا ضروریات ہیں

یہاں ان کی ذکر اللہ ہے یا نہیں اگر کہتے ہوں تو کیا لکھ کا ولی اور ثناء عجائبات کر اللہ ہو گا اور اگر کوئی کہیں مجلس جلس ذکر سے
 تو ہم کہیں کہ سوائے ارشاد و جہر صادق کے یہ مجلس باغ اور بہرہ ناز بیت ہی ہر اس میں چہ سے کیوں منع کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور انوار کھلا رہتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماوے تھا وہاں لکھنا کہ لا تعادوا کسعدا تعادوا اور رسول کا یہ دیکھو ایک وہ لوگ تھے کہ
 کسی امر کردہ کو دیکھتے تھے اور اس میں کچھ اور بہتر ہوتی تھی تو اس خبر کے باعث مکروہ سے چہرہ پوشی کرتے تھے عید گاہ میں بعد نماز عید
 نقل پڑھنا ممنوع ہو حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو یہی فعل پڑھتے دیکھا اسکو آپ نے منع فرمایا انگوں نے عرض کی یا اے
 المؤمنین آپ اس آدمی کو منع نہیں فرماتے آپ نے جواب دیا کہ جو خوف آتا ہے سارا ان لوگوں میں شریک ہو جاوے خدا تعالیٰ نے جو حکام
 ارشاد اللہ تعالیٰ بعد ازاں اسطرح فرمائی تو نے دیکھا کہ منع کرتا ہے نہ کہ کوئی نہ نماز پڑھتا ہے یہ نصہ حضرت علی کا درختا میں اور دوسری کتب نصہ
 میں موجود ہے دیکھئے ایک وہ دور و صحابہ کا تھا کہ حضرت علی نے یہ خیال فرمایا کہ اگر یہ بیت کرامت کی اس نماز خاص ہو کہ بعد نماز عید میں
 عید گاہ میں خلاف طریق سنت نماز پڑھتا ہے لیکن پھر بھی یہی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کر رہا ہے اللہ کی حضور میں سے منع فرمایا اور
 کرنے میں خوف الہی کیا اور کیوں نہ کرتے وہی لوگ ذکر کرتے ہیں اللہ سے جتنے دلوں میں خوف الہی ہوتا ہے ایک یہ دورہ آخری ہے کہ تیسرے
 باب کو اپنے خیال میں مکروہ جان کر لکھ اور قرآن سے منع کر کے بھی نہ لکھتے تھے یا پانچواں امر میں نہ لکھنا و دوسرا واضح ہو کہ میں نہ لکھنا
 و نہ کیوں تو حدیثی کا لکھنا کلام میں معروف ہے مگر وہ لکھنا حافظ نباشد مولف کی عجب بات ہے باقی رہی سعادت مؤمنین کا و جنت
 اللہ کی سوسلطیہ عاجز ہے ذکر اللہ تعالیٰ اسوقت مقبول ہے کہ جب اللہ شروع کے ہر بطور بدعت و معصیت کے پس جو ذکر رکب بدعت و معصیت
 ہو گا اسکی شرکت بھی منع ہو گی چنانچہ پہلے ہی جواب اس خط کا ہو چکا ہے منع کرنا بدعت کے ہے نہ وہ ذکر کے قول ایک وہ لوگ تھے
 کہ کسی مکروہ کو انہی اقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مع ایچو میں خلاف اسکے منقول ہے یہ عبارت اکی ہوا ان صلیا یوم الیہا را دان
 یصل قبل صلوۃ الیہا تنہا علی فقال الرسل یا اے المؤمنین انی اطمن اللہ لاینب علی الصلوۃ قال علی والی اطمن اللہ لاینب علی
 فعل حتی یصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یحث علیہ فیکون ملوک عینا و البتہ حرام اللہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر خبر جو خلاف شروع
 ملوک ہوا اس سے منع کرنا چاہئے اور جو درختا میں منقول ہوا وہ دوسرا ہے اس واقعہ میں نماز پڑھنے کو حالت نماز اسواسطے منع نہ کیا
 تھا کہ مولف اس آیت کے جوہر کی مشابہت تھی ارشاد اللہ تعالیٰ فی الایہ نہ بوجہ خبر ہو چکے یہ مولف کی محض کہ فہی ہے اور مجمع البیرونی کی روایت
 علی ارادہ نماز کا کرتا تھا اسواسطے اسکو منع کر دیا سوہرگزمعارف نہیں فہم رد کر رہے ہیں کام سے منع کرنا ضروری ہے اگرچہ خلاف خبر ہو جائے
 بعض صورت میں جو مسئلہ مجتہد تھا ہو تو اس میں بھی عوام کو منع نہیں کیا کہ کہنے کے عوام کا مذہب موع نہیں ہوتا اسکا شہیدی بھی کیا جائے مولف
 نے نہیں سنا اور کہنا نہیں ہے نہ وہ پڑھنا علامہ کی صحت محبت غیب ہوئی بخاری میں ہے کہ حضرت عمر اور ابن عباس بعد صبح کے فوافل پر رہے
 و انکو مارا کرتے تھے کہ اسوقت فوافل مکروہ میں حضرت علی کا عدم منع بدعت حقیقت تھی ترجمہ درختا سے یاد کیا یہی پیش روی ہو گیا اگر ملکا
 عوام کو دعوت سے منع نہ کریں تو نہ ابن الدین ہو دینگے و نہ حکم حدیث شیطان اخبر ہو دینگے و نہ ابن بنیاد ہکا سورہ یوسف ہی کہ مبارک ہے
 اسنت کا کام تو ہی من النکار کا ہی ہے قولہ یا پانچواں امر میں نہ لکھنا اقول وعظہ و درس فرضی انکے واسطے اہتمام کرنا ضروریات ہیں

کسی کا واسطے کسی مصلحت کے شریعت میں وارد ہے شیعت معتاد علیہ جو کہ تابعین بقولین سے ہیں اور شاکر و جلالین مثلاً صحابی کو روایت کرتے ہیں کہ عبد بن مسعود و غفرلہ نے تھے ہجرت کے دن جب لوگوں نے کہا روز و غفرلہ کیا ہے جو بارگاہِ جبروت میں نیک کی تائید کرے تنگ کر دے روزگاہ کہ جس طرح ہیں کتابوں اسطرح دول مسئلہ علیہ سلم ہی ہو مگر غفرلہ تھے یہ روایت مسلم و بخاری کی مشکوٰۃ میں موجود اس روایت سے معلوم ہو کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دن ہجرت کا مقرر کیا تھا و غفرلہ طاریہ کے بیان سے سمجھا جاتا کہ آخر حضرت علی علیہ السلام نے وہ سلم بھی نہ مقرر کر رکھا تھا حالانکہ کلام اللہ سے و غفرلہ کوئی قید کسی کی معلوم نہیں ہوئی کیونکہ مقرر شریف نہیں وارد ہوا۔ و ذکر فان الذکر تیغ المؤمنین اس میں قید دن کی نہیں پس ظاہر ہے کہ آخر حضرت علی علیہ السلام وارد ہوا نہ نہ دن میں کیا تھا و کچھ مصلحت اس وقت کی ہو کہ دن ہجرت کا مقرر کیا تھا ہاں اس وقت میں اگر غفرلہ نے عبد کا دن میں کر رکھا ہے تو کلام زمانہ میں ہی مصلحت ہو کہ عبد کی ناکہ پر طرف سے آدمی اطراف و قرابت و مواضع سے غافل و ناخودہ جمع ہوتے ہیں ایسے جمع میں و غفرلہ کی غافلہ عام ہوتا ہجرت میں برفع تصور میں جب یہ بات معلوم ہو گئی تو جانا چاہئے کہ ایصال ثواب سے پہلے طے الامام جائز اور شریع سے ثابت الامن جس طرح و غفرلہ طے الامام جائز لیکن یہ سزا میں مخصوص کیا گیا واسطے مصلحت جس طرح ہجرت کو واسطے و غفرلہ کے خاص کیا ابن مسعود صحابی نے رضی اللہ عنہ اور بیان مصلحت تعین میں ہے کہ تعین مفید ہے و اذان میت کو اور نہ جمع قرآن و فکر پڑھنے والا کو۔ وارثوں کیلئے اس طرح مفید ہے کہ تعین اور تعزیر کی تعین میں خوب فیال چرخ ہار ہے و دیگر یہ حکم کرنا ضروری ہو جس میں فوت ہوتا ان سے کام اور جو لوگ میں نہیں کرتے ان کا کام کسی کا بھی ہوتا ہے بلکہ پیشے آدمیوں سے فوت ہو جاتا ہے جو لوگ حجت کی تعین میں روئی فاخر کتابت کی نیست کھلائے ہیں وہ تو کھلا دیتے ہیں اور میں نے انھیں کو بدعت کہا انکو مفسد کہنے بلکہ میں نے گز جاتے ہیں روئی گھر سے نہیں نکلتے اور نافع ہوا اس تعین تابع کا و دیگر کہ اس کا وجہ ہے کہ اگر دن مقرر نہ ہوتا تو کوئی کسی دن پڑھنے آنا اور کوئی کسی دن کام اسلوب کے ساتھ اور جلد تو نادان مقرر ہونے سے میں ایک یہ عبادت سبب جمع ہو جاتے ہیں اور غرض ارضی سے کام تمام ہو جاتا ہے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر کھوکھلی ایصال ثواب و امداد میت کی منظور ہے تو دن سے اگلے دن کیوں اتنا غم کرا لیتے جواب اسکا یہ ہے کہ اگر ہم دوسرا دن مقرر کرتے آپ بھی تو اعتراض کرے کہ دوسرا دن کیوں مقرر کیا ملا وہ اس مصلحت سے ہے اور اس جو خداوند مقرر کرنا غفرلہ کی واسطے مناسب ہے لہذا اس میں بھی ایسی تعین ہو کہ کسی حال تکلف خود وہ بھی بدعت ہو جاوے گا اور فیصل خود صحابہ کا بلکہ غیر عالم کا ہے جو جن شے کو وہاں میں کر دیا وہ میں ہو گیا اور سنت ہو گیا اسکی بھی کوئی واجب جاننے شے تو وہ بھی تیسرے حکم شرع سے بدعت ہو جاوے گا پس اس پر قیاس کر کے کسی مباح مطلق کو میں کرنا بدعت نہیں کہو بلکہ وہاں تو ضلع میں سے سبب گیا تھا اب میں نے اسے اطلاق پر شارع جوڑ گئے اس کے اطلاق کو متعذر کرنا خود تفسیر ہو گیا چنانچہ خود مولف مقرر ہو چکا کہ خصوصاً میں امر کو شارع نے بدعت و داخل نیاحت کیا اگر کوئی سنت امر پر قیاس کر کے جائز کر دے کہ یا تو سخت متبع مقابل شارع کا ہو و یا کہ شارع اس کو سخت کر گئے اور اس کو سخت امر پر قیاس کر کے جائز کر کے معاذ اللہ و بدعت کہ قدر ایک توجیہ ایک امر ممنوع کے جو ان کے واسطے کرنا ہی کر دے افضل ہو کہ تقریریم ثالث میں بیان رفع ہو گا اور وہ آیات تقریر را در اثنا میں سوچا کہ حاضرین مجازہ نے کون سے یہاں ملے تھے

یہ دیکھی گئی کہ بزرگوار دفن برادری کے آدمی اور دوست ہشتادویں تک تجیز تکلیف میں رہتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کسی میت کی بڑی اور خیر کیفیت
و فریوس ایک ایک پر اور بعض جگہ دو دو پر کم و بیش لگ جاتے ہیں اگر دو سے دن بھی چودھری یا پھر سو کے فتنے کے واسطے ختم قرآن اور کھلیک
دیجاتی تو متواتر پے پے آنا کیفیت دشوار ہوتا ہے اسلئے ایک دن پنج میں اسائن تجیز ملدن مہین کیا گیا دوسری مصلحت یہ کہ اور شان ریٹ کی
تقریرت کو واسطے شرح شریف میں تین روزہ مقرر کئے گئے ہیں چنانچہ فادی عالمگیری میں ہر دو لباس لال المعینہ ان علیہ الی البیت ادنی
سبعۃ ثلثہ ایام و اناس یا قوم و نیز دہم یعنی کچھ مصافحہ نہیں مصیبت زدوں کو ٹیٹا گھر میں یا مسجد میں تین روزہ تک اس میں آدمی
آؤ گئے انکے پاس اور تقریرت یعنی تسلی اور تشفی دینگے اہل ماتم کو انھی تین تیسرے دن کے مہین کر نہیں بھی مصلحت گئی کہ ان
ایام میں آمد و رفت اہل تقریرت کی رہتی ہے لوگوں کے بلانے اور جمع کرنے میں چنداں مشقت نہ ہوگی اجتماع مہینوں سہولت و سہولت
ہوگا اور یہی کہ قرب و جوار کے مواقع و مصیبت میں جو انکے قریا دوست ہشتاد ہٹے والے ہیں بعد وصول خبر وفات وہ بھی اکثر شریک
المد فاقہ و ختم قرآن و کھلیک کے ہوگا دیکھئے پس تین تیسرے روز کی جی اس مصلحت پر کہ اور جو کچھ اس میں پڑھا جاتا ہے اور کلا قرآن
اسکاباں بہت وضاحت سے اور ہو چکا اور تین کچھ ہماری مقرر کی ہوئی نہیں بلکہ قدیم الایام سے علماء اور دینیان شرح متین
کی قرار دی ہوئی ہر ایک مختصر دلیل پر یہ کہ ملا علی قاری اور سیوطی اور علامہ ابنی و غیرہم کے کلام سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ صحیح حدیث
کے علاوہ اصلاہل شہروں میں کل زبانوں میں جمع ہو کر ختم قرآن کرتے ہیں یا پھر اجتماع امت ہے پس اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ کل شہروں
میں اور ملکوں میں ہندوستان تو برا ملک ہے اس میں بہت شہر ہیں ضرور ہے کہ یہاں کے علماء اصلاہل بھی جمع ہو کر پڑھے گا
طریقہ اپنے ملک ہندوستان میں بلاشبہ جاری کیا ہوگا ہم جو خوب تلاش کرتے ہیں اور فکر کرتے ہیں تو ہندوستان کے دور دور
شہروں میں ہی طریقہ قدیم الایام سے جاری دیکھتے ہیں اور ہم اپنے آبا و اجداد سے اور ہمارے آبا و اجداد سے اسے سطرحت
اور دیکھتے آئے ہیں سیکڑوں برس کی کتابوں میں انکا ذکر ہے کہ اس لادہ قرار داد علماء شافعیین اور صلاہل قدیم کا ہی البتہ حیوت علوم اس مجمع متین
میں بعض باتیں خلاف شرح کرنے نئے اسوقت ایک بدخاص کے سبب علماء ماسکو منع کرنے کے چنانچہ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مشیخ
برکنی کی تھی جو کتاب ہو گیا وہ جو شیخ حرجانے اور زلی کینے میں مشغول ہے تھے جیسا اپنی متیکوں میں برورد کرتے ہیں اور کار دیار تجیز تکلیف
کے کنزولے و چار آدمی ہوتے ہیں بانی سب آرام سے بیٹھے رہتے ہیں پھر یہ کہ اس پر دو پر کی حاضری میں پڑھا گیا کہ کیوں قکان کی
خروت ہمارو کیوں حج ہو الفرض ایسی خرافات کامیابوں سے حکم شرعی کا مقابلہ کرے جو اس کا کام ہی تقریر قابل انتفاع کے نہیں ہندوستان
میں خاص یہ رسم سلیم کی ہر آدمی ولایت میں کوئی جانتا بھی نہیں سوہندو کے بچے کو کھینچا دیکھو ہوا اب اسکی اصلاح میں صرفات لکھو
جاؤ ان سے یہ مرد و ہو چکا قطع قول چنانچہ شیخ عبدالحی کا کلام الخ اقول نوات کی آنکھ میں نہیں شیخ عبدالحی صاف لکھتے ہیں کہ
ان اجتماع خصوصاً سوم الخ پھر شیخ نے صرف مال سیامی اور تکلفات کو حرام و بدعت کہا ہی ایسا ہی ارجل روزہ عید کو حرام و بدعت
لکھا ہے نوات کو اس قدر نفلت و حق پوشی کہ ماتم تین امر کا ذکر کر کے انھو شیخ نے حرام و بدعت کہا ہی اور وفات دو کا ذکر کرنا یہی شیخ
بہر کر کا حالہ کہ عطف کا سلسلہ غور میں پڑھا ہوگا اور شیخ نے سفر السعدۃ کی روایت کو بھی قبول کر لیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ شیخ

سفر الساعۃ صاف اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ انہیں اس اجتماع مخصوص روز ہیوم وار کتابت کلمات و دیگر صرف اموال و وصیت
 از حیثیاتی بدعت بہت و حرام انہی کلام اہل انصاف و کھیں اس کلام شیخ نے جو صاحب بیعت السنۃ و غیرہ قرآن اور کلام شیخ کا ایک
 روز ہیوم میں نکالنے میں کسی نے مصنف نے اس کو تینوں کا حق ضائع کرنا اور کلمات کی مانفت پائی گئی اور اس جہاں سے پہلے سنہ
 کی عبادت بدعت ہوئے نہ قرآن میں بھی اس کا جواب ہم بیان امر میں سے ہے بلکہ میں اپنے کلمات سے جس میں چنانچہ بعض
 آدمیوں نے بعض شروہ میں سننے کے کلمات دیکھا کہ تھے جنکا ذکر نصاب الاحساب میں ہے یطیعون اوراق الاستجار و تجز و ن
 سیکلہ علی الصورة الاستجار ویزنون باجل القبول و یسبون البغیث اب الحریا ذاکان الیست من الہادی کان یلبس ذلک یخفرون البالی المصنوع
 بکامل ذوات الارواح کالبازی و خود و انکرہ و یسبون الفرس و یقدم الشاغر فی مع الیست بالملیضہ و یطعنون بھرون المصاحف
 فی القابر و یضوئوا فی الجلس لا یقرؤن و یمنظرون حضور الصدوقان فی الصحف و اخذ الناس فی القراءۃ من حضور الصدوقین علیہ السلام
 الامارۃ بالسوا انہی کلام مخصوص فی عاصیہ خزانہ البراہات الناس بیون الریحان والورد فی الاطباق و ما الورد فی القام فی ریحان و یطعنون
 اس طرح تماشے میں کہ صورت میں دشتوں کی اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور اگر قبر کے ان پتوں کے بجائے ہیں اور قبر پر شیش غلاف
 ڈالتے ہیں اگر وہ بیت پختا تھا اپنی زندگی میں رہیں۔ اور لاتے ہیں انگلیٹیاں جس میں بازو فرہ جانور دیکھ تصویریں جو ہیں اور بجائے
 ہیں فرش یعنی تختی اور دو دم بھات کھڑا ہو کر اس مردہ کی بھوئی تعریفیں کرتا ہے اور بجائے ہیں گوہر قرآن کو اور کھدیتے ہیں پرستے
 نہیں جب تک کہ جس مجلس نہ آجائے اور اگر اس سے پہلے قرآن کو پڑھتے تھے تو وہ خفا ہو جاتا ہے نفس امارہ کی شامت ہے یہ نصاب
 الاحساب کے پختے ہوئے فقرے ہیں اور خزانہ الرماہ کے حاشیہ میں ہے کہ تیار کرتے ہیں آدمی بھول بھولاری اور کھانے بھول طباو
 میں اور حق کھانے بھرتے ہیں فقہوں میں انہی اب خیال کرنا یہ مقام ہے کہ ورنہ ازیت و معیت زدہ ہوتے ہیں انکو مرد کسانان
 ایام معیت میں کرنا اور بعض امور حرمہ اور مکروہہ سے زینہ دنیا کو حائل گوارا کرنا چنانچہ غفلت انہی نے اس کو تنہ کیا اور تمام عالم نے
 اس کو مان لیا اب دیکھئے یہ باتیں کوئی نہیں کرتا البتہ ایک یوم معین میں حاجت ہو کر کلام پر حدیث میں اب جو بیعت علماء رفتہ و گئے ہیں محض
 تین یوم کے سب سے کلام قرآن کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں یہ سچ نہیں اور دلیل اسی دو ہیں ایک یہ کہ ناز میں معین کرنا کسی سورہ
 کا مکروہ ہے تو ایصال نو اب کے واسطے بھی میسران خاص کرنا مکروہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اگر ہم کسی امر کو قیاس کرتے ہیں۔

وقت علماء اس اجتماع ہیوم کو حرام و بدعت کہتے ہیں اب مولف کی چرٹ بانی و کذب بیانی خود ظاہر ہو گئی کہ وہ اپنے اجداد کو سننا
 چلا آیا اور کلمات کی مانفت بھی مقرر ہے جس کو مولف نصاب الاحساب سے نقل کرتا ہے اور جسے سوزنا ایک صفحہ کیا گیا اور اجتماع روز
 ہیوم کا نام بھی نہیں لیتا اب ناظرین غور سے دیکھیں کہ مولف کی یہ جرات ہے کہ عبادت نقل کر کے بھی کلمات کو مبہم کر کے کہیں اس کا کیا
 نام نہیں لیتا چہ دلا و دست دوزے کہ کلمہ چلے دار دو اور صاف ظاہر ہے کہ شیخ نے قرآن کو ذکر کر کے کہہ کر بدعت لکھا ہے اس
 اس سے اجتماع مخصوص روز ہیوم کا بدعت ہونا ثابت ہو گیا تو ایک یہ کہ ناز میں انہی اول مولف ہر روز فہم مطالب میں تمام مطلب
 بھٹھا یہ یا خلاف طریقہ جو کہ لیتا ہے یہ دلیل بھی ناام تقس کی ہے اس پر کہ کج کلمات و عبادت جمع علیہ تمام بدعت کا یہ کسی حد کو

وقت کہا کرتے ہو قیاس کرنا جہد کا کام ہے اور خود اپنے طلب کے لئے قیاس کرتے ہو تو جائز ہے خبر بیٹ دہی ہمداری تم کو مبارک ہم اس کو قطع
 نظر کر کے کہتے ہیں کہ تین یوم فاعلہ وغیرہ کو قیاس نماز کرنا صحیح نہیں اور یہ دلیل بھی نام نہیں اسلئے کہ امام شافعی کے نزدیک تین سورہ مکروہ نہیں
 پس یہ کہ اہل سنت میں اس اجامی نوئی اور خفیہ کے نزدیک جو مکروہ ہے تو امام حمادی اور اسبیجانی وغیرہ جیسے کلام سے انکی کراہت دو
 سب سے زیادہ کر پڑے والا اس کو یہ اعتقاد کرے کہ کسی ایک رت کا پڑنا واجب ہے دوسری سہمت پڑھو گنا وہیں ناز نہ ہوگی یا ہوگی تو مکروہ
 ہوگی دوسرے سب سے کجاہل لوگ ایسی ایک سورت کو جب پڑھتے دیکھتے مبادا وہ لوگ براعتا کریں کہ ناز میں ہی ایک سورت واجب ہے

حد و شرع سے تفرکنا نہیں چاہئے اور کسی وقت حکم کو تبدیل کنی زیادتی وغیرہ سے دینا نہیں چاہئے مطلق کو مطلق اور مقید کو مقید اور کسی دلیل
 کو مبالغہ اپنے حالات شرع و پرکھنا واجب ہے ورنہ قدی حد و احوال بدعت میں گرفتار ہو جائیگا پس بنا پر طرہ قاعدہ کلیہ معرکہ کیا کر
 مبالغہ اپنے اندازہ سے بجا و زہر و عطا و مطلق اپنی حالت اطلاق سے شیز نو عطا و عطا اور مقید اپنے انداز سے نہ بے عطا و عطا و اس سے
 آیات و احادیث وال ہیں جو کہ یہ قاعدہ سب سے اسکے دلائل کلیہ لکھنے کی حاجت نہیں مگر قدر حاجت لکھا ہوں کہ غافل کو متنبہ کر دے
 مسلم نے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم لا تحضروا الجملۃ بقیام من بین الیالی ولا تحضروا الجملۃ بقیام من الیام الا ان
 یون فی صوم یومہ اجماع الحدیث ہے چونکہ شیع علیہ السلام نے فضاہل جمود و صلوة جمعہ کے بہت فرمائے تھے تو حضرت عطاء کو اپنی رائے
 سے روزہ نازک عمرہ عبادات ہیں اس کو ٹیٹھے خود اپنے فی فرامدی کہ جب قدر امور جمود و شب جمعہ میں بننے فرماتے ہیں ہی اس میں فضل سنت
 ہیں اگر کوئی اس پر کوئی قیاس و اضافہ کرے گا وہ مقبول ہوگا پس اس حدیث میں یہ ارشاد ہوا کہ جمود و شب جمعہ کو صوم و صلوة کی واسطے خاص
 شکر و کیونکہ صوم و صلوة تو فی مطلق اوقات میں یکساں ہیں خصوصیت کیونکہ شکر بدین ہمار حکم کر دت نہیں پس مطلق کی مقید کر کے
 منع فرما دیا جیسا کہ جس میں امور کو واسطے جمعہ کو مخصوص کیا کیونکہ صلوة جمعہ منع و ازمانہ اسکے اطلاق کو بھی منع فرما دیا کہ صلوة جمعہ اور
 کسی دن میں نہیں ہو سکتی لہذا صاف واضح ہو گیا کہ یوم شب جمعہ کو مقید کرنا جیسے مطلق ہیں اور مطلق بنانا جیسے مقید ہیں دو
 ممنوع ہیں پس اس حدیث میں یہ حکم ہو گا کہ مالک ارشاد کے موافق سب کام کر و اپنی رائے سے بدل تعزیر کر و مگر ہاں جبکہ خود
 شارع مستثنیٰ کر دیوں کہ وہ دوسری حدیث سے ثابت ہو جائے تو وہ خود شارع کا ہی حکم ہے وہ تبدیل نہیں اور قول علیہ السلام لا
 یہ بھی مطلق دار ہوا ہے تخصیص حد اعتقاد و علم میں ہو خواہ عمل میں دونوں ناجائز ہو دینی سو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ تخصیص فعلی اگر تخصیص
 مطلق میں دل ہو دینی وہ بدعت ہے اور داخل نمی کی ہو ملہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہے عطا ہوا علماء ہر دو نوسن عذہی چو کہ قاعدہ
 احادیث سے وضاحت مستنبط اتفاقاً ہیوم شیخ اس حدیث میں فرماتے ہیں کہ لا یجوز العلم علی کراہتہ ذہ الصلوۃ البتہ الذی تسمی الرکاب
 قائل السوا ضحما وغیرھا فانما بدعت شکرۃ من البیع الہی فی المضلۃ و البہالت اب و دیکھو کہ ناز جو غیر موضوع اور عمرہ عبادت ہو اور صلوات
 شرع میں نفس انوارات یہ سب تخصیص کے بعد شکر ہو گئی کیونکہ اطلاق شرع نہایت وقت و فرہ کی نگ کر مخصوص ہو گیا تو اس قدر
 کیونکہ سارا مقید بدعت بن گیا اور امام خود خرائی نے جواہر العلوم میں کی فضیلت بھی یہ حال کی ہے کلیہ قاعدہ انجا بھی مسلم ہے کہ اس کی
 وجہ یہ ہوئی کہ انکو حدیث اس صلوة کی فضل میں ملی انہوں نے اسکو صحیح جانکر عمل کیا اور یہ سمجھے کہ خود شارع نے اس کو مستثنیٰ

یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر کسی نے اس حدیث کو مستثنیٰ کر لیا تو وہ بدعت ہے اور اس کو مستثنیٰ کرنا بدعت ہے

دوسری نہیں یہ ضامین فتح القدر اور شامی اور زبان وغیرہ میں ہیں اور میں کہتا ہوں کہ قوی وجہ کراہت کی یہی سبب ہے یعنی واجب
 جاننا تعین سورۃ کا چنانچہ حدیث صحیحہ اسکی تصدیق پائی جاتی جو صحیحین میں ہے کہ ایک آدمی امام تھا وہ ہر رکعت میں قل ہوا بعد ضرر
 پر اٹھ کر تباغی کی روایت میں ہے کہ مقتدی لوگ اس سے الجھے اسے جواب دیا کہ اس سورۃ کہ نہیں چھوڑنا تمہاری چاہے رہے ہر رکعت
 میں مجھے نماز انجام کا یہ مرقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک لگائی آپ نے اس سے وہ چیز کہ وہ کیوں نہیں سنا اٹھی بات اور کیوں الزام کر رکھا ہے
 تو نے اس سورۃ کا ہر رکعت میں اسے کہا کہ ہیکہ پڑھائی گئی یہ سورۃ آپ نے ارشاد فرمایا جنگ ایماہر ذلک الجزیۃ فی حقہ اس سے روکو وہ رکھا کہ
 فرما دیا کہ انا وہ عند ربی گرفتار حدیث سے اسکا موضوع ہونا تحقیق کر دیا سو فی الحقیقت امام محمد رحمہ اللہ نے اس کی کلاہ خلاف نہیں کیا بلکہ
 تصحیح حدیث میں غلطی ہوئی اور نہ شرط غالی نہیں اور عقیدہ حدیث ہر ایک میں نہیں اسباب میں قل حدیث کا ہی بیہوش ہوا یہ سورۃ حدیث میں
 منع ہو گیا پس نہ اسلئے نہ القاعدہ شارع میں نے صلوة الرکع کے بعد ہونے چند دلائل بھی ہیں کہ یہاں انکا نقل کرنا مناسب ہے بتو
 شہنا فعلہا بالجماع وہی نافلہ ولم یرد الشریع جماعت کو شارع نے خاص فراموش کیا ہے کیوں سو فی اصل میں یہ جماعت کی غیر مشروع
 ہوئی مگر جس کی اجازت شرع سے ثابت ہو گئی جیسے تراویح استسقاء و کسب اور ملازمتی و نقل مطلقہ میں تو جماعت جائز ہوگی باقی
 حالت کر کے پڑھتی تو دیکھو کہ جماعت میان منقول نہیں بلکہ فرائض کیساتھ مخصوص تھی سو فی اصل میں جماعت کا کرنا تخصیص شارع کا تو فرمایا
 لہذا لم یردہ الشریع کما اور اسکا ہی نام بدعت ہے پھر کما شہنا تخصیص سورۃ الاخلاص والقدوم و رد الشریع شارع علیہ السلام نے فرمایا اصالا
 صلواتہ الباقی والکتاب سورۃ کو کسی سورۃ کو خاص نہیں کیا تھا مطلق سورۃ کو حکم فرمایا تھا کسی صلوة میں کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شارع کو خلاف
 مگر جماعت تخصیص نہیں اور ہو گئی جیسا سورہ جمعہ و سورہ منافقون صلوة بعد میں مثلاً اسوئے کما لم یرد الشریع اور یہی بدعت ہے وہنا تخصیص
 لہذا الجماعۃ دون غیرہ و قد ورد بانہی جماعت کما میں تطویل ہو۔ و نہایت العادۃ یستقد و نہایت اسکی جبری ہوئی کہ میں ار
 جلیح و مذکور کے سبب عوام کے اعتقاد میں فساد ہوا اسکی طرح کرنا منوع ہے کہ اسکو غیر حکم شرع کا لازم ہو جائے و غیر العلوم اور دفع فتنہ عوام کا
 حق الاسلام و حاجت و نہایت الصحابہ و التابعین و من بعدہم کہ انہیں تسلیم نہیں ہو سکتا کہ وہ خود رویش ہو کر جسکی اصل قرون گذشتہ نہایت
 نمودہ و بدعت و مردود ہو چکا سورۃ تعینات و تعینات خلاف ان قرون کے کہ تا خود باطل ہو اباب خود رکھا ہے کہ اس صلوة کے
 اقسام پر شارع نے فرماتے اس قاعدہ کلیہ سے کہ عدم تجاوز حد و تشریع کا یہ قاعدہ استخراج کیے ہیں کہ یہ قواعد مثل انواع کے ہیں یا تحت
 کلی کے اور ان سے جدا جزئیات کا حکم حاصل ہوتا ہے ایک کہ شارع نے جسکا اہتمام و تداعی کے ساتھ حکم فرمایا وہ اس طرح ہو سکتا
 اور جس کو مطلق فرمایا اس میں تداعی کا اضافہ ہونا چاہئے ورنہ تبدیل حکم شرعی و بدعت ہو جائیگا و دوسرے کہ جس کو کسی خصوصیت
 کے ساتھ فرمایا وہاں تو وہ تخصیص مشروع ہو ورنہ تخصیص بدعت ہی ہو ورنہ یہ کہ جہاں کسی زمانہ کو مقرر کر دیا وہاں تو قید زمانہ
 کی مشروع ہونے بدعت ہے جو کہ اگر اسکی تداعی یا دوام سے عوام کو فساد عقیدہ حاصل ہو تو اسکا ترک کرنا لازم ہے اگر وہ شرعی
 کے درجہ میں ہو ورنہ بدعت ہو کہ وہ اور واجب کے پانچویں یہ کہ جس نے کسی اصل قرون گذشتہ سے وہ بدعت ہو اور ان سب کے علاوہ
 یہ کہ اگر شرعی اگر فی حق جائز ہو مگر ان خود موجود سے بدعت ہو جاتی ہے پھر پانچ قاعدہ کلیہ میں کہ شارع نے نہایت
 غلط انداز میں اس سے غلط کیا کہ اس سے بدعت ہو جاتی ہے اور ان میں سے بدعت ہو جاتی ہے اور ان میں سے بدعت ہو جاتی ہے اور ان میں سے بدعت ہو جاتی ہے

اسکے دوست لکھنے نے جھگڑنے میں داخل کر دیا اس قصہ سے معلوم ہوگا کہ تعین نہ کو واجب اعتقاد کرنا ہی موجب کراہت تھا جب
 میں شخص نے اپنا وہ عقادہ جو انبیاء بیان کیا بلکہ کہہ کر چھکوا سو سورۃ سے جسے بت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعین کرنے فرمایا تھا اعلیہ
 ہم کہتے ہیں کہ تعین سوم میں بھی وہ علت کراہت مفقود ہو سب جاتے ہیں کہ اسوات لکھے ایصال نوایاں کہ سنون: تجھے فرض واجب
 کوئی نہیں جانتا جب اہل ایصال واجب فرض نہ تو تعین سوم کو کوئی ان فرض واجب کہہ کر کہاں ہی شخص سے یہ حد کی جو جابر
 ہے وہ بی بعض مصلحت پر یہ ضحیا کا پر بیان ہو چکا اور سہولت انجام کا ہو جائیگا اور خود شخص ہی تعین سورۃ میں اہل علم وادی نے
 زمانی اور سب قضا کے نزدیک مقرر ہیں اور ان ہی قواعد سے فائز ہو رہا اور سوم و غیرہ اور تعین جماعت وغیرہ کی در فعل مطلقہ و
 سب کی سب بدعت ہو گئی ہیں اور تمام مسائل مولف کا درہر گاہ بعد اس تہ کی تاویں پر واضح ہو کر علاوہ اس کے یہ دلیل بھی جو کہ مولف نے
 دلیل اول تھا ہے مولف نے اپنی کم فنی سے اس دلیل کو قاعدہ کلیہ کی ایک دلیل کرنا تمام طرح پر بیان کیا اسکی تقریر مختصر ہے کہ عقیدہ کراہی
 مطلق کا شرعاً بدعت ہے و چونکہ اس قاعدہ کے سبب لکھا ہے کہ کسی نماز میں کسی سورۃ کو دو قوف کر کے اگر کیا کرنا ہو تو کر دو و
 بدعت ہو گا پس جب صلوة میں حسب اس قاعدہ کے تعین سورۃ کر دو ہو ایصال نوایاں میں بھی حسب اس قاعدہ کلیہ نے تعین وقت او
 بیت کی بدعت ہو ورنہ غلام دلیل انہیں بدعت کا یہ تھا جو کہ مولف اپنے جو حلقہ فہم کے موافق نقل کیا ہے چونکہ مولف نے اس مسئلہ
 تعین سورۃ میں اپنے جو حلقہ فہم کو ظاہر کیا وہ اسکو تنویر میں لکھا ہے و چونکہ ان وقت میں ان القرائن لشی من العکراتان فیہ جہان
 الباقی و ایام التفصیل اتنے سوئے جزیرہ ایک لکھ کر ہے کہ اس میں نام عبادات عبادات مطلقہ کا عقیدہ کہ شارع نے منہا لے کر ایک کتنی
 اسکی تعین سورۃ میں ہے جیسا اوپر سے واضح ہو گیا وہ تھا اس جزیرہ کو قیاس علیہ و رسوم کے مسئلہ کو قیاس میں ملے سمجھ گیا کیا
 فہم یہ نہیں جانتا کہ جب کلی مرکار شاد ہو تو اس کے جملہ جزئیات غلبہ ہو گئے گو یا ہر زمانہ کا نام ہے زیادہ جب یا ایواہا اس میں فرمایا تو یہ مر
 کر علیہ سب کو نام بنام حکم ہو گیا کسی جزئی کو قیاس نہیں کہنے اس طرح جب قیہ اطلاق کو نسخ فرمایا تو سب جزئیات اسکی خوا
 تعین سورۃ ہو خواہ تعین روزیم ہو خواہ تعین خود ہو سب نسخ بالاض اٹھل ہو گئے مانعین بدعت کی کلام قیاس نہیں بلکہ جو جہاں
 اس کلیہ میں مشہور و لا یشترک علیہ ہے اسکی تفسیر کو اور مثال سے فائش کر کے دوسرے جزیرہ مندرجہ اس کیلئے کو ظاہر اور لازم کرنا کہ
 کہ جو میں نے اسکا انداز تحت بڑا لکھ نہیں سمجھا تھا پس قیاس کہاں ہو مولف کو عقل نہیں کہ لکھ کر اور قیاس کو اتنا کر کے سبب
 تطویل کے فرق دو گاہاں نہیں لکھا کتب اصول میں جو چاہے دیکھیں اس میں سلسلہ جزیرہ کو سو کرنا میں کوئی سورۃ مقرر نہیں سب
 برابر ہیں مگر جہاں شارع سے کوئی سورۃ تخصیص ثابت ہوئی وہ مستحب ہے جیسا روز جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ دم نہ تھا
 سورہ کا شارع سے ثابت ہوئی اس میں شافعی و دوام کو مستحب جاتے ہیں اور ابو حنیفہ جیسا کہ مستحب اور دوام کو مکروہ فرماتے ہیں اور
 جسے مستحب ثابت نہیں ہمیں اتفاق دوام مکروہ ہے امام صاحب زمانے میں کہ اس دوام میں پہلی شق میں مستحب ہو کر یا واجب جا
 ہے اور دوسری شق میں مباح ہو کر یا واجب ہوتا ہے و نیز حد شرعی ہوئی تو مکروہ ہو گیا پھر اسکی کراہت میں برابر نے دو دلیل کا اشارہ
 کیا ہے کہ جب شارع میں سب سورہاں ہیں تو ایک کے رد ہر سبب بانی سورہاں ترک ہو چکا جہاں بانی قرآن کا یہ وادی عقیدہ مطلق ہوئی اور

تشریح بالکسر شہد کے معنی اندر پس تشریح کے معنی ان کے ہونا واجب منہ تشریح کے معلوم ہونے سے اب نصف منی زبان زردی کچھ
چاہے کہ رسوم کو نو دل کس بات میں تہندہ دوں کے ہوجاتے ہیں ہم قرآن پڑھتے ہیں وہ قرآن نہیں پڑھتے ہیں اور ہم کل طیبہ پڑھتے
ہیں جو کفر نہیں کر وہ کل نہیں پڑھتے سبحان اللہ کہ عقل سلیم کہ کل طالع کو پڑھنا منہ ہاں کفر کے قرار دیتے ہیں ہاں کہ عجب اور
برادری جمع ہو کر پڑھتے ہیں انہی برادری جمع ہو کر کچھ نہیں پڑھتے فقط وارث میرے دکان اسکی کھلو دیتے ہیں اور ہم باہمی کی
وفیرہ کو ہاتھ لگا کر سوگ دینے کرتے ہیں اور کچھ انکے مابین اگر پڑھتا ہے وہ قطعا ایک طرف کوئی بہن بیڑت پڑھتا ہے اور انان میرت اور
برادری اور دوست تشریح کچھ نہیں پڑھتے اور وہ لوگ تیسرے دن میرے کی مڈیاں مل جوتی چنگ لاسے ہیں پھر گنگا وفیرہ میں سبکس ہر
میان میں سے کچھ بھی نہیں کہتے پھر کس بات میں مانند ہونے کے ہو گئے اور کیا تشریح پڑھو گئے؟ اور اگر کوئی مشابہت اسکا نام لکے گا لکے
میان تیسرے دن رسوم کفر جوتی ہیں تھکے یہاں رسم اسلام یعنی کل قرآن ہوتا ہے اور انصاف کہنا چاہئے کہ یہ مشابہت کیا ہوئی یہ تو غفلت
ہوئی یعنی ہم وہ کام کہتے ہیں جو مخالفت کفر ہے کافر وہ کام کرتے ہیں جو مخالفت اسلام ہے وہ اپنے کام کرتے ہیں ہم اپنے مشابہت کے وقت
اور مشابہت صادق کو قوت ہم لوگوں نے اذان کی اور ناز پڑھی انہوں نے ان تین وقتوں میں تو نہیں تھکے یا پوجا کیا اب کوئی بیہودہ
اسکو مشابہت قرار دینے لگے کلان وقتوں میں تھے اپنے لوگوں کی عبادت کی انہوں نے اپنے طہ کی پس انکا وقت تشریح پڑھو گئے اور معتدل
اسکی ہرزہ داری اور کم عقلی پر قہر مار گئے اور اس طرح جیٹا بیٹا لوگ یہاں ہر روز اس قدر شرف و احترام دیتے تھے کہ آئے ہر روز ہم نے ان کو کوئی یادہ کوئی
کیا یہ لہذا کچھ تھکا ہوں اول یہ کہ کوئی حدیث میں تشریح ہونے سے تشریح صحیح اور اس میں کل اوچہ بھکاری کسب جوار و بہت مشابہ
ہو جائے تو اس وقت تشریح غلط ہو کر درست ہو جیسو جیسے کھسار کہ کس بات میں تشریح ہونے کی ہوگی اور بدون معنی حدیث کے اور
تشریح کے کیسے صحیح ہو یا یہ کیا پس سنو کہ حدیث میں حفاظت کا مطلق آیا ہے کوئی قید نہیں یا بعض کی قلیل و اکثر کی نہیں اور قاعدہ
سلیم کہ مطلق جس فرد میں پایا جاوے علم مطلق کا پیر چاہی ہوتا ہے اور کوئی قید اس کے ساتھ لگانا درست نہیں ہر فرد میں علم ثابت
ہوگا مطلق ہماری علی اطلاع کیا گیا کہ لہذا مطلق تشریح کوئی فرد ہو مطلق حدیث کا ہوجا و گناہ اگر ایک جزو مرکب میں پایا جاوے
سب مرکب مجموعہ مکروہ ہوجا و گناہ کہ لفظ حدیث کے صاف دلالت اس پر کرتے ہیں۔ نظراس کی سنو کہ میرے پر از آقا الامام میں صحیح
ندست صلوة عندی فی حوضہ قال لا ہی تاہ الا ذکرہ تشریح بالکسر اللکاب انتہی قال فی النہایۃ فانتہی صلون بکذا ذکرہ للشیخ لاناہینام
التشریح ہم زبان دہ انتہی ایضا ہاں میں ذکر ذکرہ ان یقوم الامام نے طلاق لانہ تشریح میں اللکاب انتہی پس دونوں روایت
کو دیکھو کہ تمام ارکان صلوة جماعت میں ایک جزو قرآن کھو کر پڑھنا اور مکان منافع پر کھڑا ہونا مشابہت اہل کتاب کے قتل و ساری
نازک و ہوگی اور شریف مولف کے کسی عشی نے نجما اس قدر اجزا میں ایک جزو کی مشابہت سے گراہ نہیں ہوئی تمام فقہاء طالع کے
بھول گئے ایک سنت کو جو معی معاذ اللہ تو مولف کتنا کسی تیس میں مانند ہو گیا اگر کہیں کہ دیگر ارکان صلوة بھی تو ہوگی صلوة میں تھے
تو سنو کہ سب ارکان انکی صلوة میں نہیں رہا ایک رکع ہی نہیں ہوتا معذہ جو کہو مامور ہے اس میں تشریح کا اعتبار نہیں
پس سنو کہ مولف اقرار کرتا ہے کہ رسوم پانچ جیسے کہ کفر۔ قرآن۔ خود دان میں میں تشریح نہیں اور بقیہ اقسام میں تشریح کیواسطے وہ تخصیص
نہیں کیا کہ کتاب کی سنت ہرگز مانت ہے اس میں اس کی جو ضروری تشریح کا معنی کی طرف سے معلوم اور مکروہ ہو مگر انہا نام کا مکرر ہونا غلط ہے کیل اہل کتاب
کے ہاں ہر جگہ

کہ تشریح ہونا ہو گیا وہ بھی اپنی عبادت گاہ سے واپس ہوتے ہوئے گنگا کا پانی لاسے میں ہم نرم نرم تشریح کا لالہ تو بھی چاہئے کہ خزانہ
بیہودہ تشریحیں نکالیں انی بدواسوں کی سخت عقل کی دلیل ہے اور تشریح بے کفایت دوسرے دن کی ہنارکت میں ہی مشابہت قوم
ہند کی نہیں تفصیل اس کی یہ کہ ہندوں میں بعض تو میں مثل مراوگی بالکل میوہ یعنی تیجے کے خال میں سو انکے ساتھ تو کچھ بھی
مشابہت ہوئی انکے یہاں تبا عبادت فقط اس احسے ہے کہ تیسرے دن کا بار بار کرنے میں سوگ میرت کا دفع کریں سو تفریح کے
واسطے اور دفع سوگ کیلئے شروع میں بھی تین تین عین میں اور بعض تو میں ہند کی مثل لسنی اگر دال جو سیدم کو لیتے ہیں اور اس
کے لئے ثواب سانی کے کام کرتے ہیں اگر اہل اسلام کو مشابہت لازم آئی تو انکے ساتھ لازم آئی سو غور سے دیکھیے تو انکے ساتھ ہی
مشابہت نہیں کیونکہ ان لوگوں کے قوانین میں متعلق گردش کو ایک میں پس تیسرے دن تباہہ لوگ جب کرتے ہیں اگر گناہ سے
نہا اور اگر چنگ کی گرہ چوایا پھر جس سے آجاتے ہیں تو جوق وہ گرہ ملی نہیں جاتی تباہیں ہوتا پھر کبھی چار دن میں کبھی پانچ دن میں کیا
جائے اور مسلمان تیسرے دن سے لگے نہیں ملاتے انکو ایک سے کچھ بحث نہیں پس حکم تشریح کا باعث لازم کرنے مشارکت دوسرے کے
بھی ٹوٹ گیا اور یہ مسئلہ شرعی یہ کہ جب ہمارے اور کھانے کے درمیان کسی امر میں تفاوت اور امتیاز پیدا ہو جائے تو حکم تشریح باطل ہو جاتا
ہے حدیث وغیرہ میں انکو بات یاد ہوگی کہ ہندو نصائے صوم عاشورہ کہتے تھے حضرت علی علیہ السلام نے مسلمانوں کو بھی
حکم دیا کہ بھی رکھو اور مشابہت ہو دو نصائے سے جو لازم آتی تھی اسکی مخالفت میں اس قدر کافی ہو گیا کہ اپنے ایک روزہ اول آخر
روز سیدم کی ان دو میں تشریح ہونے کے ساتھ ہے تو کھت بھی مقرر ہے کہ مراوگی تیسرے روز جمع ہو کر سوگ کھلو تے ہیں اور تشریح بھی ہوجاتی
ہو دو میں روز سیدم جمع ہونا اور یہ شمار اٹھا کر دو روز میں تشریح ہوا پس مجموعہ سیدم کا بدعت ہو گیا اور تشریح ہونا ثابت ہو گیا حدیث کہ
بھی اور میرے جزیات وقت سے بھی رہا حضرت اتحاد وقت منہرب فریہ کا وسنہ کہ وقت شام کا فرض کیا ہوا ہے اور فرض و اجابات شام
میں تشریح کا اعتبار نہیں ہوتا اور حدیث میں اس کا اشارہ ہے کہ نہ تشریح باطل کی ماضی ہو اور بعد موصول کے دوسری اول تو اب
فصل میں اخذ تکلف ہوتا ہے وضاحت جس معلوم ہوا کہ اگر کسی تکلف تشریح کر لیا یہ شروع طبع کی طرف سے الزام نہیں تھا
فصل حدیث پر دلالت کرتا ہے یعنی اول شام کا الزام پیر تھا خود مرکب بعد ہوا پس تشریح کے قطع سے شام نے فرض و جب
سنت ہو کہ وہ کو اور اسو طیبہ کو خارج کر دیا ہے جو باطل اس میں تشریح نہ پاس اب دیکھو کہ کسی عقل پر قہر لگائی تباہی زرم کا
لانا اور گنگا کا شہد نہیں کیونکہ پانی لانا عادی طبعی اس پر اور شام ہی میں ہاں گھر اس ہیئت و شہائے لاو کا تو مشابہت حاصل ہو جائے
اور حکم ہو گا کہ سب سوگ کر سیدم ہونے کے نتیجے سے جو کہ کمال مشابہت ہے اور فرق بعض وجہ کا غل تشریح کو نہیں زہر کا اسے تشریح دیتے
ہیں وجہ تشریح قطع شجاعت ایک مرتبہ ہوا کہ باقی مرتبہ پا کوئی مشابہت نہیں ہوتی پس کیسے نہیں کہا کہ بالکل مشابہت میں کل اوچہ
ہو تو تشریح دینی ورنہ نہیں تو یہ قول مولف کا شروع اور عقل اور عرف کے خلاف ہے اب تاشا دیکھو کہ باعتراف مولف مسئلہ لوگ
کے مابین تیسرے روز جمع ہو کر دکان کھلو تے ہیں اور وہ سیدم میں عجب کلام ہے تیسرے روز کا نام سیدم ہے حنف ہند
میں تباہ اور مسلمانان میں دونوں کے ایک قسم میں ہی علی بدلتی سیدم تو کرتے ہیں مگر گناہ و خیرت کے دن کے سبب تباہی ہو کر دیتے ہیں۔

نہیں کیا کہ کتاب کی سنت ہرگز مانت ہے اس میں اس کی جو ضروری تشریح کا معنی کی طرف سے معلوم اور مکروہ ہو مگر انہا نام کا مکرر ہونا غلط ہے کیل اہل کتاب
کے ہاں ہر جگہ

بالکفره اهل البدر المنکرة فی شانهم لانه یون عن کل بدعة ولو كانت باعة مساوات من افعال اهل السنة او من افعال الکفره و اهل
 اهل البدر یعنی بگوشت ثابت کافران در بدعتیں کیساتے اسی بات میں منہ پر جوئے دن کا خاص قدر اور غیر علامت ان کے قول
 کی اور ان میں منع ثابت ہر مباح بدعتوں میں اگرچہ وہ بدعتیں افعال اہل سنت والجماعت ہوں یا کافروں نے یا اہل بدعت سے
 لائے اب خیال کرنا مقام پر کہ تشریح جو حدیث میں منع ہے اس کے یہ معنی ہیں شرعاً ہر بدعت جو بدعتوں میں سے کسی بات میں مشابہت نہیں
 اور حدیث حسنہ کی مصلحت میں دیکھ کر پڑھنا ہماری ملت میں مذہب کا اور جو متفق دونوں ملت کا ہو گا وہ شیعہ و ملاحیہ کا اور اس میں ہر
 ہو گا مگر کثرت کو فہم نہ ہو تو کیا کہے غباری لفظ کیلئے اور حکم خلاف شرع لکھا اور بدعت مباح ہو چکی اور افعال اہل سنت سے
 وہ خود مامور شری اور سنت سے جیسا کہ بحث بدعت میں گذر ا عرض عبارت قاری اور محمد اور مولوی امین علی یہ سب مگر دیا ہے
 ہیں مگر ہم مولف کا خلاف سنت سے کہہ رہے ہیں اور ہر بدعت جو شیعہ مذہب میں ہو گا یا نہ اُن کوئی اور بدعت اور اس کی اجازت بلکہ مخالفت نہیں
 اس میں ثابت ہو چکی اسکو باحت سے کیا علاقہ ہے ہم مسلم خلد تعلقے دوسے سب کچھ بورز منقولہ و افقوا کا معنوں ہوتا ہے اب بھی
 اسکی کجی میں تشریح مدام اسکو لکھا ہے کہ بقدر تشابہ ہوے سوا دل کو کیا عاقل کہ حدیث میں مطلق تشریح یا بدعت مخصص حدیث کی بالائے
 دست نہیں اور سب عقیدے نے مطلق تشریح لکھا ہے پس قول صحیح حدیث کے معارض نہیں ہو سکتا۔ بحث میں بدعت و افعال اہل سنت و افعال
 اہل نظر و انقیاد وہ تشریح الیہ و الہ و ظاہر ہے کہ تشریح میں قدح و افقہ میں کسی نے تصدیق نہ ہو کہ انہیں کیا تھا بلکہ خلقی و معنوی اور
 صوم عاشوراء میں کسی نے تشریح نہ ہو کہ ان کا اعتبار ہم مولف بلکہ یاد ان شیعہ کے تھا مگر اسکی وجہ یہی کہتا ہوں کہ ملاحیہ کی بدعت تشریح کے فتنوں
 بتکلف ہے سو تصدیق و فصل تکلف کا اس میں ہونا چاہئے پس یہی صورت ہے اگر کسی نے کوئی کام نادانستہ کیا اور پھر اسکو خبر ہوئی تو اذکر کی وہ
 اب بعد علم کے تشریح ہو جائے تشریح تھا اور اپنے فعل میں ماضی بھی نہیں تھا اب تصدیق جو کیا بدعت تشریح علی باجوہ اسبابی کو اسکا اذکر
 ہے مگر تصدیق اذکر کیا جیسا کہ لڑکھناب و ترک غضاب تصدیق اگر تلبہ کیونکہ اذکر قادیان اور ان میں کتابہ حال سب کچھ حدیث کے
 فصل تکلف کا ضرور ہو تو تفسیر ہے کہ تصدیق اس فعل تشریح کا کہ نہ کہ اس فعل کو کفار نے تشریح کی ہے کہ اس میں دونوں میں قادیان
 آسان کا اذکر عقل ہو اور جو تسلیم کرے کہ بدعت ہے ہی میں تو جو تشریح کو شیعہ نے کفر فرمایا بقولہ نہ وہم اور کفر بدعت تصدیق کا کہ
 ہوتا انصاف یہ قیاساً کہ کافر جب ہو گا کہ مل میں نہ تشریح کفار کی کہے وہ کافر نہ ہو گا گو ماضی ہو گا سو یہی حق ہو علی قادیان شیعہ اگرچہ
 لکھیں و تشریح نفس الیہ و انصاف کی صوۃ و اسیرہ علی طریق اللرح و الزل ای دلو علی ہذا السؤال کفر دانے الخلامہ میں وضع
 تفسیرہ اہلوس علی اسہ قال بعضهم کفر لہ و غفرہ تصدیق کفار کا کیا اگرچہ ہر لا ہو تو تصدیق تشریح کفار سے لاریب کافر ہو چکا اور
 ہو تو تصدیق فعل کا چاہئے کہ جیسا کہ ثابت ہوئی کہ بقدر تشابہ نہ ہو بلکہ جو خبری نہ ہو کہ یہ بتنا کفار کا اور پھر خبر ہو اور بعد خبر کے اذکر کہ
 ماضی ہو و کفار علی حدیث کفر ہے کہ تصدیق تشریح منع حال ہوتا ہے اور خبر کے ہی سے ہی منع نہیں ہو تو مولف اپنے قسم سے
 قاصر و عاجز ہو کہ جارت ہو کہ خلاف حدیث کے بتا ہے پس الحاشہ کہ دلائل و اصحات نص و دقت بدعت و کرامت سوم ہر دور
 ثابت ہوئی اور سوم کے تشریح کو مولف قبول کر چکا گو اپنی کم علی سے اسکو حد تشابہ سے نکال ہے مگر یہ ہم اسکا باطل ہو چکا۔ اب

ہے میں چند پرکار ہر حدیث میں ہر ایک کہ دوسرے دن کی تین میں ہی شرکت نہیں کیونکہ انکی تین بلی ہوتی ہر مباحہ میں آئے مگر
 ذکر کے پس تشبہ لغوی و شرعی کسی طرح کا ہو نہ کہ ساتھ تین الہو معلول ذلک لمع خاسرہ فاحہ چہل و ہستم و ہم و سکو قبرستان
 و صابا جہیلے دستور تھا کہ کسی کا کفر جسکو قاری میں سب اور علی میں ہر نہ کہے جس میں یہ کی طرف سے مباح میں سمجھا کہ کفر
 لکھ چکے علاقہ ان کفر دانے جسے فعل میں ہوتا ہے جیسے تھے وہ اسکی یہ ہے کہ جب سعد بن جادہ کو والدہ کوئی نون پڑھا یا
 رسول اللہ کو سادہ بت رہے اپنے فرمایا پانی تب اسے ایک کونو اپنے ایک چاہ تیار کر لیا اور کہا ذہ لام سعد یعنی چاہ سعد کی والدہ کا یہ
 اسکو تاب نہ دینے پر شکوہ میں حدیث پر پھر کوئی کو کونو اپنی چاہ کھدوانے کا اور بنایا کا مقدور نہیں تھا اسلئے مسلمانوں میں قاعدہ تھیں
 تھا کہ کفر سے کھڑے ہو جس میں سمجھا کرتے تھے کہ حضرت نے پانی کا چھامہ قفر فرمایا اگر کونو اس فرمایا ہمارا کفر بھرا ہے اس میں ہر ایک کوئی اس سے
 انصاف ہو تو وہ اصل بالکل تمام رسالوں کے قطع کو کافی و وانی میں مگر جو ہر بدعت پر مولف کی نفی سے بحث کرتا ہے لکھنا ہے
 تشریح ناظرین کو دینا ضرور کہ کم علی اور کو فہم مولف کی اور جو کس مرکب اور دعویٰ تفسیر اسکا سب پر روشن ہو چکا کہ کس پر حدیث کتاب
 لکھ کر کہ لفظ خلق اللہ تعالیٰ باندی ہی قولہ لہ خاسرہ الخ قول کھڑے جس میں پہلے دیا کرتے تھے وہ متروک ہو گئے تو مولف کہتے ہیں
 کہ بدعت کیوں منع ہو گئی اس میں کی نفی کہ ہندو یا دیویں روز کھڑا آجنگہ جاس مردہ کھلاتے ہیں کھڑے کھڑے ہیں مسلمانوں میں بھی
 دیکھ کر شروع کیا کہ مسجد میں پانی کا کھڑا بھر کے پھر باکس میں جو کلاس میں کوئی تشریح کے مسجد میں کھڑا اور پھر جہاں مذہب نہ مباح ہو
 مگر بطور دم دینا کہ جس میں تشریح لازم آوے اور خاص کھڑا ہی ضروری جائز دینا اگرچہ ضرورت اسکی مسجد میں نہ بدعت تھا مولف ان کو
 وقت ہوتی ہی کہ کھڑوں کو فروخت کرنا ہر صاحبانہ دم کچھ ترک ہو گئی یہ کھڑا کھڑا ابھی اکثر ملام میں یہ خبر ہو تو ہمارے کھڑا ملے مولف کی
 قابل ہے کہ حدیث میں تو صدقہ پانی کا باب ہے کہ پانی کو صدقہ جاریہ کہے جسے کہ چاہا کہ کھڑا پانی کا کھڑا اس پانی کا صدقہ کر کے کھڑا اس سے
 خوف اور شکوکے کا صدقہ کھڑا پانی سے کھڑا این مولف کا ہی فہم علی پانی اور ہی و وضو میں اسکس کی کیا علاقہ مگر کھڑا دینا
 بلکہ اسکی کا ذلیل بھی دینا موجب ثواب کا ہے مگر پانی کے صدقے کھڑا بچا صدقہ کہے کا لہا کا کھڑا تو مقصد تھا پانی کی ذات سے مقصد
 اور پانی ہی کا صدقہ مگر ایسی اس اگر فرائے کہ صدقہ بنو اسے تو معائنہ تھا کہ صدقہ میں کوئی پانی ہر تار کھڑے میں ہی کوئی بھر دیا اور
 جو جو مناسب ظرف کے یہ استخراج ہے کہ ملاحیہ و امانت ملیکی تو پھر کیا خبر کل کو مولف تو لکھتی ہی کا ماضی حکم دگا کہ صدقہ کر دے اور جو میں
 ڈال اور اذکر لایوں کا ماضی کا اس سے کھڑے بتلغات پانی کی ہو چکی اور مولف حدیث سعد سے استخراج کرنا دلیل علیان کی لکھتے
 تھا کہ پانی کا صدقہ کھڑے کی صورت میں پانی کھڑے میں ہر نہ لائے کی طرف سے ہو گا کھڑا والی طرف سے عرض ہی ایسی تشریح و اذکر
 اور استخراج قیوم کام مولف کا لایا ایا اس بدعت کا مقصد تھا یہ حاکم دینا کہ مسجد میں کھڑا کام کہے میں یہ کہ چاہا کہ اس کی بتلگنی ہوئی فہم تھا
 کہ اسکا بدعت کہ قسط ملے لایا تو آزاد کیلئے کافی نہیں اس کے سبب عرض ہی دفع ہونے فرود میں کہ تشریح ہوا تو میں مطلق ہوا اور اسکو مگر وہاں
 جانا ہوا اور فرود یا رتو رتو اگر ہی مولف کا علم فری و دعویٰ تھا کہ اصل تبدیلی اور میں کل کو وہ مشابہت ہی نہیں جسے ہم مولف کے پس
 سنت ہوا اور حضرت عثمان سے منقول ہے کہ ایک مجلس کے چہرہ پر سیاہی کھڑا ہو اسلئے گویا تھا سنک کی اصل علی تو یہی جاری

پایا پانی پیے گا کولی وضو غسل فرود کعبه میں لاویگا اصل ہے لکھا ہے کی اور چالیس رو تک کھانا بھیجے کی یہ ہے
 کہ فضلہ لکھا ہے کہ تجلن تصدق عن الیت الی ثلثۃ ایام یعنی سب سے کصدہ دیا جاوے سب سے کطرف سے تین دن اور بھوک
 لکھا ہے الی سبۃ ایام یعنی شات دن تک اور بھوکوں نے فارمین یعنی چالیس دن کھے میں یہ روایت خزانہ الروایات و شرح برج
 و غیر میں ملتی غرض کہ روایت سب سے کبھی چالیس دن تک بلکہ بروی محتاج کمیت کطرف سے دیتے ہیں یا نہ ہاچلہ و فرود و غیر
 اسکی یہ کہ جو صاحب اسکو منع کرتے ہیں ان کی چند دلیلیں ہیں ان کا حال معلوم کرنا چاہئے بعد ازاں وجہ جواز سننی چاہئے۔
 کہے اور سوت کا بنا کر نہ ثابت ہے سوزنا سوت کی اصل بھی محل انی بھول سو گئے دست میں بھولوں کے سہرہ محل محل علی ہذا
 صد ہا مسائل کی اصل قطعی ہے اور مولف بگو جائز کیا اگر کفری ہو لاول و لاوۃ الا بالیہ مولف کو اپنی کفری یا کفری نہ ہو سب جاہلیت کا
 ازبہ نہ دیا و دفع ہوتا کی جو جسے کہتے خدشہ نہ تعین بالرای کا کھانا نہ تہ کھانا کا خطرو پانی ثابت و ایمان اور ضلال خلق کی کچھ
 پرواہ اپنے شہ زوری کی خواہ کچھ ہو فقط قول چالیس روز تک الا قول ابتدا سوت کی وقت صدقہ خیرات عمدہ ارہے ایصال ثواب کا
 انھیں بار بار ذکر ہوا چنانچہ تک چلے تک دوام تک کم زیادہ حسب قصد و رضا و اجادہ تعالیٰ کر دے کہ جس میں کوئی امر خلاف شرع نہ
 ہو جاوے مولف خواہ خواہ اس سنت کو مانع صدقہ لکھا ہے اور وہ ہرگز صدقہ کو منع نہیں کرتے اسکو منع کرتے ہیں جو شرعاً منع ہے یعنی
 تشریف لکھا جس لام آجائے اور مولف بھی اسکو قبول کرتا ہے یا تعین بالرای کہ تفرع شرع ہے اور اسکو بھی مولف قبول کرتا ہے پس اگر کہنے
 طعام للفقراء خاصاً و اجادہ تعالیٰ کیا اور ان دوام میں سے ایک دونوں میں پہلے گئے تو اب پہنچا گلاس محل ہرگز کا وہ کا و غیرہ لکھا
 کہ وہ ہو چکا اس امر کو بہ نظر غیب غفوا کے کہ مولف کو اس کو اذہ نظری نے خراب کیا کہ بد دن بکے لڑنے کا لہو پہلے یا تخصیص طعام
 اور اس کو بھی مولف ماننا ہے کہ تفرع شرع کا ہی پس اس قسم کی چالیس روز کی روٹی اگر گھر میں گوشت روٹی کھاویں مگر مردہ کو دروٹی
 ملی سے لکھ کر اگر کسی ہی خاص کر دیویش کی جوہ قریب کو نہ ملتی جہنم کا ورنہ کھانا اس میں غائب ہم محض ہوا ورنہ ایصال ثواب ہی ہے
 بقول خاص ہوتا کہ غلو یا ترقم ضروری جاننا کہ خواہ خواہ کہ لکھا ہے صدقہ و نوا و یہ بھی مولف جانتے ہیں لکھا کہ وہ خاصاً لکھا ہے ایصال ثواب
 شکر دہی کرنا کہ وہ کہ لکھا ہے وہ طعام ہے جو کمزور و زائد و فرود کھے ہیں اور بدعت متبعو کتے ہیں یا تفرع ہے کہ تاہم ہر دہی سے کرنا اسکو بھی مولف
 نصاب میں منع کرتا ہے ورنہ سب کچھ حرام ہے غی ہوتا شادی اور کھانا اسکا درست نہیں سوتی الا وہ مولف اصل میں مخالف نہیں اگر کسی کفری
 کہ ملی سے انیس حق ہر دہی سے مخالفت جزئیات میں کہ لکھا ہے اولاً سیاہ کرنا اور ادعای بے سود کرنا چاہی حقیقت ظاہر کرنا اور فی الام
 یہ سب نزاع کفری اور فساد ہے خوب محض یہ کہ ہر دہی کے کہ نہیں ایصال ثواب مقصود نہیں گو کوئی اولیات کرے و ہر فرق چالیس ہند
 تک صدقہ کرنا یا دوا لیسویں و ہر دہی کرنا یا لکھا ہے کہ مولف یہاں عمل چھوڑا اس طرف سے یہی آپ کہ تفرع نہیں کیا جا تا ایصال ثواب کوئی
 منع نہیں کرنا اور تعینات لاریب بدعت میں قولانی چند دلیلیں ہیں انہو قول دلیلین نہیں بدعت کی دہی میں جو کلیات حدیث و فقہ سے
 لکھی ہیں اور درج روایات جو کہ تفرع ہیں نہ انکی ضرورت ہے نہ انکی کوئی امر و کفری مگر مولف اپنی کفری سے انھو ہی بنا منع جان رہا ہے
 سو سخت خطا ہر ان روایات کی بحث میں مولف پانچ وقت کرنا ہوا و ہر کفری میں ان روایات کے جواب دینے کی ضرورت نہیں مگر جو کچھ

دلیل اول عبارت شیعہ منہاج زوی شافعی کی ہے جو سیف اللہ کے منہاج میں ہے الا اجتماع علی القبر فی الیم انک و کثیر اور دلو و
 و اطعام الطعام فی الایام الخمس کا انک و الخاف من الناس و العشر و العشر و الاربعین و الشہر السادس و الشہر ستر مقررہ حوا
 اسکا یہ کہ شیعہ منہاج میں دوام کا ذکر کیا کہ ایک جمع ہوتا ہے سے دن مردہ کی قبر پر اور ہاں جا کر گلاب بھول اور عود دینی اگر کی بیاباں وغیرہ
 حاضرین مجلس پر تفسیر کرنا سو اسکا ذکر تو بیان سوم میں گزرا چکا صاحب الاحتساب کے لوگوں نے نہایت تکلفات بیہودہ کیا و کئے تھے اور وہ
 تکلفات بھی کرتے تھے گو بہت پرس منع ہوتا اسکا صحیح ہوا چنانچہ خود کی ممانعت پر بھی کر چکا اور بعد ممانعت ممانعت کے جن بعض دینوں کی
 مولف ناچار طعنا طعن کیا تو ہر کفری اسکی کفری کا کارنا ہوا۔ قولہ دلیل اول الخاف من شیعہ منہاج میں تین چیز کا ذکر ہے قبر پر تفسیر
 دن جمع ہونا و عود اور دینی تفسیر مطلقاً قبر پر ہونا یا قبر پر کسی روز ہونا اور کھانا یا ایام مخصوص میں اور ہر کوہ بدعت استہادی و اصل
 ہے کہ حدیث جریس و اجتماع الی الی الیت کو منع فرمایا اور اس میں کوئی تعین ہوم کی نہیں اور نہ تعین قبر کی پس مطلق جمع ہونا بدعت ہوا و تفرع
 پر روزیوم جمع ہونا ہی خود اس اجتماع کی یہ تفرع مطلق اجتماع تو منع ہے مگر شخص اپنے ملک کہ کہ کو منع کرنا یہ طوطہ و تشیع منہاج کی بلاد
 میں اجتماع علی القبر و نم ثلث ہوتا تھا اسے اسکی تصریح کی حالانکہ یہ قید واقعی ہوتا خزانہ کی حدیث جریس میں ہونا کو منع لکھا ہے مگر مولف اپنی
 تفری نہ سے قید کا خزانہ لکھا گیا ہے اور حدیث جریس کہ نہ بن مولفین خدو سے جریس نہیں جو مطلق ہوتا اور ہاں ملک میں اجتماع روزیوم
 ہے مگر قبر پر نہیں پس منہاج کی قید سے اسکا جواز نہیں ہو سکا جیسا مولف کو دھوکا ہوا ہے ہاں بعد فقہ کے دستور تھا کہ شرفا مکان ریت پر جاتے
 تھے اب متروک ہو گیا اطراف قوم اب بھی جانی کہ ہر حال اجتماع خواہ روزیوم ہو یا سب و پیش قبر پر ہوا یا قبر پر حدیث جریس سے منع
 ہے اور ہاں ملک میں روزیوم کی قید ہے اور شیعہ منہاج کے یہاں قبر کی بھی قید ہی سبب منع ہیں اور یہ شیعہ منہاج کی خزانہ
 نہیں اور تفسیر ورد و عود ہی ہر روز و بدعت کے بدعت ہے اس میں کوئی قید ہوم و قبر کی نہیں ایسا طے شیعہ منہاج مطلق کہتا ہے یہ مولف کی
 خوش فہمی کہ وہ کو نہ کو جمع کرے ایک بنا تا یہ نہیں بلکہ یہ مستقل سم ہے ہاں ملک میں اب بھی اگر کسی کو کہ بدعت کے مثلاً گلاب کو دہی میں لکھ
 جسے خیرین کے سامنے پیش کرتے ہیں یہاں گلاب کا طہرہ تفسیر ہوتا ہے وہاں عود اور درو تفسیر ہوتا تھا پس اس قید قبر کی اور ہوم کی کچھ تفسیر
 مطلقاً بدعت ہے اور اسکی اصل وہ کہ حضرت ام حبیبہ کو جو خیرینے والہ اوسنیان کی موت پہنچی تو انھوں نے خوشبو اپنے ماض کو لگائی اور فرما
 کہ کچھ حاجت تھی اسکی گریہ سے نہ کہ فرما فرماتے تھے کہ نہیں ملال کسی موت موت کو سوگ کہ تین روز سے زیادہ مگر زنج ہر دن روز
 چارہ سو مل خوشبو کی پتی روزہ تفسیر تک نہ تھی اور بدعت ہوگی کہ سب خیرین ہر دہی سوتی بن گئے اگر بعض بلاد میں قبر پر چل کر تسم
 ہوتا ہو تو یہی وہ اصل نہیں ہی ہمارا حال تفسیر ورد مطلقاً بدعت ہے خواہ روزیوم ہوا اور کسی نے خواہ قبر پر ہوا یا قبر پر شیعہ منہاج نے عودا
 بیان کیا ہے اپنی ملاکی رسم ہوا اور قید و دن اور قبر کی زائد بھی ہو وں تو خزانہ میں نہیں نا کہ لکھا ہے تودہ کے جواز ہوا ہے اگر یہ سماج کی تو اہل معیت
 کہ لکھا ہے یا اگر دہی اجات سے نہ ہے پس اسکو خواہ خواہ عقیدہ ہر روزیوم ثالث سے نہ کرنا کفری مولف کی یہ لکھا ہے مستقل بدعت ہے اور ہر
 حال خرم پر بحث حلف کی کہ مولف نے جو بھی باطل مفرط علیہ مستلقات مطوف علیہ کے مطوف میں ہونے خواہ خواہ کوئی قاعدہ نہیں
 اگر تفرع ہی مولف پر چاہا ہو تو اسی بات لکھا ہے فی التتبعون الذین یمنون بالغبیہ یمنون الصلوۃ الذین یمنون میں بالغبیہ کی قید ہے

ایجاد کی تھیں چھوڑ دیں اب یہ رسم کس میں دوسری بات شائع منہاج سے یہ کھلی کر کھانا کھانا یا یہ دن دریا جو بن اور یوں کیا
 بیویں اور چالیسوں ان پٹے بیٹے بیویوں بدعت منع ہو سوا ہے کہ کھانا ان ایام میں بفرہ پر جا کر کھلائے تھے تعمیم اللہ اور اطعام کا
 ہونا فظلاً اجتماع پر دلیل ظاہر ہے اس بات پر کہ بفرہ جمع ہوتے تھے اور وہاں تقسیم خوشبو کرتے تھے اور وہاں یہ کھانا ایام مخصوص میں کھلاتے
 تھے اور علاوہ قریب عبادت کے خود نادوی بنانہ میں تصریح ہو کر کھانا لیجانے کی۔ ویکرہ نقل الطعام الی القہر فی المواسم فلفظ مواسم مع ہے
 موسم کی اور موسم لغت میں کہتے ہیں ایک چیز کے وقت کو اور مع ہو سکتی جگہ کو کھانا فی المنقب وقرہ ہیں سنے ہوئے کہ مروہ ہے کھانا
 لیجانا بفرہ پر ایام مقررہ میں اس سے صاف معلوم ہوا کہ تیسرے یوں دوسرے دن اور چھابی اور بری اور ایام حد و خیرات وغیرہ مع کر
 ایام واسطے فاقہ اموات کے معین ہیں اب اسلام میں بعض آدمیوں نے بعض شہروں میں کھانا بفرہ لیجانا اور ایسی جگہ جا کر کھانا کرکھا
 تھا اسکو ال فتوے نے منع کیا اور نصاب الاحکام میں اسکی تصدیق ہوئی کہ کھانا بفرہ لیجانا شرعاً منع ہے و فی الحدیث انما کل
 فی القابر یعنی القبر یعنی پتے میں شربت قبروں کے پاس حالانکہ حدیث میں آیا کہ کھانا قبرستان میں سخت کر دینا بدول کہ پس
 اور یقین میں اور یوں میں نہیں ایسا ہی صدا شدہ موجود ہیں مگر ایک شکل ہو گئی کہ خوشبو کی اصل حدیث ام جیدہ سے مولف نے سن لی ہے
 تو ہر جگہ چاہے گھر انابت ہو گیا تھا یہ تعبیر وہی ہے پس اب شیعہ منہاج پر چاہے ضعف روایت کا حکم دیا جائے کہ انکو حدیث نبویؐ پر کیا
 وہ شامی کہ اس رسم کو بھی بولف جاری کر دے ہفت ہفتہ اور اطعام خصوصاً مطلق ہو سکتی ہیں کوئی قید بفرہ پر نہیں بلکہ بفرہ
 کی بھی نہیں اور وہ طعام ہے کہ حدیث بریں فرمایا و منهم الطعام الیہ پس یہ طعام بھی مطلقاً مشروع ہے خواہ کبھی ہو خواہ کہیں ہو شائع
 منہاج نے ایام کی قید لگائی اپنے ملک کی عادت پر اور بفرہ کے قید طے انبر لقا اپنے بلاد کے عرف پر پس ہر حال یہ طعام مکروہ
 ہے مطلقاً نہیں مگر بفرہ کے واسطے ہو بطور صدقہ تو نفس طعام شیعہ ہے فخر اگرچہ یقین یوم کی بدعت جس میں بہت کچھ بحث
 ہو چکی ہے شیعہ منہاج اطعام الطعام کو مکروہ کہتا ہے اس طعام کو مکروہ نہیں کہتا تو یہ یومہ سب سال کو شال ہو گیا پس نف کا علی
 القہر اضافہ اپنے فہم سے کرنا ثرہ کہ فہم کا ہے ورنہ سلسلہ صاف ہے اور اسکی شرح کرنا بفرہ پر کی روایت سے اسوقت ضرورت تھی جو مطلق کو
 سنے میں کچھ تردد ہوتا تھا کہ حدیث جریر سے مطلقاً سب کو منع کر دیا تو مطلق منع ہو گیا اور بجا ہے کہ بفرہ بفرہ داس طعام ایام مخصوص
 کو مکروہ لکھا ہو چنانچہ دوسری دلیل میں مولف نقل کرتا ہے اور نقل طعام کو بفرہ پر ایام میں دوسرا سلسلہ بنایا ہے۔ قولہ ویکرہ انما الطعام فی الیوم
 الاول والثالث وبعث اللہ اسود و نقل الطعام الی القابر فی المواسم الیہ اس بات میں صاف معلوم ہے کہ نقل طعام دوسرا سلسلہ ہے
 مگر مولف کو قریب نہیں اور صدقہ کا کھانا بفرہ پر ورنہ صحیح کو حلال ہو گیا مگر یقین مکروہ کی اور فقیر کو بھی بوجہ امانت مکروہ کے اسکی اجابت بجا ہے
 کہ مکروہ کی جیسا حدیث الباقین میں بھی قبول فیض کی وارد ہوئی کہ پس مولف کی یہ سب توجیحات محض ناواقفیت قواعد دین سے
 ہے اور شیعہ منہاج سے کہ بہت چل دیم و فہم کی خود ظاہر فی القہر سے لال مانع بدعت کا تو اس روایت منہاج سے یہ تھا کہ ایام مخصوصہ کی
 فیضات کو بدعت منہاج سے سو گرا یہ طعام بفرہ رسم کے ہو تو ایک بدعت کی رسم ہوئی اور بفرہ مانع ملک بھی رسم ہو گیا اور اطعام و
 انصاف نہیں ہوتا اور دوسری وجہ اس میں یقین وقت کی کہ اس کو بھی شائع نے منع کیا ہے کہ تو دو بدعت ہونے کی پالی گئیں

علاوہ دین نے دوسرا مکروہ ہونے کی مخالفت حدیث شریف کی بیان کی کہ اگر عادت سے قبروں پر کھانا پکانا منع ہے یہ نہیں
 لکھا کہ یہ کھانا باعث قاص کر لینے دن کے مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ ان ملکوں میں جو فاقہ دوسوی بیویں چالیسوں وغیرہ کی کر
 ہیں مقابر پر نہیں کرتے تو وہ جائز ہوئی دوسری دلیل قادی بفرہ کی عادت ہو کہ سستی شیعہ فیہ العمل میں منقول ہے۔
 ویکرہ انما الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعث اللہ اسود و نقل الطعام الی القابر فی المواسم و انما فاقہ الدعوة بقرة القرآن و مع العملی
 والقرآن الخ وقرآن سورة الانعام والاعمال۔ اس عبارت سے تین سلسلے پیدا ہوئے ایک یہ مکروہ ہے کھانا بفرہ پر کھانا کرنا نہایت کا پنے دن
 اور تیسرے دن اور پتے کے بعد یعنی انھوں میں جواب اسکا یہ ہے کہ تین سو بیویں چالیسوں کا نام بھی نہیں پھر عبادت کس
 طرح چل دیم و فہم کی مخالفت بدعتیں ہو سکتی ہیں اور اگر اجتہاد کے قیاس قار کر کہ جسطرح بفرہ پر ان ایام کھانا کھانا ایام کھانا کھانا
 ہیں تو اسکو بھی ہم رد کرتے ہیں دوسرے ایک جہر کہ خود شائع فیہ العمل نے عادت بفرہ پر نقل کر کے اسکو رد کیا ہے اور اس کھانے کا
 مکروہ ہونا مسلم نہیں لکھا اور لکھا ہے ولا تخلوا عن نظائره لارسل علی القابر یعنی مکروہ کہنا اس کھانا کو خالی ہے نہیں اس واسطے کہ کوئی
 دلیل کہ بہت پر نہیں الی آخر یہ پس جبکہ خود شائع فیہ العمل نے کہ بہت کو مسلم نہیں لکھا ہے ہی مسلم نہیں کہتے مسلم نہیں جن حضرات نے
 اور جو کہ اللہ تعالیٰ ایصال ثواب کا طعام یو تین وقت کے جس بدعت کو طعام میں جواز ہو مگر یہ حال تین وقت منع اور بدعت ہا
 ہر حال پس ہلکے ملکوں میں اگر کسی نسبت ایصال ثواب کی ہی ہو گئی تاہم یہ وہ تین وقت کی بدعت ہو گئی حال موجود ہو گئی ورنہ
 اس چل مانے ملک میں بھی دونوں وہ موجود ہیں اور مولف اسکو ہر گز نہ سمجھا اور ہم مطلب میں یہ خطا نہیں کہ اجتماع کو کہ مطلق الیہ
 البت حدیث جریر سے منوع تھا معینہ یوم الثالث اور طے انبر لقا و غلاف حدیث کے بنایا اور اس قید کا عزائی طے انبر لقا حالانکہ واقعی
 تھی اور تیسرے دن کو بھی مقید کیا حالانکہ وہ مطلقاً بدعت ہے اور اطعام طعام کو جو حدیث جریر سے منع مطلقاً ہو گیا تھا تین دن لکھا و طے
 حدیث دفعہ کے بنایا اور تین وقت ہو منع تھا اسے منع سے نظر انکار کیا اور تین ملکوں کو دو بنایا و دوسرے لال کو باطل نہ سمجھا اور حدیث
 کی بحث یعنی محمدی پس اب من علم دفم مولف کا سب پر روشن ہو چکا کہ کبھی تو ساس فہم کہتے ہیں اور تکرار دہوی کی کوئی نہایت
 ہی نہیں قولہ یہ نہیں لکھا کہ کھانا باعث الاقول مولف کی چشم فہم جن بندہ ہے شائع منہاج نے وہ لکھا ہے کہ ایام مخصوصہ
 میں اطعام بدعت ہے نہ لکھا کہ بفرہ لیجانے کی وجہ سے بدعت ہے نہ لکھا کہ تین یوم کے سب سے بدعت ہے بولف دوسری بات
 سے بفرہ لیجانا نہایت کر تا ہے حالانکہ وہ دوسرا سلسلہ ہے چنانچہ بفرہ سے واضح ہو گیا ہی تین یوم کی بدعت طے حق ہو گیا اور بولف
 بھی تخصیص کی بدعت ہو چکا مسترف ہو یا ہے پس ہوش کو سے تسبب لکھا اور خواب غفلت میں رہے تو اس کے نزدیک کچھ بھی
 نہیں سمجھا اور عقاب پر لیجا نادوسری بدعت ہے ایک کو دوسرے کیا علاقہ ہے کہ اگر ہا سنے بلاد میں تو بفرہ نہیں جانتے تو
 تین یوم کی ہی بدعت کہ بہت کو کافی ہے چو جائیکہ دوسری وجہ بھی موجود ہیں قولہ دوسری دلیل الاقول مولف کے فہم پر
 آفریں ہے عادت بفرہ پر تین یوم اول والثالث وبعث اللہ اسود و نقل طعام کو مکروہ صاف لکھا ہے کہ ایام معینہ کے کہ طعام
 بفرہ بدعت نہیں جب ان ایام میں بدعت نہیں تو دوسری بیویں چالیسوں میں بدعت نہیں وہی تین یوم ان ایام میں ہے

قال تاج الشريعة في فتح الصلاة ان القرآن بالآخرة لا يستحق التواضع للحيات ولا للفقاري **وعنه شيخ الاسلام** ان الفقاري اذ قرأ القرآن
 باجل المال فلا يؤلفه في شيء من ايات الله تعالى انما هو انما انشأه لخصا به جود كونه اورجها ونحوه **اور بعض** شمره ونس قرآن اسطرخ پر ہے
 پس کہ دیر کے تین ترکان پاجار قرآن کے صاحب ہے **اور** بارہ کا درجہ پیرا اسکا ٹیکہ کہہ دیتے ہیں **اس طرح** قرآن شریف کی یہ کاسط پر چھوڑا ہے
 اور اور صفوح اسیت استہ میں جو عاتیں طریقہ پر چھوڑی کہ نفس کی ہر ہر ہر بھی مزدوری کے طور پر قرآن پڑھا ہی اسلئے کا سویت میں
 بعض ملکوں میں ہی دستور تھا اور خود طریقہ محمدیہ کی جات سیف استہ میں ہے۔ **والماخوذ** منها حرام **لما** اخذہ وہو عاص بالنگارۃ والذکر لاجل ان
 اور بعض علماء نے جو قرآن پڑھو انکی اجرت جائز کی ہے انہوں نے قرآن کے اور جانے کی **عن** **اور** استاد پابند ہو کر بیٹھنے کی اجرت سمجھ کر
 جائز کہ ہے اجرت قرآن کی نہیں وہ گیارہ ہزار روپے کی اجرت سے پس بناوی برانہ کی جارت سے کہہ ان باتوں کی ثابت ہونی ہے
 قرآن مزدوری دیکھ کر کہہ کر پڑھنا ایسا ہے **اور** انہوں نے ضیافت اختیار **واجب** کے لئے کہا پنا نا کردہ ہے اور جس طرح
 ہمارے ملک میں باغی کی کا طعام دسویں اور بیسویں کے حق میں جو خالصتہ پکار کھاتوں اور ملاؤ کو پکے گھر ملا کر کھلاویں گز
 ہرگز اجرت و اجرت اسکی جارت برانہ سے نہیں ثابت ہونی کلاستان اور صد کی ظاہر ہو گئی ہے کیونکہ انہوں نے کھانا دیا ان اتھڑا طعام
 الفقرا کان مستطافا وریف المستور ان کے والدین کو گارنے یہ فقر جو کھاتے کے خلاف مطلب متناقل نیک لائقہ لواء الصلوۃ پر کر
 اول یہ کہ جو حیثیت ہے در فضل طعام لی القاب وہ خورہت ہے پہلی دلیل میں ذکر ہوا اسکو مؤلف بھی قبول کر لے ہے تیسرا مسئلہ اخذ
 الدعویۃ لقراء القرآن یہ بھی گز چکا اور دوسری کہ اجرت سے ثابت ہونی اور چہلم کی شب کو ہی قرآن پڑھو اتے ہیں اسکی کہ اجرت بھی
 اس سے صاف نکل چو تھا مسئلہ جمع القراء والصلیاء الفرم سکو مؤلف نے تیسرا مسئلہ کہا جو یہاں مؤلف کو سخت مصیبت پیش آئی کہ
 جمع سوم اول چہلم کا پاتھ چلاؤ اسکو ناچار چارے انھوں سے یہ نہیں کہ اجرت پر قرآن پڑھو انملاد ہے سبحان الصبیح مؤلف اور اسکی
 برادری اجرت پر قرآن دیکر پڑھتے ہیں خود و یا شریخی و طیار یا ضیافت پر تو برانہ کے وقت کے صلحا کو ہی ایسی ہی گمان کر لیا یہ فکر
 شرم نہ آئی کہ جو اجرت پر قرآن پڑھتے آؤ گا صالح کہاں ہر گز بڑا زہر مطلقا کتنا ہی مؤلف نے کس ترین سے مفید کیا خواہ خواہ چلا
 یہاں کیا قرینہ ہے پہلی روایت میں تو کتاب لاسحان سے کچھ دوسری روایت لایا تھا مگر یہاں بھی قرینہ ہے کہ آخر برانہ کی کتاب
 الاجارہ میں تو یہ مسئلہ لکھا ہے سبحان الصبیح مؤلف نے قرآن کے باب سے یہاں تا کہ تا کہ فی مؤلف کی ہے معذاتہم اعراسا و ضیافتا
 اسوات میں حلوا شریخی ہوتا ہی بناؤ الا حافظوں اور جسے قرین کی نیت سے کرنا اور جانے والے حافظین کی یہ خواہ وغیرہ ای نہیں چا
 ہیں المعروف کاشط و طیس قرآن کی اجرت کا طعام کھانا دینا ثابت ہو گیا قلیل کثیر کی بھی شریخی نہیں کھین کا ذوق مؤلف نے خود ہی اٹھا دیا
 اسکو باور میں ہا شیخ سوال میں کہہ چکا کہ ذرا غور کرے اب نہ نہیں ملتا کافوقی دے کر جانے کی مزدوری کے جلد سے نقل کرنا کہ کہ چنے سہم کے
 کھانے اور صلحہ فاجر و خرم کا کھانا کھانے کے لئے در پہلے ہو لو کہ بالحقان کی فصاحت میں اسکو جو بھی منہ لکھ آیا کہ بیان و منہ ہو گیا انہوں نے
 مؤلف کو پنا لکھا بھی یاد نہیں رہتا اور جو ہر کہ رقم و علم سے تو کوئی بات لکھنا ہی نہیں لکھنا ہوتا چاہا اور سو کا قول لکھنا پھر ہو گیا پس ثانی
 کلام کا جو اسد نویس پہلے لکھا گیا اور فرم مؤلف کا کابل خلان کی جگہ پر اور حقیقت سلا و طعام کی ول تحریر ہوئی مؤلف کی خوش فہمی کا

وانتم کما یزیدان بندگی قیسی لیل انہیں کی در باب چہلم وغیرہ جارت ہے کہ سیف استہ کے صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے کہ شاہ ولی
 صاحب نے مقالۃ الوصیت یعنی وصیت نامہ میں فرمایا ہے دیگر زعامت شیعہ ماموم اسراف ہست در ماتم و چہلم و ششہای و فاجر سالیہ
 الا آخرہ میں کہتا ہوں اگر یہ لوگ قائل ہوتے شاہ ولی اللہ کے کلام کو کبھی پیش نہ کرتے اسلئے کہ اس چہلم وغیرہ کے کھانے لہی کو نہیں مٹا
 کیا اس میں تو اسراف کر لیکو عادت شیعہ سے لکھا ہی اسراف کہتے ہیں بے اندازہ پنج کہے کو اور قرآن شریف میں ہے ولا ترفوا من کتاب
 المرفین اسراف کو کون ذمت رکھتا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کا شاہ ولی اللہ کے بند کہ نہیں بند کرنا اسراف کا ہے چنانچہ اس کی بڑائی انہوں
 نے بیان کی ہے اور ہم بھی اسکو بڑا کہتے ہیں اور اسراف لوگوں میں طرح طرح کے مختلف مقاموں میں پیدا ہو گئے تھے علامہ شامی نے
 ضیافت اسیات کی شرافت میں لکھا ہے بحسب منزل و مذک غایا من الملکات الکثیرہ کا بقا و التفرع و التباہل الی لا وجد فی الافراح و ذکر
 الطیول و النفاہ بالاصوات الحسن و اجتماع النساء و المردان و اخذ الاجر علی الذکر و قرأ القرآن الی آخرہ دیکھئے اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ سونے کی کمانوں میں قندیل و شیشیں روشن کجائی میں اس طرح کا محافل شادی میں بھی ہوں اور بلکہ مجھے ہیں اور کھانا
 آؤاری سے ہوگا ہے مومریں اور بے ریشہ لڑکے اتے ہیں جو کچھ قرآن پڑھتے ہیں اسکی مزدوری لینے ہیں یہ جارت شامی نے باب فی الز
 میں بھی ہے معلوم ہوا کہ بعض جگہ ایسے اسرافات بھی جاری ہو گئے تھے اور اسی طرح جو خاص اپنے اجاب اور برادران اختیار میں حصص
 بطور توبہ بندی تقسیم کرتے ہیں وغیرہ کو نہیں کھاتے یہی فی الجملہ اسراف و زورنائی میں داخل ہے چنانچہ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادہ میں
 اس صاحب نے سائل زمین کے سوال سے و ششہای جلیع الکرات سے نقل کی ہے و انکہ لڑا لے و ششہای یا چہلم و زورنائی و بارہ ہند و
 برادران پیش کنند انرا بجا ہی گویند چہرے داخل عبادت بزرگان است کو خورند ہستی۔ واضح ہو کہ شیخ شہاب میں جو گزرا کہ ششہای و
 سالیانہ وغیرہ کا کھانا کر وہ ہے اس میں ایک ہی سبب ہے کہ جو سخت اس کھانے میں انکو نہیں کھاتے اور کھانا اس طرح کا کھانی چکا اور کھانا
 انہما مقصود کہ تعدادا غلاط مؤلف نہیں کی اہل فہم خود جان سکتے ہیں تو کہ تیسری دلیل انہیں کی در باب چہلم الخ **اول** مؤلف شاہ ولی
 صاحب کی عبارت کو بھی نہیں سمجھا انھوں نے کہ فارسی عبارت کو بھی خوب نہیں سمجھا۔ تمام عبارت وصیت نامہ کی یہ ہے۔ از عادت
 شیعہ ماموم اسراف ہست در ماتم و چہلم و ششہای و فاجر سالیہ انہما را در عوب اول و وجہ توبہ صحت کن ست کہ فرقت بہ و انان بہ
 کاسر روز و طعام ایشان کیشتا نہ روزی نہ باشد الخ۔ اب دیکھو اگر مؤلف کو فہم ہوتا تو جان لیتا کہ شاہ صاحب خود سوم اور چہلم وغیرہ کا اسراف
 میں داخل کرتے ہیں اور وہ منہ کی عوب اول میں نہ ہونا کا فرماتے ہیں پس جب عوب اول میں نہ تھا تو خود ذات ان صوم کی منہ
 ہونی نزدیک کہ انکو کہ اگر اسراف ان میں کہ وہ صاف فرماتے ہیں کہ بجز لغزیت و طعام مسنون رہی نہ باشند سب کو سوم میں داخل کیا اور
 اسراف ٹھہرا اپس بدعت اور منوع ہو گیا ادنی شعور والا بھی جان سکتا ہے اور یہ عبارت شامی کی وہ ہے جس میں اعراض شایع فیکہ کار کو دیکر
 سونے سے اس اعراض کو نیات سے اخذ کیا اور شاہ صاحب کو یہ بھی محقق تھا کہ چہلم وغیرہ سب سوم بطور سوم ہی کرتے ہیں ایصال ثواب
 مقصود نہیں اسی واسطے اسراف اور سوم میں داخل کیا ہے اگر بعض ایصال ہوا اور وقت کی قید ہو تو اگر بدعت تعین وقت کی بنیویگی اور تمام
 اسرافات شادی اور غنی کے سب حرام ہیں مگر اسی حد سے جو از دم وغیرہ سوم کا بڑا ثواب نہیں ہوتا کیونکہ چہلم وغیرہ رسوم ہر حال میں

طرح کی زمین کہ جس طرح شادی ہوئی کے کھانے میں مستور ہے اور اجاب کی ضیافت خوشی خوشی کرتے ہیں اس کو کھانہ کھانا
 منع کرتے ہیں فتح العزیز فتح بلریس ہو ویکر انا اذ انضام من الی لای شریح فی السرور لانی الشریح فی الحزن وہی بدو مستعمل الخ
 اور صفیہ مرقہ الروایات میں ہے ولا ضیافۃ فی بیت الموت وہم فی الموت یعنی اجاب کی ضیافت کھانا اور ضیافت کے ساتھ الی بیعت
 لینا اور کھانا کھانہ وہ ہے کیونکہ بات مردوں میں جائز ہے موت میں مردوں میں کھانا پکانا تو شریعت میں اور موت کے گھر میں میں ضیاف
 کسی حال یہ کہ وہ قبروں میں پڑے ہیں واضح ہو کہ جس فقیر کے کلام میں ممانعت ہے وہ اسی قسم کے کھانے کی ممانعت ہے کہ دلیل کی
 یہ ہے کہ مرنے پر روزانہ وغیرہ میں موجود ہو ان اعتقاد طوائف الفقہاء کا مستند اور جو لوگ تعینات کے ساتھ ان نجات کو جائز رکھتے ہیں وہ
 سب شرع کرتے ہیں کہ انھیں کھانا کھانا ثواب میں مستحب ہے چنانچہ فقہانہ نصلح میں ہے ساری طعام مردہوں روزیہ مستحب ہے
 بادہ ہی اور دوش ناور نہ نہ مستحب چوتھی دلیل منع چلم وغیرہ پر قاضی شامی اس پر اپنی رحمتہ علیہ کا یہ قول جو وصیت نامہ میں
 فرماتے ہیں و بعد من رسوم دینی مش دہم و ہستم و ہلم و شہامی و برنی بیع کند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ
 روزنامہ کر دن جائز نہ تھا نہ دالی آخر وہ واضح ہو کہ کھانا کھانا ناور دن سے ہے اور قاضی صاحب نے رسوم دینی کو منع فرمایا ہے
 یہ کہ جو ترس جمع ہو کر ان ایام میں روایا پکارتی ہیں اور یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہنے خود قاضی صاحب کی دلیل اپنے منہ سے ہی ہے
 یعنی منع چلم وغیرہ کی دلیل یہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ انم کرنا جائز نہیں فرمایا ہے اس سے
 ثابت ہوا کہ چاہی ہی چلم وغیرہ میں انم نہ کر ہی مولیٰ امیر صاحب نے بھی تذکرہ الاخوان میں لکھا ہے جو عورت نامہ پڑی کو اتنی ہے
 وہ بھی انکے چنے چلائے میں شریک ہوتی ہے ہر یکے میں تین دن کسی کے ساتھ کسی کے دس کسی کے چالیس دن کیسے
 چھ مہینے تک کسی کے برس روز تک کسی کے دو برس تک بھی بات جاری رہتی ہے چنے دنوں جقدر یہ روز زیادہ ہو اسی قدر
 اور چلم وغیرہ اور اجماع بھی بدعت نہیں سے خالی نہیں بل ان روایات کا انکار و اعادہ ہرگز مفید نہ ہوگی کیوں کہ ان روایات سے کھانا کھانا
 ہو گیا اور معلوم ہو چکا کہ روایت کتاب التہذیب کی مطلق ہر اس کی بدعت معین کا ذکر اجماعی ثواب کے ہر نماز میں نہیں اور وقت گذر
 دوسری روایت کتاب التہذیب میں تھا اس کا وقت میں نہیں آسکتا کہ دونوں میں طرح جائز ہے اگر اجماع میں نہیں ہوگا وہ بھی بدعت ہوگا
 اس روایت کے ہند لال کا اور خطا رقم نوٹ کو سب جان سکے ہیں قول چوتھی دلیل الا قول وائے برنامہ نوٹ قاضی صاحب نے
 لکھے ہیں کہ رسوم دینی مش دہم و ہستم و ہلم و شہامی و برنی بیع کند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ انم کرنا جائز نہیں فرمایا ہے اس سے
 رسوم دینی بھی قاضی صاحب انکو رسوم دینا جانتے تھے اجماع لوجہ انہیں شہامی ہی ہے مستند لکھ لکھ رسوم دینی بدعت کو روایتی
 اجماع لوجہ اللہ تعالیٰ اس کو مستند لکھ لکھ کہ وہ تین دن سے ثابت ہو گیا کہ بدعت ہے نہ قاضی صاحب کی دلیل نہ ہے بل ہی ہے کہ
 اجماع کو بھی چلم دہم کی طرح مت کر کے نہ لکھتے ہیں و از ہل حلال صدقہ بفقہاء باخفا مد فرامند اگر اجماع کو بطور دہم وغیرہ جائز فرماتے تو
 بدعت اخلاقی کیوں کرتے مگر ہم نوٹ تو سب کچھ ہے آپ نوٹ اس کو نقل کرنا ہی اور نہیں بوجہ اور صدقہ خیرات کو تو کوئی بھی منع نہیں کرتا
 بادہم و ہستم و ہلم و شہامی و برنی بیع کند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ انم کرنا جائز نہیں فرمایا ہے اس سے
 رسوم دینی بھی قاضی صاحب انکو رسوم دینا جانتے تھے اجماع لوجہ انہیں شہامی ہی ہے مستند لکھ لکھ رسوم دینی بدعت کو روایتی

جس میں ان لوگوں کی تشریف ہوا اور اگر نہ ہو تو اس کے جس کھانے کے ہاں بدعت کی کچھ قدر ہوئی اور بدعت میں تو صرف دستہ و دستہ
 کے موافق ان لوگوں کے کھانے کو کچھ فخر وغیرہ پڑتے ہیں اور اس قاضی کے نزدیک وہ اسے ثواب منظور نہیں ہوتا بدعت مفسد
 نیز الاخوان کی ہے پس قاضی صاحب کا اشارہ ان امور کی طرف ہے روز خود اسی وصیت نامہ میں فرماتے ہیں و از ہل حلال صدقہ بفقہاء
 ختم القرآن دستہ و دستہ و از ہل حلال صدقہ بفقہاء باخفا مد فرامند اسی سے ظاہر ہو گیا کہ کفران و فحش ہی صاحب کے
 نزدیک درست ہے اور صدقہ کو جو پوشیدہ فرمایا ہے اسلئے کہ اپنے روزنامہ میں کچھ طریق نوادہ پائیش وغیرہ کا ذکر نہ ہو کہ جس کا ہر کچھ
 چکے ہیں اس واسطے اخفا کا حکم و بادہ صدقہ ظاہر کرنا شروع میں درست ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان تبدوا الصدقات فقہامی شاہ وغیرہ
 صاحب نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا کہ اگر کھلی روایت کیا اچھی بات ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکا قاری ترجمہ کیا کہ
 اگر انکا کھانہ خیرات رہا پس نیکو چیز نہ ہو ظاہر کر کے دینے میں ایک نفع اور بھی ہے مالک دارا دیوں کو بدعت ہو وہ بھی صدقہ
 کریں پانچویں دلیل منع چلم وغیرہ کے لیے یہ ہے کہ سائل زمین میں لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے طعام الیت میت
 القلوب و طعام المیتین فی القلوب۔ و درخار ہشام آمدہ کہ مکرہ بدعت اجابت کر دن طعام کیسے کہ مت مکرہ بدعت ہاں بدعت
 نہیں کر سکتا اور تذکرہ الاخوان سے بھی معلوم ہو گیا کہ سب امور میں ہی اور اجماع ثواب تصور نہیں اور قاضی صاحب اور شاہ
 ولی اللہ صاحب کی تحریر سے بھی واضح ہو گیا اور اب تمام وفوہام کا ظہر ہے مگر نوٹ کی جہنم میں اور تحقیق داس نہیں قول
 پانچویں دلیل منع چلم والا قول موقوف کی روایت کو سب عقلاء غور فرمائیں کہ فرامند اور بدعت القضاہ کی روایات رواج کے آئینے آئینے
 کا اطلاق نفوس کی خفا اور بدعتی موقوف نے سو یا اپنی بدعت کی دیکھ کر سب پر کی نہ محالی مادی کو پھانسنہ کی تحقیق مفسدان
 خلاف نفوس کی ہر وہ ہوئی چنانچہ مفسد ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ حدیث امیرین میں جو کہ نوادہ القضاہ سے نقل ہوئی تو بدعت خود خلاف
 اپنی مراد کے ہاں کہ سند کا مطالعہ اور محال راوی کا نام اور کتاب حدیث کا نشان دریافت ہوتا ہے پھر بل نا نداری موقوف کی اس سے معلوم
 ہو گئی اگر فقہا کسی فقہاء کا نقل کرنا کافی جانا تھا تو نہیں کیوں حال ہوا اور جو سند کفر و بدعت ہے اور حق بھی یہی ہے تو بل روایات
 میں کیوں کو تا ہی ہوئی اور جو خلاف مصلح کے ہو چکی وہ بدعت ہو وہ احادیث صحیح صحاح کی خلاف ہیں چنانچہ بیان ہوا اور کسی حدیث صحیح
 کے خلاف نہیں کیونکہ اسلام اور بخاری اور طحاوی میں صحیح ہے کہ زکوٰۃ اور صدقات اوسلح الناس ہوتے ہیں اسلئے ہی ہاشم کو
 سب ایک نفس کے اور انھیں کو بسبب ان کی عدم حاجت کے حرام اور مکروہ ہوئی اور فقہاء کو بسبب حاجت و ضرورت کے
 درست رہی کہ اگر ضرورت جمیع المخلوقات کا گیا ہے اور صدقات میں جو صدقہ دفع و ازالہ المرض کی واسطہ ہو وہ مرض خلیفہ اور جانا
 ثواب بدعت اور ازالہ اسکی تعمیرت کی ہو وہ بدعت قلب ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا سو یہی اس مسئلہ کی ہر کھانا موقوف
 مرض کا علاج کل پر ہو چکا اور نہ اسکا معاشی بدعت میں موت کا اثر ہو چکا ہے طلاق صدقہ میں فدا تھا تو یہاں بھی وہی ہے پس ایسے
 طعام کی فقہاء فرمائی ہاشم کو جائز ہے مگر طحاوی کو مکروہ نہیں بل لای بھی نہیں کہ ان کا قلب لطیف رہنا مناسب ہے وہ ہر شرف علم کے کہ
 فکر علم میں مکروہ نہیں ان کا طاعت ظاہری ظاہر کو زیادہ ملائی ہے پس اس سے نہ صدقہ کو یا تنہا ہوا نہ صدقہ کے کھانے کی بدعت مطلق

ان کے یقین زبان بھال ثواب فرما کیے کچھ حاجت رہی بلکہ وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر خیرات اپنے
 اور ان کی طرف سے کیا کرتے تھے چنانچہ قصہ سعد کا گزرا اب اگر کسی کو اب کارستہ بتائے میں تو وہ نہ دوسرے طرف میرا ہے فرصت
 وگوں میں کسی واقعہ ہوئی تب فرق پڑنے لگا خیرات میں اور کوئی کمال دیکھا تو وہی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو طرح کوئی دوسرا
 آدمی سہارا لگتا ہے کوئی سہارا لگے برسر ہاتھیں کوئی دسی کوئی لکڑی کوئی چیز آجاسے کہ اسکو کچھ کچھ جاکوں اسی طرح میرے
 ہستیا کرتا ہے اپنے زندہ اقربا کا اور اقربا کا یہ حال ہو گیا کہ ان کے حق فراموش کرنے کے بجائے کہتے بزرگان بن عیین ابام
 پر اور عیین کیا اسکو متفرق وقتوں پر شتا دسواں بیسواں دفعہ معین کر دیا تا کہ وارثوں کو بھی مستحق انتظام ہوں اور کوئی کوئی
 ہو کہ وہ اس مسئلہ متعلق نہ ہو کہ آج فارہ ہو چکا ہے میرا کے بعد کچھ میرا کے بعد اور یہ بڑا فائدہ ہے کہ تمہیں کے سبب یہاں رہا ہو
 کہ وہ خیال دل پر حار ہوتا ہے چنانچہ جو لوگ مصلحت تمہیں کے پائند میں آئے کھرے کچھ خیرات ہو جاتی ہے اور طرف ثانی جو بیعت ہے
 ان لوگوں کی نسبت کہتے ہیں کہ اس تمہیں کے ساتھ کام کرنے سے نکرنا اچھا اس آئو نہ منظور ہوتی ہے سو کنا آگیا مجھ میں اسلئے
 کہ ہر کوئی تو خود اسی کے واسطے نہیں کرتا اور اگر کوئی نو کے واسطے کرتا ہو تو اسکو بھی ہم منع نہ کریں گے اگر اسے حق میں خودی تو کسی
 کا ایک وقت بہت بھر چکا ہے تو کام اچھا ہے جاری فرض یہ نہیں کر لوگ رہا اور خود اسی کو واسطے کیا کرے حاشا وکلا ممل وہی میرا ہو
 جو خلاص ہے جو تباہی لیکن یہ اسلئے کیا کر لگی ایسے تہذیبی طور پر مل کیا اس کے سبب سے سکین سند پر اسے کسب کو منع کرنے نہیں
 آئے کہ جو اب میں طریق واسطہ لگاتا ہے کہ یہ بھی کچھ نہ بخرے خالی نہیں حضرت خدیجہ ابوالیث ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تیسری فرماتے ہیں بزرگ
 اصل لایس الیہ قال فی اقل ان الدنیا خربت منذ مات المؤمن لاہم کاو ایسٹون الاعمال للبرئیل الرباطات والنفوس والساہد ذکا
 لانس فیما شفقہ وان کانت لایا فرایفہ ودارا من سلین یعنی اس خیر کو روای سبب نہ چھوڑنا چاہیے کہتے ہیں کہ جبے خود اری کر کا
 کوئی نہ مرے گئے ہیں دنیا آخر مٹی ہے اسلئے کہ وہ جیلہ کام کوئے سے سرے پہلے سبب بنائے تھے تو کھانا اس بھلا تا کہ کام نہ کیا اس
 کہ نہ ایک کوئی نہیں رہتا لیکن کسی کوئی مسلمان اس خیر سے نفع پکڑے گا دیکھا کہ اسکو دے دے نفع ہو جائی تو حق و شک فاعل خیر کا خیر
 ہو جائی اس میں بیان پر اس کو جب باعث ہے نہیں اور سنی آدمی کے تمہیں کی حاجت ہوئی تو اب کھانا اور قاتلہ سالیانہ کھانی پر سویر
 ٹھہرا اور ایک نصبت اسکا یعنی شہابی پھر اسکا نصف پینے نہ ہا ہی پھر اسکا نصف یعنی پینا پس دن لیکن چو کا کہ تو میں مرد و چہ کا ہفتا
 کیا کیا ایسے بیعتا پس میں سے پانچ کر کے چالیسواں دن کر دیا اور بعد چل کی تار جو شرع میں وارد کی اس کے جزو مقامات ذکر کے
 جاتے ہیں اول جب خیر حضرت آدم علیہ السلام کا ہو چالیس دن تک وہ خیر اسی حالت میں پڑا پھر اس کا شرع شروع ہوا چالیس دن
 کی ہے اس کے فقرہ کے ابطال میں بحث در دوسری اور وقت ضائع کر رہے کہ کائنات دوسری کا دلیل شرعی ہے جو تباہی نہ کلام
 لای سے سورج روایات و عبارات مولف نے اپنے طے سالیں متعین سے نقل کیں اپنے غرض اپنی معین مدعی جانکر تو اسکا رد ہو چکا
 یہ کلام ہے مرد و بانیہ فکر و فکروں کا و سال خیر ایسے کلمات فضول سے ثابت نہیں ہوتے اسکا جواب اہل فضول یہ اصراف و کثرت فیضا
 کے مقابل میں ایسی عقیدات ہیں قابل انتقاد نہیں اور بدعت کا ایسا دلیل ہے نہایت بزرگات سے درست نہیں خدیجہ ابوالیث کا مدعی اس بنا

تک وہ سزا کا جس طرح گارہ لینے مکانات کا سزا یا جائی ہر شک ہو تا شرعی ہوا چالیس دن میں وہ خشک ہوا جس طرح وہ خشک
 کا پانی سے من میں تھا ہے پچھلے گھاسی طرح آدمی کی پیدائش میں بھی چالیس دن وہ نطفہ رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون بستہ پھر چالیس
 دن گوشت کے ٹکڑے پڑتا ہے چالیس دن میں غصہ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس دن میں مل بدل جائی اسی غرض سے صوبہ کہلے مدد جلائی
 راستوں میں مقرر کیا کہ اتنے دنوں کی ریاضت میں حالت نفس کی بدل جائی اور صرف میں کہ اگر چہ چالیس دن اخلاص اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ رکھنا اس کے دل سے چشمے رحمت کے پھوٹ کر زبان سے جاری ہونگے یہ حدیث تغیر ویزی میں ہے اور نقل کیا امام غزالی نے
 ایما العلوم میں کہ جو کوئی چالیس دن تک صیوم رکھے ساتھ پانچاں اللہ تعالیٰ اسکو دواؤں سے بری کرے ایک خالق سے دوسرے عذاب ناکر
 اور حضرت موسیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس رات اعتکاف کر و اسوقت ہم تمکو غربت یعنی توریت عنایت کریں گے
 یعنی اتنے دنوں میں حالات نفس و قلب و غیرہ بدل جاوے گئے قال تعالیٰ نہ اذ و مداموسیٰ اور عیین لیتہ اور عیین نے اس فیضی سے
 عنہ سے بابت ارواح انبیاء عظیم السلام کے یہ روایت کی ہے ان الانبیاء لایزکون فی قیوم ہم بعد لعین لیلہ وکلہم یصلون بین
 یدی اللہ صحتی فی الصور یعنی اس حدیث کے زور قاتی نے یہ لکھے ہیں کہ چالیس روز تک اس جسد مدون فی البقرے روح بہت
 پیوستہ رہتی ہے بعد ازاں وہ روح قرب الہی میں جاوے کرتی رہتی ہے اور شکل شکل جسد ہر جلد چاہتی ہو جاتی ہو انھی اور یہ جو علم
 میں مشہور ہے کہ چالیس دن تک ہر کسی روح کو گھر سے ملاوڑ ہوتا ہے یہ حدیث شاذ کہیں آئی پہلی ارواح انبیاء کی نسبت تو وہ صرف عیین
 کی دیکھی عام ارواح کی نسبت نظر سے نہیں گذری لیکن ہم لوگ بہ نسبت ملا ساجدین کے کہ ماہ اور سالان کتب علم کا تھیل ہا ہی نظر
 سے گذرنا دلیل اس کی نہیں کہ در حقیقت یہ حدیث آئی نہیں البتہ جتنے دلائل الاچاہیں جو امام غزالی کی طرف منسوب ہے یہ حدیث تو کوئی
 ابہر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذ مات المؤمن بدہندہ محل وادہ شہر یعنی جیسے جانا ہی موتوں پہلے
 ہے روح اسکی گھر کے گرد ایک ایک میسہ وینڈالی اخلاص مالکیت تقسیم ملاوڑ یعنی دوسری حدیث یعنی وہ روح کس طرح مقیم نہ
 ہے مال اسکا کس طرح ادا کیا جائی ورض اسکا غذا اتم شہر بنظر اللہ جسدہ وید ورجل قرومہ فونظر من ید ورجل من یحزن علیہ جب پینے
 پورا ہوتا ہے دیکھتی ہے اپنے بدن کو اور پہلی ہے گردن کے ایک برس تک دیکھتی ہے کون کیسے بچے دیکھتا ہے کس کو میرا غم پر فادہ اتے سنت
 رفت روح الی حدیث جتنے فی الارواح الی قیوم شغ فی الصور یعنی جب پورا برس ہو جاتا ہے اوشالی جاتی روح میں جگہ دوسری روح
 مع میں وہ وہاں رہتی ہی قیامت تک انھی لیکن یہ یاد رہے کہ رو میں انبیاء اور مؤمنین کی کسی جگہ میں لیکن جسے سب کو ایسا حال
 رہتا کہ گویا وہ اسی قبر کے پاس موجود ہیں یا اتفاق ہے الہی منت والجماعت کا گفتگو مسلسل کہیں سے کہیں پہنچی کلام اس میں تصا
 ہے کہ اگر کوئی عمل صالح کرے تو اس میں اس کو ازبشہ ریا کہہ دو گا ہم ترک نہ کرے کہ اگر کچھ ریا سے جدا ہو جائی تو وہ بھی خالی نہیں ہے نہ کہ
 مولف نہیں سمجھا اللہ یہ چہرہ اپنے دل سے کر لیا کہ مراد یہ ہے کہ عمل ریا سے بھی کر لیا کہے تو فائدہ ہے خالی نہیں معاذا اللہ الرنا رشک
 وارہے اسکی اجازت مولف ہی کا کام ہے نہ ابوالیث کا اور فرق ہے اس کے خلاف لوجہ اللہ شرع کرے اور ربا کا اندیشہ لفظ
 دال کر شیطان ترک کرنا چاہے تو اسکو کچھ کچھ دے نہ چھوڑے اور اس میں کہ بدعت ہی شرع کو کسے موقوفہ نے قسم دل کو کھائی کہ نہ شر

کہ عدد چالیس کا اکثر مقامات میں آیا ہے اور اس عدد میں یہ دلالت کل مقامات میں کی گئی کہ چھپلا حال بلجا کا چنانچہ خیر آدم اور غیر
نقطہ انسانی اور جملہ صوفیہ وغیرہ اشکالہ مذکورہ سے یہ بات ظاہر ہے جس لایہ ہے کہ چالیس دس میں مکت کی بھی ترکیب جمعی اور تعلق رومی
میں جو دنیا کے ساتھ ہے کچھ فرق دیکھنا ہوگا جیسا **اول** انبیاء میں صبح وار ہوا ہے جس میں نیز کے وقت بھی امداد شمس کا دستور
نیز کیا جائے کہ مقرر کیا گیا ہے رومی کا قاعدہ نصف کا جو سالانہ سے ششماہی اور ششماہی سے ماہی میں جانی کیا تھا چھپلا میں کیا گیا
یعنی چھپلا نصف بیسوں اور بیسوں کا نصف دسواں غرض کہ اس دستور پر قاعدہ فاقات کا نیز کیا اور ششماہی خزانہ الروایات اور
بعض رسائل میں اس عاجز کی نظر سے یہ روایت جمع الروایات کی گزری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر
حزہ کے لئے تیس دن اور دسویں چالیس روز اور چھپے مینے اور دسویں دن عدد دیا اگر حدیث کیسے قائل اعتماد کریں
گو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت ہو گئیں یہ مجموعہ الروایات پرانی کتاب سیکڑوں برس کی جو خزانہ الروایات میں بھی اس مجموعہ
الروایات سے بعض مسائل اخذ کئے ہیں یہ جو قدیم الایام سے زندگان میں فاقات متفرق ایام میں ایک امر ستارہ چلا آیا ہے
یا تو اس حدیث یا کسی اور حدیث سے انہوں نے استخراج کیا ہوگا یا بنا بر صحت یہ طریقہ خود مقرر کیا ہوگا کہ بعض اگر انہوں نے خود بھی مقرر
کیا تو وہ بھی صحیح ہے حدیث شریف میں آگیا ہے من فی الاسلام سنۃ سنۃ فلا جہا۔ علامہ شامی شایخ در مختار نے اس حدیث کے سننے کے
برکتی ہوئی دین میں بنا طریقہ نیک کا لگا اسکو اجرو ثواب دینا واضح ہو کہ اردین میں جو طریقہ نیک لایا ہوا اور حافظ قرآن و حدیث کے
نمودہ درست و نازیکیست زبان سے ترکیب جو ایجاد علامہ اور در مختار اور اسکے شاخ شامی نے اسکو سنت العلماء قرار دی ہے اور جانور کی
ہے ایک شکی سابق گزریگی اور معلوم ہے کہ یہ بھی بکولانہ ہے کہ کم سلف صالحین کے قواعد و اعمال پر اعتراض نہ کریں بلکہ اس کا اتباع
کریں یہ حکم ثابت ہو جا رہی ہے کہ دور دورہ والا اپنی پہلے دورہ کی اطاعت کرے چنانچہ قطبے بانی انام شمرانی کتاب الایمان میں ہیں
مکملات الشیخ ابن النبی فی القرآن نکذک لائلہ المجدون بنیو انما جمل فی احادیث الشریعہ ولولا یمام نہ لکذبت
الشریعہ علی جمہا و کذا القول فی اہل کل دور بالنسبہ للذوالنزی بکلم الیوم القیامۃ فان الاجمال لم یزل ساری فی کلام علماء
الایوم القیامۃ ولولا ذلک فرحت الکتاب و لائل الشرح عواش انتی۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی گفتگو بھی قریب اسکے ہے
کہ شروع پارہ مقبول میں فرماتے ہیں نیز بر کمال شاگردی دہر و شمار کمال تابعین علم جرائی و بنا دہا جس صدر اول اس بہت مرتبہ
مستوطانہ درویشان نبوت و ہمت محض کرسن و جہ کار غیر بھی کند و سن و کار۔ انسان و کذا الیوم القیامۃ فی کل طبقۃ مستقر بہا
الی طبقۃ السافرہ انتی۔ اب ہم مولانا عبدالعزیز صاحب کا ایک کلام جانتے کہ بظاہر مختصر اونی الواقع اس میں یہ سب تفصیلات
زبان کے خواہ سے ترک نہ کرنا چاہئے اور پھر نظر دی کہ آخر انون کے کام میں بھی محض کتب ہوا موقوف کو ہم ملا سے کو کام ہوتا ہی نہیں
اپنے ہم پر بنا ہوا موقوف ہونے کے بجائے اور تفریق سلسل جان کر تخریر کیا اور انیس جانا کمال فہم کے نزدیک مشکوک بنا ہے بہر حال ایصال
نیکسال و جب تک چاہے جائز اور بہ قیادت بدعت میں چنانچہ سب کے لکھا گیا اور اس تفریق سلسل کا جواب ضرور نہیں کہ خوش طبعانہ
مذہب اس مصلح کا کلاس میں کوئی بات پیوہ نہیں بھی جو کہ اشارہ عجاز دہم و فہم کے کچھ کیا ہے وہ مراحہ رومی ہو چکا زیادہ کچھ

مروجہ اہل اسلام داخل میں لکھتے ہیں اور بزرگ اس فرق کے مسلم الثبوت ظاہر میں ہے تفسیر پارہ عم والقرآن اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں بطور
خلاصہ ان کے الفاظ یہ ہیں قتل کرتا ہوں اول حالتی کہ کھنجر و جڑ شدن روح از بدن خواہ شدنی لفظ اشخاص سابقہ واقعت تعلق بدن
و کمر و وفان از باقی جس خود باقی بہت و انوقت گو یا بزرگ بہت کہ چہرے از اطراف و چہرے از اطراف موزنہ کان بزرگ کان
زود تری رسد و در کان مختل و حق مدد از میں طرفی باشند صدقات وادہ و فاقہ و ذوق بسیار بکار آوی آید ازین بہت کہ طوائف بنی
آدم تا کمال علی الخصوص ایک چلہ بعد موت درین نوع امداد کوشش تمام می نمایند اتنی جہا دل چاہے تفسیر و تفسیر فارسی نکالی کہ
دیچھے بعضیوں سے بعض مضامین نامہ میں باور گاہ باب انصاف جنہ داری کو بطرف کر کے خیال فرما دیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان ایام مروجہ کی امداد مقام وغیرہ کیلئے کیا علت جمع شری پیدا کی کہ مردہ کا دل ان ایام میں کچھ ہوتا ہے کچھ نہیں
اور زندوں کی مدد ان ایام میں جلتی ہے پھر اس علت مجموعہ پر یہ کیا حکم کلاسی ہے یہ بات ہے کہ آدمی اپنی اموات کو ایک برس تک اور
خامہ ایک چلہ تک مدد کرتے ہیں دیکھتے ہیں ان ملک امداد میں یہ برس سب مروجہ اہل اسلام یعنی مہوم دہم بہم چلہ شامی سالیہ سب
و اصل میں پھر شاہ صاحب نے اس رواج اسلامی کو رد نہیں کیا بلکہ اسکی تصدیق فرمائی یعنی اپنے مراحہ اس امر پر جو کہ دلیل لائے ہیں
بطور دلیل لانا شاہ صاحب اس زمین پر مقرر رواجی کو اور مذکر اسکو کسی وجہ سے دلیل مریع اس پر کہ یہ فعل جو عام طور پر طوائف بنی آدم
میں رائج ہے حق اور صحیح ہے لہذا سادہ ضاع ہر باب اموات نصیحت جب کیسکا کوئی عزیز قریب رہا تو چاہئے کہ قبر کے اسکی موت
پر تاکہ سختی اجرو ثواب ہو بلقی اور ابن مندہ نے ایک حدیث طویل روایت کی ہے جس میں بھی بیان ہے کہ ملک الموت نے آنحضرت صلی
علیہ وسلم سے بیان کیا کہ میں آدمی کی روح قبض کرتا ہوں جب اسکے لواحق روئے نیچے ہیں میں دروازہ پر کھڑا ہوجاتا ہوں اس روح
کو پہنچتے ہوں اور کہتا ہوں کہ لے رو بہو اقوم اللہ تعالیٰ کی ہمتے اس آدمی پر ظلم نہیں کیا ہے وقت سے پہلے جلدی نہیں کی اور روح قبض
کرنے میں کچھ ہمارے خفا نہیں اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر رنجی ہو تو اب پاؤں گے اور زنا مانو گے تو کھنجر ہو جاؤ گے و بکو تمہاری طرف
پھر آتا ہے پھر بارہ الی آخر نصیحت آدمی کو چاہئے کہ اپنی موت کو پیش یاد رکھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے پوچھا بارہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید و نکے رجب کوئی اور بھی ہو گا فرمایا ہاں جو کوئی موت کو میں شہید روز یا دیکر کچھ نصیحت آدمی کو چاہئے کہ
موت کیلئے تیار رہے اور اپنا وصیت نامہ لکھ کر ساتھ رکھے جس کسی کا فرض زمر ہو اور جو کچھ نماز روزہ حج زکوۃ اسکے ذمہ ہو اس کو زکیا
کفارہ ذمہ ہو وہ سب اس کا غنیمت سمجھے اسلئے کہ کیا خبر ہے موت کی سبک کسوت آجائے اور مرنے وقت زبان سے وصیت
نکلی یا نکلے اس کا نذر و وارثان بہت دیکھتے نہیں کہ دیکھتے نصیحت جب کوئی آدمی مراحہ سے اور کوئی شخص اسکا عزیز قریب اپنے خفا میں
زیادہ کچھ حاجت نہیں مگر ماں باپ تفریق سلسل میں اتنا فریاد ہے کہ جو کچھ مولف نے اس عبارت طویل میں لکھا ہے یہ ہے کہ عدد ہزار
کو تبدیل حال میں ایک ناسبت ہے جس میں یہ دیکھنا ضرور ہے کہ ایصال ثواب بعد تبدیل حال کے یا وقت تبدیل حال کے
سنا ہے ہاں زمانہ تعلق میت میں ہر مراحہ کیلئے کہ جو حق میت کو عطا اس طرف ہے اسوقت امداد صدقہ ہے چاہئے اور
جب تبدیل ہو گیا دن پر تو جس اس مفید ہو گیا گو فائدہ سے خالی نہیں علی ہذا سال کے تعلق کا جواب ہے تو وصیفات سال اور

اُس کیلئے فائزہ کرے اس میں کسی فقیر نہ دھرت کو کلام نہیں اور خاص میں کمال اگر اس کام میں صرف کرنے لگیں تو اس میں یہ شرط ہے کہ اُسے کلاموں
 میں کوئی نابالغ نہ لڑے یا کلاموں کیلئے کہ ترک بعد مرنے سوٹ کے ایک وارثوں کا ہو جائے پس اگر وارث نابالغ ہیں تو وہ مال خاص اُن کا ہو گیا
 اگر کوئی وارث اُن میں غائب نہیں سب موجود ہیں یا کوئی غائب تھا اور اُسے اجازت دیدی تو اس صورت میں ان کو خستہ یا جہیز
 چاہیں جس کے لئے صرف کر دیں اور اگر سب نابالغ ہیں تو ترکہ میں سب ان کی ملک ہو گیا اُن کا صرف کر دینا نیست کے احوال ثواب
 میں جائز نہیں نہ بکرا نہ کھانا نہ روپیہ نہ یہ فقط بجز کفین میں جو اوٹھے وہی درست ہے اور بس اور اگر بعض وارث نابالغ ہیں سب
 بھی نابالغوں کا حصہ کل شیا ترکہ میں مشترک ہے اُن کا صرف کرنا بھی ایصال ثواب کے لئے جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری کی جلد ساس میں ہے
 وان اخذ طعاما للفقراء کان حشدا اذ اکات اور غیرہ بالغبین فان کان فی الوریۃ صغر لم یخذ واذ لک من التزکۃ لکان انما عازتہ اور جگہ
 طعام فائزہ کے واسطے ہی خاص نہیں بلکہ اس قسم کے ترکہ کی چیز لباس یا طعام یا نقد تبصر میں دیا جائے کسی مدرسہ میں نہ کسی فقیر کو نہ عالم
 کو ہاں البتہ اگر کوئی قاعدہ شریعت کے تقسیم واقع ہو جائے تو بعض وارث کو اُن کا حصہ دیکر رہے بالغبین اپنے حصہ سے خرچ کر دینا درست
 اپنے ترکہ کے دہی میں وارث ہو کر اپنے حصہ ملو کہ سے صرف کرے یہ جائز ہے خواہ مدرسہ یا صاحب میں یہ فائزہ کریں اور سائیں کو کھلاؤ
 یہ سب بہت ضروری اہتمام ہے یا دیکھئے کہ فقیریت جب کوئی وارث اپنے مورث کی طرف سے کھانا کھلا دے تو وہ وارثانی ظاہر ہے
 کیلئے نہ کرے حریث شریف میں آیا جو بن مسیح سے اسب یعنی جو کوئی سوائے دو گلوہائی تعریف سماعت اور داد و دہش کی یعنی اپنی شہرت اور فخر
 پہلے اللہ تعالیٰ اُس اُدی کو ذلیل کر چکا ہے سانسے میں اس صورتیں مردہ کو ثواب پہنچا کر کیا ممکن وہ شخص خود قابل الٰہی میں گرفتار ہو گیا ہوا
 ہو جائیگی غنت بہاد گناہ لازم اور کھانا کو بھی چاہئے اگر معلوم کریں کہ یہ کیسے مقابلہ کھانا خور کر یا بظلمان شخص نے کیا کھانا کیا میں اس سے
 بڑا حصہ کے کرنا ہوں تو ایسی دعوت نہ قبول کریں خواہ وہ کھانا غنی اور نام کا ہو یا بنڈی اور غنی کا نام احمد رحمۃ اللہ علیہ دایت کہ کتاب
 کہ فرمایا رسول اللہ صلا علیہ وسلم نے جب دو آدمی ایسے ہوں کہ ایک کی صدق میں دوسرا بڑی حاصل کر لیا یا وہ کرے اگر وہ دعوت کریں تو
 نہ قبول کی جائے انکی دعوت اور نہ کھانا جائے اُن کا کھانا لڑائی مشکوۃ فی صحت یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ فرستہ راہی کو صدقہ کا
 کرنا خواہ اپنے لئے کرے خواہ نیست کیلئے شرع میں ستم نہیں صاحب مجمع البحرین لفظ نظر کی تحقیق میں لکھے میرا فی الصدقۃ ما کان من فخری
 پھر دوسرے بعد لکھتے ہیں ولا صدقۃ کا من فخری ہو رد علیہ الٰہی الصدقۃ بہ فخر مقبول لان قضاء الدین واجب پس معلوم ہوا
 کہ طریقہ چھانیں علی الخصوص جبکہ فرض سود و دیگر ہم پہنچا دے یہ نہایت قبیح و فحش ہے ایسا آدمی محض الجہل اور سوسریں پر چل کر پیدا کرے
 جس کو کسی شخص بیکار نہیں انکی کوئی دلیل عقلی بھی نہ ہو تو کوئی اور جو کچھ غور و دایت چلے حضرت حمزہ بن نفیل کی ہے وہ باطل لاف میں لڑے
 اور سلف کا بخل و عدم اعراض جب ہی واجب ہے کہ سب قواعد شریعہ کے ہو اگر کسی سلف سے ایجادت کا ہوا ہو وہ ہر دو قابل کے
 ہے چنانچہ صلوة رغائب کا رد کرنا اور دیگر امور پر یہ کاغذ و کتب میں جمع ہے کہ علما غفلت نے زمانہ سلف کے کیا جادات کو رد کیا کی علما غفلت
 تو یہی پہلے کی حرکت سے عوام اس زمانہ کے ایجاد کر کے باعث فتنہ ہوئے ہیں سو علما غفلت کو ہر ذرا سکود کرنا لازم تھا اور اب بھی وہی وجہ
 ہے اور شاہ علاء الدین صاحب کے کلام سے بھی سال بھر تک ایصال معلوم ہوتا ہے اُن کا کوئی شکر نہیں تعینات آیات میں کلام کی سودہ بدعت ہو

انصحت اگر وارثان میت بشرط مذکورہ کھانا کھلا دیں تو نہایت بیکار غریب شدہ داروں و دیہاتوں و اہل علم کو تمہم کہیں فقیر
 باب الزکوۃ میں لکھتے ہیں لا تقبل صدقۃ البطل وقرائۃ حاجی حتی یدیکم فیسد حاجتہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیش مشورہ اول خویش بعد
 درویش اسی حدیث کا ترجمہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تقصبات کے شرفاء میں جو رواج ہے کہ بزرگوار کے آدمی بھی کھانا نیست کا فائدہ علم و بستر
 وغیرہ میں کھاتے ہیں وہ بھی شاید اسی روایت پر مبنی ہو گا کہ رشتہ دار و وسیلہ دار اہل علم میں دوسرا دیہات و دیہات پر کہ تقصبات کو شرفاء
 فرقت اور وسعت کی کہ ان کو ترک غریب ہیں وہ آدمی کہ زکوۃ اُپڑا وجہ ہوا کہ اپنے مکان اور نقد اہل عیال کو فائزہ ہو گئی اُن کے پاس
 کچھ مالیت زائدہ فاضل ہے ایسے آدمی کہ میں بہت ایسے ہیں کہ اُن کے کھانے کا بھی ٹوٹا ہو پس شریعت میں ایسے داخل فقیر ہیں
 بنا علیہ بزرگوں نے ان کو کھانا نہایت اور مالوں کو چھوڑ کے قدم بجا کر بھی لگائی اور غلہ داری اور قربت الٰہی کا ہونا اور جوئے اور جہیز
 اپنے موقع پر صرف ہونا پس اگر یہ بیت اب بھی جو کچھ ضائع نہیں اور اگر اہل علم و رشتہ دار و مالکوس نیت سے کھلا دیں کہ کج میں
 اس کو کھلا دیں تو کل یہ جو کچھ کھلا دیا اس صورت میں ثواب نہ دیا جائے کہ ارادہ معاوضہ لینے کا ہو چر ثواب کماں فیکلن ہا حرا
 اور انارزادہ فی ذیالباب والصدوق والصدوق والصدوق اور چارم میں آئے ہے اس لئے اس لئے اثبات عقل مولدانی صلی اللہ
 اور بس الشکر لہ تعالیٰ کا ہونا نہ تعلق انوار بہان ثالث نے کشف تدریسات نو ثبات کار کے اتحاد اسکا کر دیا اور انظمام مع شہرہ کا
 سب پر واضح ہو گیا قولہ نور چارم میں آئے ہے اس لئے اس لئے اثبات عقل مولدانی قول یہ نور مل مقصود وایف اس رسالہ کا
 اور مرد خاص و اذلوہ اس لئے مولف کا یہی نور ہے پلے و نور اسکی ہی تمہید اور اسکی ہی تحقیق کو واسطے تھا اور ثبات میں بھی لکھا
 اثبات مدظر صلی اللہ علیہ وسلم علی مرآۃ عام عمر و سی غایت قصویٰ مولف کا یہی ہے جو کچھ مولف نے اپنے نزدیک کوئی حق نہیں کر
 ایسے بھی اور کوئی اعتراض نہیں جو اس میں اسکا جواب نہیں لکھا اور فتویٰ جو ورقہ جو تھا تو اسکو تو مولف نے سبیل سال میں نقل کر دیا کہ
 گرد و سراغی جو کچھ مولف نے چھپوئے صفحہ نام رکھا اس میں درج نہیں کیا گیا اسکی عبارت جواب اُپڑا میں لکھا ہے کہ اگر اہل
 ان فتاویٰ کو بھی نقل کر دیا جائے تو سناظر اسکو دیکھ کر اعراض جواب مولف کا خوب سمجھ لیں اور پھر انکی لکھیہ سے مطلع ہو سکیں اور جس میں
 سوال مجلس سید الشریف بکلام طریق جائز بہت و کلام صورت نیاز بلار دی و رباریاں باید کہ جواب ذکر ولادت شریف پیچہ یا
 صلا علیہ وسلم روایات صحیحہ و راو قاتیکل ز وظائف واجہ خالی باشد کفایتیکہ خلاف طریقہ صحابہ اہل قرون ثانیہ باشد و بقا دیکہ توہم
 شرک و بدعت راہ ان گنجائش نباشد و بادیکہ خلاف سیر صحابہ کلام صدق مانا علیہ اصحابی بیرون نزود بحسبیکہ خالی باشد از
 مکرمات شریعہ باعث فخر و موجب برکت بہت بشرطیکہ بصدق بیت و اخلاص باشد و عقیدہ از جملہ اذ حسنہ و مندوبہ فخریہ
 وقت من الاوقات باشد پس کسی را ز اہل احلام نیکو نام کہ ان جنس ذکر لغیر شروع و یا بدعت نہ داند و استدلال علی علم آوی بعض اوقات انکا
 بعض امر سبب چنان کردہ میشود کہ علما بصوت واجب نے نماید و باجمہل الاعتقاد فاعلش واجب ان نیست و حق و بدعت خواہ شد لیکن
 ہر گاہ کہ جنس امر جو بار و بار بار باعث فخر و عقائد علوم می گرد و پس انکون ترک ان سبب بہت ہے نہایت کہ اکثر عوام و بعض علما
 علوم الدین کا تحقیق سنت و بدعت خط و افرار نہ اند ان سبب داخل واجب عمل رہنما کہ انکس زور اعتقاد خود برتر از ان شمار نہ

قائم کی برکت ان جلال علیہ السلام نے جب ابن عمر قال الحمد لله والصلوة والسلام علی رسول
 ورسولہ کذا قلنا رسولہ صلواتہ علیہ وسلم قلنا ان قول الحمد لله والصلوة والسلام علی رسولہ
 اور عرض اس حدیث سے یہ کہ الحمد لله والصلوة والسلام علی رسولہ کہ ایک امر مستحب ہے لیکن چونکہ وظیفہ عطاس پر برخلاف فقہاء
 نے یہ کلمہ ذکر کیا ہے اس لئے یہ امر مانا گیا ہے کہ اس کا ذکر کرنا عبادت ہے اور اس کا ذکر نہ کرنا ترک عبادت ہے اور اس کا ذکر نہ کرنا عبادت ہے اور اس کا ذکر نہ کرنا عبادت ہے
 اس کا یہ ہے کہ شکوۃ الصانع میں یہ حدیث مذکور نقل کر کے لکھا ہے ہذا حدیث عن شیخ محمد بن عبد الوہاب نے دہلوی نے مقدمہ میں لکھا ہے
 احمد علی صاحب اس داخل سرور کو اپنے جواب میں باطل فرما چکے ہیں باغات کا ضم تو کی طرف وہ خود غرض مستحب کو بھی بغیر اذن شرع کر
 بنا چکے تو تلف کو اس کے جواب کی فکر ہوئی کہ نہ کہ جب تک کہ قول روزہ ہو تو یہ ہے تو مجلس ہو تو مجلس کی بجز درست نہیں ہو سکتی لہذا یہ
 نے اس کا جواب لکھا شرف فرمایا کہ اور چاہیہ پر ہو تو یہ صاحب کی نسبت شرکت مجلس وجہ اوریام کی تمت اور تکذیب اس کی کہ یہ ان کا
 ہے اور شہادت حافظہ جلالہ علیہ السلام کی لکھا ہے اس کا جواب بجز اسکے نہیں دیتا ہوں کہ لفظ اللہ کا ذکر میں مولانا رحمہم بر ذرا
 کی بدعت فرماتے ہیں اور مولانا کا یہی دھنسی یہ فتویٰ موجود ہے جس میں ہندو اسکے کتب و اہام مندرجہ چاہیہ سے اعراض کو کے اول
 ہے تاہن بنو نہیں کہ سابقا کلیہ شرعیہ ہندو چکا ہے کہ مطلق کو عقیدہ کہ تا بدعت ہو اور شائع شدہ یہی صلوۃ رغائب میں اس کی
 کر کے اس کیلئے سے کہ بدعت ہونا صلوۃ رغائب ثابت کیا کہ اب ہندو یہاں کچھ اور بھی مطلب لکھا ہے بخاری میں یہ کہ حضرت
 ابن عمر نے جو میں لوگوں کو صلوۃ شمس پڑھنے دیکھ کر فرمایا کہ بدعت ہو حالانکہ صلوۃ شمس سنت مستحب ہے اور مسجد میں جانا بھی مستحب ہے
 بایں اجتماع اس صلوۃ کا مسجد میں پڑھنا نہ تھا تو اس کو بدعت فرمایا اور اس پر انکار کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے صحابی نے جبرہم
 کے ساتھ نماز میں بدعت منکر فرمایا حالانکہ مسلم اللہ ذکر ہے اور جہیزہ کہ منوع نہیں مگر یہ کہ یہاں ہر منقول نہ تھا اس کو بدعت فرمایا حدیث
 وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہے امام صاحب کے نزدیک وہ لفظ میں کیجئے پھر راہ مصلیٰ میں بدعت ہے اس واسطے کہ یہاں ان کے نزدیک بدعت
 ثابت ہوئی ہے سو ہر غیر بدعت میں بدعت ہو حالانکہ جہیزہ باتیکر والذکر مستحب ہے اور جہیزہ میں کتا لان ذکر و اسلوا قصد
 وقت دون وقت اور بے دون شکی لیکن مشرور ہاں بدعت ہے حالیکہ کتا لان ذکر و اسلوا قصد وقت دون وقت اور بے دون شکی لیکن مشرور ہاں بدعت ہے
 ان سب سے یہ ثابت ہے کہ کسی اطلاق شیعہ کو غیر زبان و مکان و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے بدعت دون اذن شائع کے پس اس کیلئے
 مسلمہ تمام کتا لان احادیث اور روایات فقہاء مجتہدین سے غریب محقق ہو کہ اس کی حکم کا کتبہ بچہ تبدیل فیہ نہیں چاہئے نہ کی کہ
 نہ تبدیل و صحت پس مولوی صاحب نے بھی حدیث مجتہدین کی اس اثبات میں تحریر فرمائی تھی تو مولف نے اول تو بحث مقید
 میں بھی اور پھر معنی حدیث میں کلام کی فائدا اللہ تعالیٰ یہ سلیقہ اور یہ بحث اگرچہ ہندو کی عادت شرع شاعر یا اشعار کے سمجھنے کی وجہ اخت
 نہیں مگر یہاں بے ساختہ طبع نے یہ شعر لکھا ہے حضور شرع ہو کیوں کہ کلمہ کی کجی کا حصہ دلیل ایسا کرے تاہن بنو اس لئے اللہ تعالیٰ
 صاحب جم حدیث کی حدیث نقل کر دے اور ان کی تقریر میں جلیل کلام کرے تاہن بنو اس لئے اللہ تعالیٰ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زانوہ اللہ
 فانظر لہذا ردوہ البیاری فی باب سب وک مولف کے علم کو بغیر ملاحظہ فرمائیں مولف کتا لان کہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر ہرگز نہیں کہنا کہ

کہ ہوں اقسام الطعن فی الحدیث و ہذا ہوا الارض قول صاحب المصباح ہذا حدیث غریب اور بعضی حدیث غریب صحیح بھی ہوتی ہے اور بعضی
 حسن بھی ہوتی ہے سو عادت ترمذی کی ہے کہ اس کو کقول کر لکھتا ہے کہ ہذا حدیث صحیح غریب یا حسن غریب اور جب بیان کرے لفظ
 کا اور صحیح کا تو راوی اس سے وہی مطعون ہونا اس حدیث کا راہ گیا اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی لکھا ہذا حدیث غریب پس حدیث
 مطعون نہ محبت نہ بغیر اور بالفرض و بقدر اگر مطعون نہ کہ کسی مسلم رکھیں تو جائز یہ بات کہ حضرت جلالہ ابن عمر نے اس شخص پر انکا
 السلام علیہ وسلم لکھنے سے اسلئے کیا ہو گا کہ اس باب میں صیغہ فتویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دار ذکر و غما کی کتاب الذیابح میں جو قال
 علیہ السلام موطنان لا ذکر فیہا عند العطاس و عند البزج اور فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں جو چیز ایسا کی اس کو بھی منع کرتے ہیں
 کیونکہ وہ خلاف شریع ایجا ہوئی اور جن مقام پر فی شریع دار نہیں ہوتی وہاں زیادہ کرنا بھی چیز کا جو حسن اور باج ہوتی ہے تھما شیعہ نیز
 موضوعات سے بحث اپنی بہت چلے فائزہ وغیرہ لا کر اور مولانا احمد علی صاحب کی فقہ حدیث صحیح بعض اپنے جمل سے ضعیف بتا کر
 حقائق سے نہیں شرفا مولف و جہ ضعیف کی لکھا ہے کہ ترمذی نے اس کو غریب کیا اور جہاں غریب مطلق بلا قید صحیح یا حسن کے وہ
 ضعیف ہوتی ہے مگر یہ قول مولف کا محض غلط اور طعن جمل فن حدیث ہے اس واسطے کہ غریب مطلق ترمذی وغیرہ ہلہ عین میں وہ
 ہے کہ اس کی سند میں کسی جگہ راوی متفق ہو جائے چنانچہ خود مقدمہ شیعہ میں جو مولف کی نظر میں یہ لکھا ہے الحدیث البیہان کان راویہ و
 یسے فیما لہ اگر چند سطر پر حکم مولف دیکھو تاہن بدعت ہو جائے اور جو کہ سلیقہ رکھتا خود طبع ترمذی کو کسی عالم سے پراہنہ کر لیا کہ اس کو مسلم
 تو اس وقت ہی نہیں پس یہ حدیث ترمذی کی موافق اصطلاح ترمذی کے غریب اور صحیح ہے کیونکہ شکوۃ میں ترمذی کے لفظ نقل
 کرنا ہے ترمذی نے اپنی کتاب میں اس کو غریب کیا اور خود جہ عزت کی بیان کر دی کہ زیادہ منوع اور حالانکہ زیادہ منوع
 بخاری کی رواۃ میں ہے پس ہر حال لفظ غریب کا ذکر لکھنا کہ بدعت کے مولف کا حکم ضعیف کا کرنا کثرت رجاء سفہات ہے دوسرے
 کہ تمام راوی اس حدیث کے ثقہ اور مقبول ہیں کوئی بھی ضعیف نہیں پس اس کو ضعیف اپنی رائے سے کہہنا جہ نقات علماء پر کارا اور
 ضعیف کا مقبولوں پر کرنا کثرت بدعتی ہے یہ سرے کہ شیخ نے اپنے مقدمہ میں یہ لکھا ہے والغریب قریب بعضی اشعار و فہم
 اقسام الطعن و ہذا ہوا الارض قول صاحب المصباح الخو مولف اس کو نہ سمجھا اور بغا انیب ضعیف کا حکم دینے لگا اول تو وہ شیخ لفظ
 شیعہ لکھا ہے کہ جو نہ حدیث اطلاق پر دال ہو مولف نے اس کو قاعدہ کلیہ لکھ لیا وہ سب مطلق مصباح کی کثرت و دیگر عین و ترمذی کی پس
 شکوۃ اگرچہ تخریج مصباح سے ہے مگر صاحب شکوۃ نے یہ لفظ غریب تو مصباح سے نقل نہیں کیا نہیں اس کا قائل ہی اتہ ہذا حدیث
 غریب جو مولف اس اصطلاح پر حدیث کو ضعیف کہہ رہے بلکہ صاحب شکوۃ کو صاحب کتا لان فہا الہ ترمذی قال ہذا حدیث غریب جہا
 آدمی بھی جان جاو مگر قال ترمذی ہذا حدیث صحیح اور مصباح مصباح کی کثرت ترمذی کی اور قاعدہ کا اخلاق غریب ضعیف پر ترمذی کا
 قاعدہ نہیں غرض مولف کو خود مقدمہ شیعہ کی ہی فہم ہوئی اور خواہ غواہ حدیث کو ضعیف لکھا اور کچھ غریب ترمذی کی رواۃ کو کچھ اصطلاح
 کو کچھ مقدمہ شیعہ کو غریب لکھا خود ترمذی کو کچھ لکھا اصل یہ حدیث ہر گز ضعیف نہیں اور جب اس سے نہایت قوی ہے مگر یہ مینہ
 مرد و شرچہ شیعہ آفتاب اگر گناہ غریب ظاہر ہو مولف کی تعقید کمال تو واضح ہو گیا اور علم کا یہ جو جمل رکب ہے بھی حق ہو گیا

منع کیا اور مولد شریف میں جو بعض امور پر منع ہیں انکی نئی شرح میں وارہ میں پس قیاس کرنا اور فیضیہ کو منہ پر منع نہیں اجمال محققان بالغ نظر نے
ان امور پر جو کچھ نقل مولد شریف میں ہے انکو لکھا اور وہ جو عرض شمول ان امور میں کرے میں ان کو لگوں نے مطلق کو مقید کر دیا اسکا جواب لمصلحہ
عزیزات متفرق میں بیان کر چکے خلاصہ یہ کہ ان امور میں کجا اور کلام طہاراتی میں موجود کجا از ہجرت طاعنی قادی کی جو انکی کتاب میں مذکور
فی مولد البی میں ہے کہ کسی جانی پر دام لا بہ بعض اشیاء واللہ وغیرہ فیضی ان بقال ماکان من ذلک باخا جیست بعدین السورۃ لکل یوم
ہوئی کی وجہ رد تھا اور فی صریح میں اگر کوئی حال میں کجا زیادہ بدون اذن شارع کے درست نہیں اور فی خواہ صریح ہو خواہ دلائل ہوں زیادہ
ہے اس تفسیر سے مولد کو کوئی نفع نہیں ملا بعض لغویوں کی کہ اور یہ سب لغویوں کے ادخال زینت کی نسبت کیونکہ اسکا کیا کوئی دلیل نہیں لایا
اس حدیث کی جو تو جہ کی وہ بھی خلاف مراد مولد کے کہ نہ نفع نہ ہوا اور جو تصویف حدیث کی کہ تا قیاس سے بھی عہد ہے بل رہا اب اسکی
زیب و زینت بدعت محض ہے نہ کہ زینت و غیرہ کی بحث شرح سوال میں ہو چکی کہ اس سے معلوم ہو چکا کہ وہ سب معنی عہد و تصویف
اور بدعت منکرہ ہیں اور جو محققان نابالغ نظر مولد کے جو زہیات شرعیہ کے ہیں اگر چہ نئی دلائل ہی ہو اور ان کا قول بقابلت خصوص اور
روایات مجتہدین کے ہرگز معتبر نہیں انھیں تصویف نہایت کی جو مولد کی مجلس انکشتہ میں ہے کچھ شرح سوال میں گذر چکا اور کچھ مولد کے لکھا
باطلات میں ذکر اسکا ہو جاوے گا پس مولد کا قول اور جو کچھ فی شرح میں وارہ میں کچھ شرح سوال میں گذر چکا اور کچھ مولد کے لکھا
تو کلیات مخصوص و جزئیات مجتہدین سے منع کو ثابت کرتے ہیں اور مولد سے بجز اسکے کہ علماء دین نے جائز نہ لکھا محققان بالغ نظر
درست جانا فلان شریک ہو فلان کرتے رہے اور کچھ جہت نہیں اور یہ قول بعد ثبوت ہرگز شرعی نہیں ہو سکتا اپنا دل خوش کر لو اگر
اہل علم کے نزدیک کوئی دلیل نہیں اور طرفہ شاہیہ کہ مولد صاحب نے نفس فر کو مندوب قرار دیا اس مباح سے اسکا مقید کرنا اور
اسکے اطلاق کو تخصیص لکھا صاحب المال شرعی بدعت فرمایا ہے اور خود مولد بھی صفحہ ۸۰ میں بحث فاقہ میں قید اطلاق شارع کو بدعت
اور قابل زجر و توجہ نہ کیا ہے اور پھر یہاں ببول گیا اور وہ مخالفت کی چلا حالانکہ عقیدہ عوام کا یہاں بھی تقید کی ضروری ہو چکا کہ
الحاصل قبول مصلحہ میلاد کے اثبات میں مولد جہت شرعی سے تو عاجز ہے ہاتھ پاؤں مار کر ناچار احوال طہاراتی قیاس کرتا ہے اور یہ نہیں
مرداوت آتا کہ لکھنوی قولہ خلاصہ یہ کہ ان امور میں کجا اور کلام طہاراتی میں موجود کجا از ہجرت طاعنی قادی کی جو انکی کتاب میں مذکور
ہے بدعت ہونا اور مولد کا معلوم ہوا قول سورہ الدوی کا لایا کہ جس عوام کو دھوکا کجا اور مولد کا ہوا سے پس اولاً تو جواب اسکا
یہ ہے کہ جب مخصوص احوال مجتہدین سے بوجہ تقدیر و تبیین کے بدعت سید ہونا ان امور کا ثابت ہو گیا تو کیا لایا کہ علی قادی کا قول
یا کسی کا قابل قبول نہیں سب فقہوں کو اگرچہ کہ مولد اس قول کے ذریعہ اختلاف خلق اپنی کج فہمی سے کرنا چاہتا ہے تو میں طلب کیا
لکھنا سب ہوا پس سنو کہ ان امور طہاراتی کے ساتھ دوسرے کے میں یا نہ کا اہل سے ہی حرام و مکروہ شرعی ہیں وہ خود ہر حال منع میں
جیسا کہ شیخی زاملاؤندہ حاجت کا اسراف اور حرام ہے حال مدعیان ان المذہب کا وہ ان الشیطن الایہ اور حضوہ و بارہ کا خصوصاً صریح لکھا
جمع شبانہ میں اور اس حسن کے ساتھ حرام ہر الامور ان کان صیحا فکرمکلف و ہر عورہ من قرآل قدر لاجل النظر علی شہود شہیدی
میں عالمگیرہ و در غار اور حضور رفاق عباس خلافت و ترک نئی عن انکس کر یہ حسب اہم میں اور دیگر امور میں ایسے امور کا ہونا ہر حال اس

غلاباس بالماؤد و ماکان حراماً ہو مکروہاً فیضی! اور اس میں کو تخصیص بھی ساتھ نمینہ مبارک بیع الاول کے برخودہ مذکور وہ اس آسانہ بدعت
سے یعنی وقت صحابہ سے چلا آتا تھا لیکن یہ سامان فرحت سرور کا اور اسکو بھی مخصوص شریع الاول کے ساتھ اور پھر بھی خاص وہی
بارہو ان یہ میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کا آخریہ اور اول بیع الاول میں کرنا تحصیل و دو معین کے ساتھ
مصلح کو منکر نہ تھے اور عارفین ہاں میں منع زیادہ فیضی امور وہ ہیں کہ اصل اپنی بیع ہر گز سبب کسی عارض کے کہ امت اپنے عارض ہوں
جیسا کہ شیخی بیع بھی مگر سبب اگر کسی یا عوام کے فرد یا جاننے کے بدعت ہوئی اور بسا اوقات ذیل فرہ جائز تھے مگر ہر جہاں ہی تاکیدی
اہتمام کے بدعت ہو گئی پس علی قادی جو کہ جسے میں مل لکھتا ہے کہ اوچہ اولاً و آخراً بیع ہر وہ تو بیع بڑا بدعت ہے وہیں مکروہ ہوا
بیع بھی اور مکروہ ہو گئی وہ منع ہے پس ہر گاہ کہ اس زمانہ کے سبب بدعت و مکروہ ہو گئی تو اس جہت قادی کے کس طرح انکار
جو ثابت ہوتا ہے وہ تو مطلقاً مکروہ کو خود اصلی ہو خواہ عارضی منع فرماتے ہیں سو جاشا انکے وقت میں داخل ہوئی تھیں اس سے قیاس
معلوم ہو کہ اس وقت میں اباحت کے درجے میں باطنی تھیں اور وہاں ہی انکا تھا خلافت اس زمانہ کے کہ اب جملہ بیعات مہلکہ ہیں
اس مجلس میں عوام کے نزدیک کہ اور بدعت ہو چکی ہیں پس مولد کا استدلال اس جہت سے محض غلط ہے ہاں البتہ جو امر کہ سن
کر اہل مصلحت ہوں عارفینہ و مرجع صلیا کا ہو جیسا مولوی احمد علی صاحب نے تحریر فرمایا وہ جائز و مندوب ہو گا جیسا علی قادی لکھتا ہے مگر مولد
اپنی بدعت کی طرف اس جہت کو کہ فہمی سے لیا تا کہ خود علی قادی حدیث ابن مسعود میں فرماتے ہیں من امر علی رسول اللہ جملہ عوام و کم علی ان
فقد اصاب من الشیطان بن الاضلال فلیکن من امر علی بدعت و منکر اتھی۔ جیسا جیسا ری صاحب نے دیکھے اصرار کو بدعت کے ساتھ
اصرار کو کس طرح بدعت نہ کہنے پس قادی کی عبارت و دلیل واضح ہو کر تو ماکان حراماً و مکروہاً عام کر کے کہ اہل مصلحت ہوں عارضہ و دونوں مکروہ
اور کج بیع کا اس وقت تک درست ہے کہ اباحت کے درجہ میں ہے اور جہاں اصرار و تاکد کا درجہ ہو مکروہ و بدعت و خط شیطان بنا پس
اب اس زمانہ کی شرعی اور دینی عیسائی نے مکروہ و فساد اور یہ سب ان سرور مولد کے بدعت ہو گئے اور یہ عبارت قادی کی شاہد
انہیں کی جیسی سجان المدیکانہ مولد کا ہر اور کیا مدہ دلائل پیش کرنا کہ باید و شاید قولہ و اس میں کو تخصیص لکھا قول اب مولد
نے دلیل ادخال سرور کی شروع کی ہے بعد نقل قول علی قادی کے اور اب تار حلال ادخال سرور کا بیان کرنا کہ ہر سنو کہ زمانہ صحابہ و تابعین
و تبع تابعین اور چھ سو سال تک کہ فرما عالم کی ولادت کا اور دیکھتے ہیں ولادت کا اور بعد ولادت کے حالات اور شرح صد ورنہوت
اور بیان احکام و قصص و غیرہ کا تعلیم و تعلم کی طرح ہوتا تھا جیسا کہ میں علوم کا ہونا ہی نہیں عقیدہ تھا انعام طعام نہ کوئی انجیسا
کہ خود فرما عالم کے وقت میں تعلیم ہوتی تھی بعد چھ سو سن چار سو ملک مغربیہ جو مصلح ہوں تھیں ایجا کہ کیا تھا کہ روز ولادت کے آپ کے جمع علماء
کا ہونا اور ذکر ولادت و خیر و بخت کا کہ لکھا اٹھلا کہ رخصت کرنا چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ حسن المقصدی میں لکھتا ہے
کہتے ہیں عندئذ من اهل المولد الذی ہوا اجتماع الناس و فرقة ما ینس من القرآب و روایت الاخبار الواردة فی سہد امر الہی علیہ السلام
و ما ینس فی مولدہ من الآیات ثم یولم ساطعاً بالکون و ینصرفون من غیر زیادہ علی ذلک من البدیع الحمد الخیر پس اس جگہ میں میں تاریخ احوال جماع
اور انعام طعام کی قید اس ذکر کے ساتھ اضافہ ہوئی اور بظاہر خلق ذکر کو مقید کیا گیا اور یہی معلوم ہو کہ زمانہ سیوطی تک ہی بالکلیہ جیسا

شہر میں ہوگا ایک شہر ہے ملک و اق میں وہاں ایک شہر و بازار و زرگاہ سے آئیں پہلے کیا کیا یہ جو لوگوں میں شہر
ہے کہ سات سو برس سے مولدہ شریف ظاہر ہے اسکے یہ سننے کہ بعض خصوصیات کے ساتھ آتے دنوں سے ہے وہاں ایک مذکر مولدہ شریف
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلا آتا ہے اور بادشاہوں میں اول بادشاہ اسوید مظفر نے مولدہ شریف تخصیص و تعین کے
ساتھ بیچ الاول میں کیا خوشکسا بادشاہ نے شیخ عمر کو کہ پیر دی سی خلی میں کی ہر سال بیچ الاول میں تین لاکھ شریفی لگا کر برائی
ہو تاکہ اور اس سلطان مظفر اور ابن دجہ کے حال میں مختلف اقوال میں کہنے انکو عادل تھے کیا کہنے فاسق کتاب لکھا مگر بندہ کو
اس تحقیق سے کہ کام نہیں ملے مطلب غرض ہر سال سو قریب یا دہیں علامہ فاکانی اور کئی ہم مشربوں نے اس پر اعتراض کیا اور اسکو
بدعت قرار دیا اور ثابت کر دیا کہ اصل کہ پیش میں نہیں کہ یہ مٹ مٹ کر یہ سرور و زیور لایا جائے و مطلق کر کو تہد کیا جائے نہ اناؤ
ہیئت کے ساتھ اسکی اصل کہیں کتاب سے نہیں بلکہ شیخ اسکا موجود ہے پس یہ بدعت ضلالہ احوال اور دیگر جماعت کے اسکو بدعت
حسن قرار دیا ہر چند کہ یہ عاجز و خجف اس قول ان ملائکہ بدعت نہ ہو سکی توجہ بہ سبب سے جن کے کہ کسکسای اور آخر لیں بھی جاوگی
مگر ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکانی نے فرمایا ہے لہذا اگلی ہی تحقیق کرنا ہی العزم اسوقت کیا جاسکتا ہے علامہ نے اس پر دیکھا اور پھر
مطلق دہر زمانہ میں تین ہزار رو کر کے تھے اور اسکو بدعت کہتے رہے آج تک سات سو سال گزے کہ کہنے کوئی یہ یا بدعت صحیحہ اور بدعت
میں پیش کی مطلق ذکر ولادت کے فضائل بیان کرتے ہیں مولدہ کو بہت سے رسائل جمع کر کے مجملہ العزم پر کیا گئی ہوئے ہیں مطلق ذکر ولادت
ایک آیت اور تین حدیث لکھ کر اس میں شائیں بدلے لگا اور علامہ دلیل مولدہ کا یہ کہ عام کر کے کہتے ہیں فلاں نے یہ لکھا یا اول
محول دعویٰ کیا کہ علامہ بالغ مظفر نے ان قیود کو جائز فرمایا ہے پھر مورد الردی کی ایک حدیث نقل کی کہ جبکہ حال معلوم ہو کہ اسوقت کے مفسرین
نہیں اس سلطان مظفر کا قصہ اپنے سلال میں لایا ہوا اور بعض تطویل سے سوئے اپنا اور قیاسیہ کیا کوئی مطلب کی بات میں فلاں دلیل
اور حاصل غرض اس سے یہ ہے کہ صاحب علمائے جبل سے ہیئت موجدہ اس سلطان کو جائز و بدعت حسن کہنا تو اجماع جواز پر ہو گیا ہو
ایک بدعت تعلیمہ اجماع کی ہوگی اور بدعت خوش ہونے کی بڑی قطعی جہت ملے گی پس اب ناگزیر ہر ایک جہت کی حقیقت معلوم ہو جائی کہ بدعت
کہ شریف میں چار چیزیں ہیں جس جواز اور علت ثابت ہوئی کہ اول کتاب اللہ تعالیٰ و دوسرے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے
اجماع اہل امت چوتھے قیاس صحیح مجتہدین کا سوائے اسکے کوئی دلیل شرعی ہرگز نہیں پس باریہ اور حدیث سون و دونیں اس ہیئت اور تعین
اعادہ سرور کی کوئی دلیل نہیں ہاں نفس کر کی کو اس اعتبار کی ہرگز نہ ہو سکی دلیل کوئی نہیں بلکہ پہلے ثابت ہو چکا کہ قرائع حدیث میں نہایت
تعمین و قیود اور تشابہ کفار اور اخلاق فاسق اور ایسے سنسائیکر کی موجود ہے پس یہ وجہ شرعی توہم گزشتہ قیود نہ ہو جسکے جواز کی بیشک
نافی اور نافی ہیں پس اجماع اہل امت وہی ہرگز نہیں موجود نہیں جلال الدین سیوطی حسن المقصد میں کہنے ہیں فی بعض مکن یہ قیاس علی
الاصول میں ہر گاہ کہ خود سیوطی باریہ وسعت نظر کا نفس کار کیا ہو کہ اسکا حوصلہ ہرگز نہ جواز کی رو سے اور اس قول سیوطی میں حدیث و اقوال
حدیث سے نفس جواز کا ہونا نہ ثابت ہوا اجماع کا بھی انکار لازم ہے کہ یہ وہ بھی بدعت تعلیمہ ہوا و خبر واحد حدیثیہ اقویٰ اور ائمہ میں جب اس سے بھی
انکار ہو واجب ہی تو قیاس پر جو قیاس ہے سہارا پر کراؤ ورنہ اجماع کے ہونے کی ضرورت قیاس کی بھی اور فعل اجماع میں قیاس کب درج ہے

فصل کیا کرنا تھا اسکے زمانہ میں ایک عالم و الخطاب بن جہ جو حضرت دیر کبھی صحابی کی نسل اور ولادت صحابی کی بابت شرح علامہ زرقانی اور
دوسری تواریخ عربی میں کہتے ہیں کہ وہ علم حدیث میں بڑا مہر تھا کہ اسکا علم غرا و سنت اور تاریخ خوب کمال ثابت ملکوں میں پھر کے اسے علم
ماہ کی کتاب کا شرف شریف ملک اندلس میں اور در کش اور افریقہ اور دیلمہ طور و کشم و دیلمہ شریف و دیلمہ و عراق و خراسان و ماوراء النہر و غیرہ
میں خود علم حدیث حاصل کرتا اور دوسرے کو فائدہ دیتا پھر انجام کار کثرت سے چار چوبیس میں وہ شہر اہل میں آیا یہاں سلطان ابو سعید
پس صاف سیوطی نے انکار و جوہر رحمت کا جواز ان قیود میں کر دیا اور حال صلیبن کا بعد اتمام اس مکتوب کے واضح ہوا و چکا اب اسکو کثرت
نے جو انکار و جوہر اجماع کا جواز ان قیود اور اس ہیئت میں کیا گیا اس واسطے کیا گیا کہ اجماع کی تشریف شرح میں ہے کہ اتفاق مجتہدین صاحبین میں
اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرر واحد علی قول اول و فعل انتہی میں نور الانوار و الشرف اجماع اہل و فلاح الاصلیہ کلمات اللہ انتہی
سنا پس ہر گاہ کہ خود اسوقت حدیث میں فاکانی اور ان کے قریب علامہ نے انکار کیا اور بدعت ہونا اسکا ثابت کر دیا تو اجماع کا جو کمال
ہو سکتا ہے شرفا تو اجماع کے جو کمال ایک فرد کا بھی خلاف مانع ہے اور پھر ہر قرن میں علامہ خلاف کرتے رہے اور اسکے بدعت ہو چکے پھر
رہے لہذا جو اجماع کا ہرگز نہیں ہو سکتا اصل تو جانتے ہیں گو بلا ظاہری کثرت کو دیکھ کر اجماع صحیحہ جیسے اسلاف سمجھ رہا ہیں شرفا
یہ مسئلہ قیاسی رہا اور ظنی طریقہ اجماع شرعی ہرگز ممکن نہیں اور پھر مسئلہ اجماع کی بھی ضرورت ہے علی الحدیث اجماع و سلال اجماع خبر الواحد
واقیاس عندنا و الجور علیان لا یجوز الا اجماع الا عند من دلیل و امارۃ لان عدم السنۃ یستلزم الخطا واذ حکم فی الدین بلا دلیل خطا وحق
من تعلیم میں یہاں سنسکریٹے آیت و حدیث تو پہلے ہی سے متفق ہے اجماع کس شے میں ہاں اگر کوئی دو مل ہر جواں جو سیوطی نے
اس طرح کی بھی ہو جائے تو ممکن تھا کہ نہیں ہوا جیسے پہلے معلوم ہوا کہ کسی قرن میں اتفاق سیکا ہوا اور پھر وہ دونوں اصل فاسق ہی ہیں
لہذا انکو ملائے قبول کیا ہوا اصل اجماع کا نہ جواز اس ہیئت ثابت ہو گیا جسے جہت ظنی قیاس صحیحہ اور وہی برہم عزیز اس ہیئت میں
پائی جاتی ہے چنانچہ سیوطی خود اقرار کرتے ہیں اگرچہ بے علم لوگ کہ کہیں مگر حق یہ ہے کہ یہاں قیاس بھی صحیح نہیں اسواسطے کہ مجملہ شرائط
قیاس کے یہی شرطی کفر میں کوئی نفس مخالف حکم قیاس کے موجود نہ ہو اگر ایسی نفس موجود ہوگی تو قیاس باطل ہو جائے گا اور یہی شرط
ہے کہ قیاس فی حق میں حکم نفس کو متغیر کرے اسنے مطلق کو متغیر نہ لگا۔ قال فی التوضیح و لا یصح القیاس ان کان فی الفرع فصل لان
کان موافقا لقص ظاہر اللہ وان کان فی الفاسد لیل وان کان فی الفاسد لیل وان کان فی الفاسد لیل وان کان فی الفاسد لیل وان کان فی الفاسد لیل
علی اللہ و لا ینافی حکم کوئی تعالیٰ کفارہ اطعام عشرۃ سالین و کفارہ الا لایان فی کفارہ لہین قیاسا علی کفارہ اقص بغایت اخلاق
انفس انتہی پس ایسے نوک سابقا حق ہو چکا کہ حادث سے ثابت ہو گیا کہ مطلق کو متغیر کرنا ممنوع ہے کہ توہم حکم شرع کا ہے اور اس اجماع
تمام امت کا یہ شرح فیہ سے ہی اسکو خوب واضح اسواسطے لکھا تھا اور ذکر فرمایا کہ اگر کفارہ آپ کے وجود کا نفس میں مطلق وار د ہوا ہو نہ لگا
و لا تعالیٰ انما ینتہ ربک محمد اللہ و انشکر ما انتہ اللہ لہم مطلق نفوس مذہب ذکر فرمایا کہ قیاس مقرر کسی ہیئت میں کرنا کس
طرح بدعت ہو چکا کہ قیاس خلاف حکم نفس کے ہے اور توہم حکم نفس کو ہی پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا اور حسب عہد مولدہ شریف
کہ یہ قیاس باطل ہے کہ نہ اور مخالف حکم نفس کے پس معلوم ہوا کہ یہاں کوئی قیاس بھی صحیح نہیں جیسا تین جہت سابق نہیں تھی

مظفر کے لئے مولد شریف تصنیف کیا اسکا نام کھانا کتاب التورنی مولد السراج النیر اور خاص آپ اسکے لئے پڑھا لکھا ارشاد فی انعام میں سلطان سے پائی۔ مگر کن لوگ اس عالم۔ محدث کیا بعت مولد شریف لکھنے اور پڑھنے کے دشمن جانتے ہیں اور انکی برائی کچھ ترس حالانکہ کتب مستبرہ میں انکی تعریف مندرج ہے اور اس طرح سلطان مظفر کو بھی بڑا کئے میں اسکی بیٹیوں میں باجایا کھانا سب سے شکرین نے اپنا مزاج شریف کا عیب لکھا حالانکہ وہ پیش کا باجاقا مثل مل غازی آلات شمشیر جہاد میں داخل تھا اس کے قبل وہ وہ پس ہر جہاد جت شرعیہ اس امر میں موجود نہیں بلکہ اسکی بیٹیوں میں ایک اور اس بیٹی بلکہ بعت ضلالت ہے بغور ملاحظہ فرما دیں اب ان دو میں کو کچھ سیوطی فرماتے ہیں اس سیوطی کی تو حدیث عقیقہ کی ہر کہ اپنے اپنا عقیقہ بعد نبوت کے کیا تو سیوطی کہتے ہیں کہ آپ کا عقیقہ بعد اللہ علیہ السلام کیا تھا اور عقیقہ مکر نہیں ہوتا تو یہ نفع شکر ہے جو ہر جوہر کا کیا تھا اور اس نفع کو ہر حمل کیا جاوے گا اور شریف آئے کہو اسطرح شکر کیا تھا میں بریں قیاس بلکہ یہی آپ کے دو کچھ شکر کیا تھا اور اسطرح کہنا مستحب ہوا پس اول تو سنو کہ سیوطی نے اس مسئل سے نفس کرانی کو قیاس سے نکالا ہے کیونکہ اس میں نفع کا ذکر ہے تاریخ کوئی مذکور ہی نہیں اور اجماع و اطعام کا اس میں کچھ ذکر ہی نہیں پس اسے شکر کے بانی خود سب کی سب انکے نزدیک بھی اہل بدعت و کرامت پر اور مرت و انکار پر پائی ہیں اس امر کو خوب غور کر لیں مثلاً تعین و تقدیر مطلق کا اور تشبہ کفار کا اور ماہیت جہاد و رفقہ کے ساتھ اور سہل روشنی کا اور دیگر کلمات کا اس میں سے ان کو کوئی بوسے جو از بھی نہیں ملے اور انصوص قطعیہ سے نالافت انکی ثابت ہے اور اس سے یہی معلوم ہوا کہ انکے وقت میں اس احتجاج کو درجہ تکد کا بھی نہ تھا اور دلیل کو اپنی جہالت سے تیز بھی نہیں تھا ہر حال اس میں سے اعادہ سرور و استیجاب قربت مالی و دینی کا معلوم ہوا اور پس مولد و رفقہ اس زمانہ کو کوئی فائدہ اس سے نہیں ہوا دوسرے یہ کہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ مفرد السعادت میں اور اسکی شرح میں شیخ جلدی نے فرمایا اور اسناد و ان مضعی ہست و خالی از سند ہے ہم نیست اتنے اور بعض نے اسکو موضوع بھی کہا ہے ہر حال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہیں ہوتی پس قیاس اس سے کرنا بھی لائق اعتماد کے نہ ہوگا دوسرے عقیقہ کے لئے لغوی و شر دووں کو سیوطی نے ترک کر کے ایک معنی جاری لینے کہ دم شکر ہے سبلا دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہیں ہو سکتا چوتھے یہ کہ حق تعالیٰ نے ایجا و دبیشہ فرما کر عالم علیہ السلام کو منت اور احسان جہاد فرمایا ہے بقول تعالیٰ تقدیر اللہ علیہ وسلم از دبیشہ فہم الا یہ اور اس منت کا شکر عباد پر واجب کیا ہے۔ بقول تعالیٰ واشکروا نعمۃ اللہ انکم لانتہ اور دیگر آیات سے یہ ثابت ہے پس طلبہ کو کہو تعالیٰ نے مطلق لکھا کہ سیوت و ہیئت میں عقیقہ نہیں کیا پس اب یہ کیسیوت و ہیئت کی میفراس نص کی ہووگی تو ہی کیا کر باطل ہوا اور جمل نص میں قیاس کو تو ہی لغویہ اور خلاف مکر نص کے تقدیر ہونی تو ہی باطل ہوگا ہاں مطلق شکر مطلق اوقات میں فرض منصوص ہو سوس کلام ہی نہیں جو کچھ بحث ہو تو قیوت و تعینات میں ہوا اور ہر یاد دلاتا ہوں کہ سولے اہل شکر کے دیگر قیوت اپنے حال پر ہیں کلاس فرم سے ہی انکو کچھ علامتیں پانچویں اس حدیث ضعیف عقیقہ میں کوئی قید زمانہ کی نہیں کلاس تاریخ و ماہ میں کیا تھا پھر اس کا بیچ الاول اور تاریخ ولادت ثابت ہی نہیں ہوتی کہ ایک شکر اس ہیئت کا ہر نفس نفع ثابت ہوتا ہے کہ اقدم ہر وقت نہ کہ ہر اس کوئی قید ہی ثابت نہ ہوئی نہ تھا کہ نہ مکر باجماع عقیقہ کا قید ثابت ہوا اور ہر اس عادیہ مکر میں شکر میں تاریخ و مین پر اجماع ہیئت ہیئت میں مطلق شکر میں پس اس

چیز دیگر میں اور مزاج لہو و لب چیز دیگر و مجمل میں مانع مصطفیٰ شکر شدت سرور سے اسکو وجہ تھا اسکا نام ان پہلے انوسٹ رکھا کہ وہ مجمل میں ناپا تھا اور لکھا کہ اسکی مجمل میں خیال گئے ہاتھ تھے یہ جانا کا اڑا یا اسکا کہ لکھا رشتہ رشتہ جاتے تھے اور اشیا کی تعریف خود کیا میں تصریح بھی ہے کہ اشعار و قصائد خیالی کو کہتے ہیں پس کہاں تو یہ خیال اور کہاں وہ ہر اور خیال سے چشم بدینش کر کہ نہ بلو و عیون بدینش و نظر خلاصہ یہ کہ یہ صاحبان صافی طینت ببا عت مولد شریف کر کے لاکھ بولی کریں کہ چاند پر خاں میں ہوتی دیکھو تو بیچ غری میں ہر کسی بھی کچھ ثابت نہیں ہوتا پس قیاس بھی اس سے درست نہ ہوگا اور اس ہیئت شکر پر کسی صحابی اور تابعین سے ملدہ تھا انکو غیبت شریف کے واسطے تھا و کیوں قیوت و قیوتیں باطل مکر ہاں بعد چھ سو کے پھر اہل ہوا یا دل دلیل کی ہر کہ کچھ میں لکھا پس یا قیوت فاکانی کا اطلاق حکم کو زمانہ و ہیئت سے متبدر نہ کرنا ہر کس طرح نفع ہوا اور کیا اس میں قیاس ثابت ہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہوتا ہے نہیں بلکہ فاکانی کا اعراض قیاس ہے اور یہ قیاس خود باطل ہر اس کوئی قید ثابت نہیں ہوتی کہ لا یعنی ہر صاف ظاہر ہو کہ ہر ہر نص کو تو خود سیوطی و دیگر تھے کہ میں موجود نہیں بلکہ جو سیوطی نے پیدا کئے تھے وہ بھی لائے محض ہے خصوصاً ہمارے زمانہ کے مولود کو تو کس وجہ سے بھی غیبت نہیں چنانچہ ہر ذیقعل پر روشن ہے دوسری اہل شیخ ابن جریر شکر صحیحین میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر یوم عاشور روزہ رکھے و کچھ کو چھ لکھ کر کیوں اسدن روزہ رکھتے ہو یوں لکھا کہ اس روز میں فرعون غرق ہوا اور حضرت موسیٰ کو قیوت ہوتی تو حضرت موسیٰ نے شکر روزہ رکھا تھا تو ہم بھی رکھتے ہیں تو اپنے فرمایا کہ ہم حق ہیں ساتھ حضرت موسیٰ کے تھے پس اپنے روزہ رکھا اس کو معلوم ہوا کہ روزنت و احسان کے اعادہ سرور کا شکر کرنا دوسرے اب شکر کر یہ قیاس بھی درست نہیں اول تو ہی تقریباً میں بھی ہر کسکر وجود پر جو آپ کا فرض مطلق سے مطلق ثابت ہوا ہے پس قیاس لغویہ اور بسبب تفرک نص کے مطلق سے تقدیر طرف یہ قیاس باطل ہوا اور اس سے فقط جواز اعادہ شکر کا یوم و روزہ نعمت میں رہن جو نے ثابت کیا ہے کہ اسکی حقیقت بھی اب معلوم ہو جاتی ہے اور سولے کے کوئی قید قیوت و مولود و مکر اس سے ثابت نہیں ہوتی پس مولد کو کیا نفع ہوا اور خود ہیئت اجماع جو فاکانی کا اعراض ہر قیاس پر اب تحقیق اس واقعہ شکر کی جاری و سلم میں ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو قبل حیرت کہیں رکھتے تھے من عاتشہ قات کلین یوم عاشور تصور تشریف فی الجائزہ و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ نما قدم المدینۃ صابر دلی عادیہ قطلانی و امارت بصیرہ نما فرض رمضان فی السنۃ الثانیۃ و قطلانی ترک یوم عاشور ارفن شاعر و من شاعر ترک انقی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یوم عاشور اول میں جب اپنے حسب دست رکھا تھا کہ قطلانی خود علی عادیہ لکھ رہا ہے اور خود ابن جریر قطلانی بھی شیخ بخاری میں بھی قرار کرتے ہیں اور لوگوں کو امر فرمایا بھی بار اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا فرائض صوم کا بد دن ارحم تعالیٰ کے نہیں ہو سکتا پس یہ روزہ علی عادیہ رکھنا مگر فرضیت کا حکم زائد ہوگا پھر دوسرے سال زفرین منوخ ہو گئی تو صاف ظاہر ہے کہ شکر قیوت حضرت موسیٰ کے جو کہ ہے یہ روزہ نہ ہوا تھا بلکہ اعادہ و اعراض اللہ تعالیٰ تھا دوم حدیث ابن جریر کہ اس کو عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجہ لہود صیا یوم عاشور ا فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہذا یوم الذی تصورنہ تھا لہذا یوم فخرنا فیہ اللہ سے و تو فرعون غرق و قور فضا موسیٰ شکر فخر تصور فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہذا یوم الذی تصورنہ تھا لہذا یوم فخرنا فیہ اللہ سے و تو فرعون غرق و قور فضا

جس بھی سبکی بحث آوے گی پس بموجب نزودہ رسول متبول منہ اسد علیہ السلام کے متحمل مولد شریف کا ثابت ہو گیا و الحمد للہ
 ایسی خیال آتا کہ جو حصول رسالت کے واسطے ہیں ایسا کثرت بنیاد و سبب کہ جو اعتراضات غایب ہیں اس انکار دیکر پنا پس ثبوت کو کمال طور
 احواس کے ہی التزام کا حکم ہے جس جو اس کے موافق ہو اگر چاہے ہی عالم ہو وہ سوار عظمیٰ وہی ہے اور جو اس کے خلاف کے اگرچہ تمام عالم ہو
 باطل ہو اور اس سلسلہ میں اور اگر کسی عدم جواز ان قبول کا ثابت ہو گیا پس اصل ذکر ولادت و وفود و غیرہ عالم کا مستحق جلا و عارضہ بدست
 ضلالہ میں اور کثرت جہد جماعت کا اعتبار نہیں مباحثہ سے طریقہ صحابہ کی حاجت ہے اسلئے کہ ایسی قول پس ثبوت کو کمال طور
 اقوال مولف کو فیست و درم کا تو نام و نشان نہیں منور کثرت کمال اس کے منہ ہی کا دربار سے ایسا مباحثہ سوط قتال کے حکم سے کوئی
 ایک دلیل بھی امر قضا و فیہ میں مولف نے غیب نہیں لکھی ایک کثرت اور تہ حشر نفس کر میں بھی نہیں سو وہ سب کے نزدیک و بے اور قیود
 مرد جبکہ باب میں جس کا دعوت جو نامائین ثابت کر رہے ہیں مولف نے اس سوئے نقد کہانی کے کچھ بھی تو نہیں لکھا اور دیکھ کر کتابی
 کثرت کمال ہو گیا تو کچھ تو خرم کر کے آدمی بوسے شخص کے اس سالہ کو دیکھے نہ معلوم کہ وہ کمال ثبوت شک مولف میں پر یا منور قیاس
 اس رسالہ میں تو بیان سو دلاری کا قول نہ کر رہے ہیں جس سے بیان ہو چکے ہیں کہ سبب مولد و حرم تو اس میں شیخ میں ہوا و بیع و شہاد
 دہی سے نکلا کر وہ اور بدست ہو گیا وہی منوع ہو نہ مراد انھوں کی پر اس کوئی ثبوت تو درود و کنا میں اور سبب بیان جوڑی کا
 قول کہ مولد میں ایسا بیان علماء حاضر ہوتے تھے اور دعویٰ کا قول کہ بروا اہل اسلام شریعت میں غفل مولد کرتے تھے اور یہ ملی کاری کا قول کہ اس میں
 حاضر ہوتے تھے کوئی ان کا نہیں کرتا اور چند مالک کا نام لکھ کر کہاں ہوتا یا اور عرب میں ہوتا یا اور یوں وہ فرہ سلاطین کی حکایت کا شہر
 اور زنگیوں کی تسطیل کا و امیر مولف نے دلائل بھی ہیں جس کو اثبات کمال کتاب سے سبب کا جواب پہلے اجمالاً لکھا گیا ہے قطعاً
 محقق ہے کہ وہ اجماع شریعت کی وجہ تعلیق نہیں کی پر اس ہیئت مجلس مولد کہ سلطان مطلق کو قسم میں ہوئی اور یہی وہی کو اپنے رسالہ میں
 لکھتے ہیں نہیں پایا گیا کہ نہ بقران مولف ہر زمان میں ایک دو عالم اس کا شکر ہے اس اجماع حال ہا کہ ایک کا انفرادی تا ملع اجماع
 کا کہ پس جو کچھ امر واد کا خداہ قول اکثر طرا کا بقول مولف قناسو ظنی حکم قیاس کے پر حین اصول میں صحیح ہو سوتا یا بعض کے کہ تعین
 مطلق کا بدست ہو تاکہ جب مبتدع ہرگز ہرگز نہیں چاہتا سب کتب اصول میں شیخ کے ذرا علم چاہئے ہیں سب احوال کی غایت و معتاد
 نص کے رد ہو گئے اور حجت حکایات سلاطین و تسطیل نصاریٰ کی مردود ہو گئی تو مولف نے کو ثبوت کمال یا تو میرے کچھ فقرہ ہو رہا
 سورہ تو اس ہیئت کا ذکر ہے کہ جلال الہین نے بھی اور یہ ہیئت اس زمانہ کی سوئے قطعاً بدعت اور ضلالہ پر اس میں تو نام و نشان
 جو اذکا نہیں اور اگر ہم تسلیم کریں اور ان نقول کو مستحب بھی کہیں تاہم اس میں غفل مولد کا ذکر ہے اس میں کسی بھی ذکر نہایت مرد و کنا میں
 کثبات دعویٰ مولف کو سفید ہو مطلق ہے عقیقہ کا اثبات جو اس میں غفل کے نزدیک ہو سکتا یا ہر حال مولف کی اس اہل ذہبی سے
 کہ وہ در قیاس کہانی کے سبب کہ دعویٰ ثبوت کمال کا کہانی علماء عوام تو شاید دیکھ کر چاہیں کہ کچھ بھی علم ہو گا وہ کہ اس کو
 کہ ایسا کہ سببی دلیل شرعی نہیں لکھی اور ثبوت کمال ہو گیا معاذ اللہ عن ہذا السلسلہ فی القیاس اور حقیقت حال یہ ہے کہ علامہ ناگانی نے
 کچھ اس ہیئت عمدہ کر دیا کہ جو کچھ سیوطی نے حسن لکھا ہے تو ظاہر حال اسکا لکھ کر اور مال انجام کو لکھا فانرا کر دیکھ کر کوئی نہ

ہر چہ اب جواب ان کے نہایت کارایہ کام علماء اہل سنت بخوبی کو کچھ نصیر السلفین اور حق یقین اور یقین الاسلام اور یقین المرام اور اشباع
 کام اور اطلالہ الاذی و غیرہ میں جسکو دیکھتا ہو دیکھ لے لیکن کسی قدر مشتہ نہ خود دے بیان کرتا ہوں لمعہ ثنائیہ عرض کر دوں کہ یہ
 ہر سال غفل کرتے ہیں یہ ثابت کرتے ہیں کھیا کے جنم کی اور نیز اسمیں تشریح ہے نصاریٰ کے ٹیڑھی دن کا غنونا فائدہ مغنی القول
 بلا تعداد جواب سکا ہے کہ اگر فقط چند حجتان میں غفل ہوتا تو یہ بات کہہ سکتے تھے کہ مسلمانان نے ہندوؤں سے یہ بات سیکھ لی
 کی مشابہت کرنے لگے تم اصل حال میں چکے کہ اول یہی عراق کے شہر میں ایک بجا ہوا - وہ لوگ خود کھیا کنا نہیں مانتے کہ کس
 پر کام ہے - اور اس کے جنم کی مشابہت تو درکنار جلا اگر ہندوستان کے مسلمان جنم کھیا کی مشابہت کرتے ہیں تو بیان کر دوں شام
 بہت حد اصل مباح بھی کہ نکلا میں ہوا ہے اجتماع علماء و اطعام طعام و قدرت قرآن کے کوئی امر کر وہ نہیں ہے - اور اطعام خود
 جہل اور قرآن و ذکر سبحان تعین تاریخ کا لازم قطعاً نہ اس قدر فی حد ذات مباح ہو تو آخرت میں وہ لوگ اسکو عقیدہ میں لکھانے
 نے یہ عمل میں نکل ہو کر کے التزام تھا - اور دوام کی طرف سے بھی طمانیت تھی تو اس وقت میں قدر حال و حال کہ فرج جاتی تھے تو اگر چہ حکم
 ظاہر کے خونی خاکانی کا بجا دسرا تھا مگر فی الواقع یہ امر مباح تھا لہذا یہی امر حرم و ہندوہ مروی صاف ظاہر ہوتا ہے اور یہی
 یقین سیوطی کی حسن الحقت سے واضح ہے ہر حال مباح ہو کر اصل سلسلہ میں کچھ نزاع رہتی ہو جو بیعت ناگانی کی تو لکھی وہ دوسرے فریق
 کو بھی مقبول تھی - مگر اصل اجنت اور نفع مانع کے سبب سے بدعت حسنہ کہتے تھے اگر عارض ناگانی کا انکو بھی معلوم ہوتا تو وہ بھی اسی شرط پر
 ناگانی سے لکھا - مگر وہ اسکو ترفع جانتے تھے در نزاع غلطی تھی اور واقع میں نزاع حقیقی اصل سلسلہ میں بیت نقول اور یہ اقول اس
 زمانہ کے مولد کو ہرگز مجبور و مفید نہیں کہ مدین اب موجود ہو گیا ہے قطعاً - اور یہ تائید میں کہ اختلاف مانع سے بچاتی ہیں جیسا مولف
 خود کمال رکھا ہے - دیکھ کر اصل بیت کو طعام و شاد اول روز مستحب تھا اب یہ بیعت ہم کے منوع ہو گیا یمنین ابن ہر میں ہے قال ابو عبد اللہ
 لا زالت منہ حتی کان حدیثاً ترک انہی - پس گو یہ ہیئت مباح نہ کہ وہ سیوطی کی موقوف میں مباح - مگر اب کر وہ بدعت ہو گئی ہے -
 طعام میں حکم بھی بدل گیا - لہذا یہ احوال شادی وغیرہ کسی وجہ عقیدہ مباح مولف کے نہیں - اور یہ حال یہ بیان در زمانہ بدست ہیں
 سبب ہر حال علم غور و قائل سے دیکھے کہ مولف کی کیا فہم غوی ہے کہ ایک بھی دلیل مہیا نہیں لایا اور دعویٰ ثبوت کمال کا لکھتا ہے
 ان تسطیل انگریزوں کی حجت باقی ہے کہ وہ کسی نقل سے رد صحیح نہیں ہوئی اسکو اسکا ذکر کر کے لکھا ہو گا حال لاجل لا اذہ الاماۃ
 ہر حال جسکو قدر علماء پرچس نہیں ہے - اور ناگانی کا کلام بھی نہایت مستحکم ہے اور قابل تحسین اللہ انما اتی حقا و در قضا و قضا و طائل
 اطلال و قضا اعتباراً و اعتراضاتیں - قولہ لمعناۃ اعتراض کہتے ہیں لہذا اقول تشبہ انبیا میں ہے کہ یوم ولادت کو کسی بناویں
 اور شعل عیسے کے دعا لہ سرود شادی کا کہیں جیسا کہ قوم لکھا کرتے ہیں سو یہ امر تو مشاہدہ و محقق ہے کہ مولف ثابت نہ ہو نہ ہر زمانہ کا
 کہ ایسا ہے تین سو ہے ایک کہ کھیا کو اہل عراق عرب جانتے ہیں نہیں انوں کے کس طرح تشبہ کھیا کا کیا سوزنہ لکھ کر مولف کی انکلی کم فہمی
 مولف کی ہر اسطے کہ یہ حق ہو چکا کہ تشبہ حرام قطعاً ہی نہیں کہ کسی قوم خاص کو دیکھ کر انوں کی کوئی تشبہ نہ لکھا جائے اس کو اگر کسی لکھ کر تا
 ہندو و زبشہ عارض ہو جائے یا معلوم ہو جائے تو اب بعد علم کے اور عرض کے بھی کہ اسکا لازم ہو گا - اگر طبعی و شرعی امر نہ ہو اور وہ

مدینہ اور مدینہ و طائف کی کثرت میں کثرت کا کام دینا اور اس سلسلہ میں کثرت کا کام دینا اور اس سلسلہ میں کثرت کا کام دینا

ایمان تیرا بالربان یکتہ فیہا اسماعلا علیہ السلام من کل مکان وعلو امین اہل الکفر کلمہ الایمان اور اسی طرح قوالین ابوسعید پورانی نے
 لکھا ہے عا اذا طراب عالم جمع ایدید دور نظم ان شب بیتی شب میلاد شریف انعام اہل کفر و ضلال فرماید اور خود کلام ابن جریر میں
 س کی تصریح ہے تم کہنی ذلک لا رقام شیطان و سرور اہل الایمان یعنی کہا بن جریر نے کہ نہیں ہے مولد شریف میں گرد و میل کرنا
 شیطان کا اور سرور اہل ایمان کا۔ حاشا یہ کسی دورہ میں کفار اس محل سے جلتے تھے اس دورہ آخری میں یعنی نام کے مولد
 جیسے میں اور خیر جواب بھی ابن جریر کی طرف سے ہو سکتا ہے کہ جو کسی نیک کام کی طرف لوگوں کو توجیب دیتے ہیں تو ادنیٰ کا
 ذکر کر کے اعلیٰ کا شوق دلاتے ہیں مثلاً گاؤں کی دفعہ و مقدمات دین میں جب اہل اسلام کو بلے و غیبت میں تو انکو یہ کہا جاوے کہ
 اوطاق مقرر فرمادیں جس کفار کے بیان فات اوطاق ہے ذات اواز دخت تھو کہ کفار ایک و دین میں اور پتہ تیار لکھ کر اس کے گرد
 بیٹھتے اور عید کرتے تھے یہ کوئی نہ تھا نہ بت پرستی تھی بلکہ صحابہ نے کہا کہ ہم بھی ایک روز دل بہلایا کریں تو آپ نے حضرت کو
 فرمایا کہ تو تمہارا قول ایسا ہی ہو کہ ایسا ہی اس نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ اجل ان الہام الہم کہہ اور اس قول کو رد کر دیا
 اور صحیح فرمایا تو شایع علیہ السلام تو یہاں تک کی اعیاد اور رسوم سے متبع نہ دلاتے تھے اور ایک مولد دوسرا شروع بنا کر ضد مستند
 کی تائید کرنے کو دفع کفار سلیم کے واسطے جائز کہتا ہے معاذ اللہ بعلیہ اگر ان ممالک نصاریٰ کے جو ارض یہ چر یوز عہد ہے
 تو ہندوستان میں کوئی مسلمان کو خندونی ہے کہ ہندو کے جنم اور نصاریٰ کے بیسے دن سے ہو رہے ہیں اور یہی وہی فریغ فریغ اگر مسلمان
 کے مولد میں ہو تو کوئی صورت بھی ہے مولد اور ہندو کے مولد میں کہ وہ ان کی ریوڑی پر جمع ہوتے ہیں کو نسا احتشام ہے کہ
 کو کوئی اختیار کہے شریعت اسلام اور دفع منار کے واسطے تو جو کچھ یہ توہید ملیہ ہے اس کی کوئی صورت بھی ہو گو خلاف قواعد اسلام
 کے ہو مگر عیس اور ہند میں جو مولد ہوتے ہیں اس میں کیا احتشام ہوگا اور کو نسا طرراق ہے کہ مہکا تہذیب نصاریٰ یا ہندو پر جو
 کسی کو خیر بھی نہیں جوئی کر گیا ہوا مولد کی عقل باطل ملیہ نہیں یہی سلیم بدعت ہوگئی ہے آدمی کو پھر سو کر تو بات مولد سے نکالے لیکر محض
 از تکاب تشاہیر معنی شری کا ہے کہ مذکر گناہ بدتر اگر گناہ جہاد و عیدین کا احتشام اور مظاہر غفر مال کے احوال کا اظہار کیا کافی نہیں
 تھا جو انی طرف سے کوئی بدعت قائم نہ ہو بھر سخاوی اور ولیدین کے قول پر وہی کلام ہے کہ اگر اولاد اسکی وہ ہے جو مولد ہو
 تو خلاف نفوس کے ہرگز قابل اعتبار نہیں نہ اسکی وجہ و پر بیان ہوگی اور مولد کے مولد کو اس سے کچھ نہیں پس تشاہد کہ بات
 و حاشی سے بخیر ہونا اور اس کو بخیر و نیک سمجھنا تو فرض شرعی تھا قال مولد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی حکم نہ کرنا افسرہ و سیدہ فاطمہ
 لم یختل فیما دفن لم یصلح جلت ذلک لضعف الایمان و لیس من وراد ذلک جتہ خزل من ایمان۔ امر نہ کر سے فرض ایمان کا تھا
 اب مولد امر نہ کر من ایمان بتاتا ہے معاذ اللہ غفر مال کے ذکر ولادت کو کوئی برائین جانتا ہے منکر کو چڑھاتے ہیں جب مولد سے
 اپنے دین کے جانکی دلیل نہیں بنتی تو وہود کا وہی عوام کی واسطے مطلق ذکر مندوب کو اس کے قائم مقام کر کے اہل سنت کو تیرا
 کرنے لگتا ہے مولد کی روغن و جلالت قادمہ یاد کر لیا ہے مگر وہ سبھی اوپر ہی مقلد و پچان ہوتی ہے کہ لایعنی قول تیرا جواب الخ
 اقوال مولد کی خوش فہم خوش تقریر ہے سبحان اللہ کہتا ہے کہ ادنیٰ کا ذکر کر کے اعلیٰ کی رعیت دلاتے ہیں صحابیوں اور ادنیٰ تو عید ولادت

تو مولد کی خوش فہم خوش تقریر ہے سبحان اللہ کہتا ہے کہ ادنیٰ کا ذکر کر کے اعلیٰ کی رعیت دلاتے ہیں صحابیوں اور ادنیٰ تو عید ولادت

تو مولد کی خوش فہم خوش تقریر ہے سبحان اللہ کہتا ہے کہ ادنیٰ کا ذکر کر کے اعلیٰ کی رعیت دلاتے ہیں صحابیوں اور ادنیٰ تو عید ولادت
 کوئی نہایت شبہ لگا کر کہی گئی قاصد پرنزل قرآن میں ان کو تو اتانوں فائیم المون کما تون و ترون من اللہ مالہ و جون اس کی تفسیر
 یہی چاہئے اور اسی وجہ سے قول محمد بن مسعود گارز دینی کا کہ وہ لکھتے ہیں جب بادشاہ یا امیر ذی اقتدار اپنے گھس رکھا پیدا ہونے
 کی خوشی میں طرح طرح کے کلفات و ضیافت و قیہ کریں حالانکہ وہ انا و دنیا ہے یہ یہ مولد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں کیوں عیب
 جاوے کہ سبب نجات ہے پس اسی قبیل سے قول ابن جریر کا کہ عید میلاد میں واقع ہوا ہے کہ جب نصاریٰ اپنے پیغمبر کے میلاد کی ایسی
 خوشی کریں ہم تو ان سے زیادہ حق ہیں کہ اپنے نبی کی خوشی کریں اور اسی وجہ سے قول ہمارے مولد قبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وقوع
 ہوا ہے کہ یوں دے جب کہ ہم روزہ عاشوراء منکر نہ بنی ہوئی کہتے ہیں آپ نے فرمایا انا حق ہوں ہی گم یعنی جب ہم ہوا کا شکر ادا
 کر دوں گے زیادہ حق ہوں اسکا کہ یہ مجھ زیادہ مناسبت ہے ہوسے علی نبینا علیہ السلام اور لکھنے کی بیاباں اور ہے اگر ابن جریر یہی بقولہ
 حضرت یسے کو طیار ہے اولیٰ علیہ ولادت غفر مال کو خوش دونوں ایک ہی جنس ہیں اور یہی کوئی مائل ہم مشرب مولد کا اسکو شہ نہیں
 کہیگا اسواسطے کہ مولد کے نزدیک شہرہ بہر و جہشہ من کل الوجہ سادی ہوتے ہیں چنانچہ ہمیں بھی لکھ چکا ہے سوادل تو ہی مولد کا
 علم معلوم ہوا دوسرے عید ولادت میں کیا ادنیٰ کی ولادت اور کیا اعلیٰ کی عید نفس عید ہونے میں سب یکساں ہیں پس مولد عالم کے قاعدہ
 پر تشہیر تو ہو گیا و تشہیر نفس عید میں ہے معنی میں مولد ولادت حضرت یسے کی تشہیر سے یہ عید معنی ہوگئی نہیں معلوم کہ مولد کیا کہہ رہا ہے جو
 دلیل جواز بن جاوے گا البتہ اگر مولد کی کہنا کہ میں ولادت حضرت یسے کی ادنیٰ یعنی ناجائز ہے و تو اسقدر خرچ کریں اور اتہام کریں اور
 عید ولادت غفر مال کی اعلیٰ یعنی جائز اور عبادت اس میں کچھ بھی اتہام نہ ہوا البتہ کلام فی حد و دائرہ درست ہو جائی گو یہ محض حماقت ہے کہ کوئی
 عید یکساں ہیں دونوں جنی ہیں اور دونوں کی ولادت کی خوشی ہے کہ گم زیادہ ہے پس ہی تشاہد منوعہ موجود نہیں بلکہ مولد کے دین میں
 شہرے یہی مولد ہوتے ہیں کہ ابن جریر کو ہرگز یہ جواب نہ دے سکیگا کہ بعد از تکاب اب مولد نے خوب طوفاناری کی مائشاد اللہ اور آیت ان
 کو تو انامون میں ہی تو ہی معنی تھے کہ لے مسلمان تو تم کو تکلیف جہاد میں ہوتی ہے تو یہ کہ کفار بھی اپنے لپکر لپکر قد جان دل خرچ کرتے ہیں حالانکہ
 ان کو محض خطر ان ہے تم تو اپنے خطر ان پر کیوں نہیں کرتے تو شل کے مولد نے دلائل کو نیا سے عرض حدیث تشہیر کی مخالفت مد نظر ہے
 معاذ اللہ کہ مولد نے اپنی خواری علم کے ساتھ دکھائی چپ رہا ابن جریر کی مدد گاری کیا ضرورتی صحیح ہے تا مد و حق گفتہ باشد
 بیہوش ہنر ہفتہ باشد قول کا و دینی کو بھی منکر ہو جو دوسرے منکر کیلئے قیل ہی تو ہی جواب مخالفت نفس کا جواب و نہ پر
 ہے کہ فرحت ولادت غفر مال میں جس قدر کیا جاوے جو شہر مدعہ فقو لایسے مجلس میلاد و مدج سے اھو کہ کچھ ملاقات نہیں ابن جریر کا بھی
 ہی جواب ہے اور غفر مال کی حدیث عاشوراء کی تحقیق گندہ چکی یہ مولد کا ترشہ زہر باطل غلا ہے اور منہ ملیا کار کی حاجت نہیں ملے
 اور ایک خوبی بیاباں اور ہی قول یہ مولد ہی کی غفلت علم فہم کی ہے مذکور ہوا کہ تشہیر میں کفار کے فضل کو دیکھ کر اخذ کرنا
 ضرور نہیں نہ نا فہم مولد کی از سر تبا غلط ہے تشہیر سابق و لاحق سب طرح ممنوع ہوتا ہے اگرچہ ذکر جواب متنبہ ابن جریر
 اتفاق سے آئی کہ مولد کی بد فہمی کا بیان بھی اتفاق ہی رہا کوئی فہم کی بات لکھ لیتے قاعدہ قدیرہ کے خلاف نہیں کیا۔

تو مولد کی خوش فہم خوش تقریر ہے سبحان اللہ کہتا ہے کہ ادنیٰ کا ذکر کر کے اعلیٰ کی رعیت دلاتے ہیں صحابیوں اور ادنیٰ تو عید ولادت

فراموش میلاد شریف کی بنا پر ایسی توجہ بھی گمان ہوتا کہ اسی دلیل پر یہ عمل مبنی ہوا ہے انہوں نے عمل نصاریٰ سے کھلے ہر حال تکلیف
 عمل اس کلام سے دو سو برس پہلے یہ تخصیص تعین نہ ہو سکتی تھی اور علماء دین اس کی اصل نظیر شریعت سے نکال کر قوسے کی
 پکے تھے جس نے بھی جو جس شیخ منظم جو ہم تشہید نصاریٰ کا اولاد کا تختہ پھیل ہے خیر نہ ذکر اور اقراض شیخ کا اتفاقی الگیا تھا
 اب ہم رجوع کریں اصل کلام کی طرف اور بیان کرنی سلسلے ابطل و تشہید کے وجہ تیسری یہ ہے کہ نصاریٰ کا بڑا دن اور ہندوؤں کا
 جنم کنیا مہین ہے وہ لوگ اسی ایک دن میں جو کچھ کرتے ہیں اور اہل اسلام کے کیا یہ بات نہیں کہ خاص دن ہوں یا نہ ہوں یا نہ ہوں
 کے سوا کسی اور دن محفل میلاد شریف منعقد کریں یہ اول کی کل رنحوں میں مولد شریف ہوتا ہے کسی نے کہیں کیا کسی نے کسی دن
 بلکہ میلاد شریف کا اول گناہ ہونے میں بھی اہل اسلام مولد شریف کرتے ہیں انہوں نے اور نصاریٰ میں نہیں ہوتا تا کہ کسی ایک دن میں اور یہ مثال ہم
 اول شے کے جس کا موم عاشور اور ہم اول کتاب شریک ہیں لیکن ایک دن اول میں جو ہم رکھتے بیٹے ہیں اتنے میں میں نہیں بلکہ
 کتاب کا جاتا رہا ہے اور ہاں اُن سے جو گناہ جاتا ہے خود اور حضرت کی کتابوں سے ملے کہ اس جہاں ستر مخالفت کرنے سے شہر ہاں ہو گیا
 حالانکہ ہم ان کے اصل فعل میں یعنی صوم عاشور اور شریک ہیں پھر کیا خیال کرتے ہوں نصاریٰ کے بچے دن اور گناہ کے جنم میں کہ ہم ان کے دن
 و دونوں دنوں میں ان کے فعل کے شریک نہیں اور ہم محفل میلاد شریف کرتے ہیں ان کے تین دن اور ترتیب جدا اور ان کی رسم و قور و عبادت دن میں
 شرکت نہ کار و باریں شاہد است نظر اللہ تعالیٰ بلکہ میں شملوا سواس انھما یہ جو تھا جب جو بھان جزی کی طرف سے خلاصہ کیا کہ انقر
 والیوں میں علامہ ابن جزی اور جیس اہل سنت و اجماعت کا شرب ہنایت صاف اور تشہید کفر سے بالکل پاک ہے ہاں یہ حضرات ایسی
 تشہید جنم کنیا وغیرہ کی محفل پاک کی نسبت پیدا کر کے کچھ اپنی عاقبت خیر ہو گیا سامان کر رہے ہیں اگرچہ محفل اکثر متدین کی تکفیر میں
 سکوت ہے کیونکہ اگر وہ کافر ہو گئے تو اللہ نہیں ہے ان کی تندیب کہیں کیوں ہو کہ اپنا آلودہ کرلے ہاں البتہ بعض اہل علم تحریر فرماتے ہیں کہ
 ایسے تشہید دینے سے اور محفل و کیا سید الابرار کو اس قسم کی ممانعت اور اتحار کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے پس اہل اسلام کو بہت ضرورت ہے
 قولہ وجہ تیسری وہ یہ ہے کہ نصاریٰ الخ اول یہ تیسری وجہ عدم ممانعت تشہید کی مولف کی طبع و ادب ہے اور علوم ہو چکا کہ من کل الوجوہ
 ثالث مشابہت ممنوع میں ضرورت نہیں جیسا قیام مقتدی امام قادیان موجود ہے پس تجدید تاریخ کی ضرورت نہیں نفس تعبد تشاہد
 کو کافی ہے اور صوم عاشور اور شریک بامر اللہ تعالیٰ اور مفروض صوم عاشور ابھی مکروہ نہیں ایک صوم اول آخر محض تہجد کی واسطے
 محتجب ہے نہ فرقت کی واسطے کیونکہ تشہید پہلے بھی نہیں تھا جیسا ستر شوال کا بعد عید فطر کے نتائج سے متحمل رکھنا غنیہ کے
 نزدیک ہی اتحاد ملا کہ بہت جائز ہے اگرچہ تفریق مندوب ہے کیونکہ روزی نظر مفرق آگیا ہے یہاں تشہید نہیں اگرچہ تہجد میں تشہید
 تفریق ادنیٰ ہے پس حدیث دانی اور فقہ حنفی مولف کی مضمون ہوئی غلات اس مسئلہ عید ولادت کے کہ نفس عید میں ہر حال تشہید
 موجود ہے ہاں اطعام طعام تشہید نہیں جائز ہے بلکہ تعین روز ولادت بھی اور غیر روز ولادت بھی اور تین کام مسئلہ یہاں بھی خیال
 ہے استغفر اللہ من من یول النفس الا انہ فی اللیس مولف نے کیسا حق کو باطل سے مختلط کر کے مسلم کو گمراہ کیا پس کیا کہا جاوے
 خود ماخرین خود کریں کہ کیک شرب پاک تشہید کفار سے ہے زیادہ زبان و رازی کا جواب دینا ہمارا کام نہیں کوئی علم کی بات

کی ایسے الفاظ نظر نگ سے پرزور کریں واطین الا ابلغان لموت اللہ اعراض کرتے ہیں اگر تشہید کفار اس میں بھی محفل بدعت ستر
 ضرور ہے کہ یہ کہ قورن شہد میں پائی نہیں گئی جواب مولوی اسماعیل صاحب اپنی تعینات تذکرہ الاخوان وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ جو اہل ایسا ہوا
 زمانہ نبوت میں اہل صاحب العلوۃ والسلام اور تین زمانہ بعد یعنی صحابہ و تبع تابعین من و عمل بعدیہ نہ پایا دے اور نہ اول
 چاروں زمانوں میں اس کی نظیر و تشہیل پائی جائے وہ عمل بدعت ہے اور جو کچھ مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا وہ سنت میں داخل ہے کہ
 پس اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ من مولد شریف بدعت نہیں اس کی اصل بھی پائی گئی اور اس کی نظیر و تشہیل بھی اصل تو یہ ہے کہ وہ سب دراصل شریع
 میں قسطنطینی اور زرقانی و طبرانی وغیرہ محدثوں سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ علیہ السلام غزوہ تبوک سے مدینہ واپس ہو کر
 مسجد میں آپ اور بیت آدمی تھے حضرت کے چچا عباسؓ کی اجازت لیکر یہ اشعار پڑھے ہیں قبل طہت فی الظلال دنیٰ ہست و مع حیث
 یخضع الوریق ثم طہت الیلا ولا یشر انت دلا مضنۃ ولا علی بل نظیر ترکیب المعین وقدیم المشرقا واصل النری و تنقل من حبالبی
 رحمہ و اذنی مالم یطریق حدوتنا لعل کنتا فی صلبنا کتف یحرق و احوی بیک الیس من بن خندت علیا رتجبا النطق
 نہیں کفر و اسلام صحت و بدعت کا فرق سکود واضح ہو گیا قولہ موت اللہ الخ اول ستر اقراض کی یہ ہے کہ اگر مولود مرجع میں تشہید بھی
 ہوتا ہم بدعت قبول نہ کر دے کہ بدعت ہے اس واسطے کہ یا یہ قبول نہ کرنا کہ یا یہ کلب تک کے مکروہ ہو گئے ہیں اور تہذیب طین مامور
 کی بدعت ہے کیونکہ یہ قبول و قورن شہ سے ثابت نہیں ہوتی اور ان کی اصل دلتے نہیں معلوم ہوتی تو اس سے ظاہر ہے کہ یہ مخالفت سید
 قبول دے ہے نہ بسبب اصل ذکر ولادت کے کہ بارہا اس کا بیان ہو چکا ہے بس مولف کو اسے جواب میں اثبات ان قبول دے کا واجب تھا کیونکہ
 سترش بدعت کہتا ہے اصل ذکر کا مولد خوش فہم جواب میں اصل ذکر کو ثابت کرتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمادیں کہ مولف کس طرف دلیلی
 قائم ہو رہے ہے قولہ جواب مولوی اسماعیل صاحب قول سب ناظرین سچیم انصاف کہیں کہ یہاں مولف نے عبارت تذکرہ الاخوان
 کی جو نقل کی ہے کہ جو عمل زمانہ فخر عالم علیہ السلام اور تین زمانہ بعد یعنی صحابہ و تبع تابعین کی بدعت ہے اور یہ حد بدعت کی تعبیر
 دہی قول خاص ہے جو مولف نے مختار رکھا ہے لفظا و معنی چونکہ یہاں اپنے مدعا پر اس سے استدلال لاکھتے تو اس کو کامل و تمام
 بیان کیا اور ملوث ثانیہ نور و دیم میں ناتمام نقل کیا کہ طعن کرنا منظور تھا اور دہاں اُس کے قبل میں فرم خود خلاف مدعا ہوتا دیکھا تھا کہ غلام
 فہمی تھی بس یہ خیانت دین اللہ تعالیٰ اور شرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی بدعت کی ایسا کیسے کرنا کام ہے اور یہ آخر و زور ہو
 راجح نظر بند خود ہی بول پڑا اگر یہ خیانت مولف کی کچھ اس کو مفید نہ ہوئی اور اہل سنت کو کھڑی نہ ہوئی بجا چہ واضح ہو گیا ہر حال شہ
 شہور رہے ہی کی ذات دریافت ہو گئی ناظرین دونوں عبارت کو ملا کر دیکھیں قولہ پس اس بنا پر ہم کہتے ہیں الخ اول مولف
 کے فہم رکھنا وہ ہے کہ کفر عالم کا اول سے آج تک کسی کے نزدیک ناجائز نہیں اور اس کے اثبات کیلئے ستر زرقانی اور سوا سب
 وغیرہ کی بدعت کی حاجت نہیں اور جو کچھ مولف نے بری جان کنی سے لکھا ہے اس کو خود اہل سنت قبول کرتے ہیں مگر اس
 میں امتناع فیہ کام و نشان نہیں اور بلا استقلال بھی اس ذکر کو کسی نے منع نہیں کیا مولف اپنے مدعا کا علاج کرے نہ دلی
 اور اہتمام اس ذکر کے واسطے انھما صورت مکروہ کہتے ہیں شہ تداعی و اقل کے اور یہاں مسجد میں جمع جس قصیدہ کے واسطے جمع

فتاویٰ ہند میں ہے ازجبت بعد وفات منین نیا رو قصد کند حاجت شکم را بکثرت کند اقتدا سنت احوال خود را مسلم
 میں اگر کوئی متحمل باقد و شکم کھا اکلدار سے غسل کرے نہایت کم قدم و روا انصاف شری در کھو یا حشر کے لئے ہاں مسلم کو تکلیف ہے
 اسکی صاف شریعت میں کہے اور وہ لوگ اسکے پاس آئیں عربی زبان میں صفت اور فارسی میں ہاں کہلائے کہ اور طریقہ نامی تنظیم اور اگر ہم یہ مقام غور
 کہ نہ کہ خود سنت تھا اور اسلم اگر اضعیف بھی سنت میں ہیں سنتوں کا نام جو کوئی بوقت خطرات لکھے اسکو فقہاء بھیج کر جو اس پر بھیجے تو اس
 بت کو خدا سمجھے۔ مگر وہاں بھی بڑی محنت لکھ کر لکھ کر اصل بات اور بنیاد محفل کی میری وہ کہ فریضہ رسول اللہ علیہ السلام کا ثواب و تعظیم میں
 اسکی یہ کہ اگر کوئی فرش اور خیمہ اور شایانہ میری جو کہ وغیرہ آراستہ کرے اور اس میں کچھ ذکر پڑھو اسکو مولد شریف کہئے اور اگر کسی مٹی میں کوئی
 شخص کھڑکھڑا کر دو دیاج پڑھنے کے اسکو بھی شریف کہیں گے اس طرح اگر کوئی آدمیوں کو کھا اکلدار یا شیری باندھے اسکو بھی مولد شریف
 کہیں گے اس طرح اگر کسی جلد میں بخور سلگا یا جاوے یا عطر لگوں کو ملا جاوے اسکو بھی مولد شریف کہیں گے اس مسلم کو کھل کا نام محفل
 مولد شریف اسی حسب ہوتا ہے کہ اس میں کھل دو شریف یعنی بعض صفات و معجزات و خرق عادات وغیرہ کیا جاتا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ اصل اس
 محفل کی ذکر پاک ہے اور یہ ہم ثابت کر چکے حضرت نے کچھ عباس نے ذکر پڑھا اور ایک اور صحیح صحابہ کرام نے ثابت ہوئی مولد شریف کی باقی یہ
 لمحات جو مالک ہیں نہیں کھلے اصل سنت ہونے سے شال کی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تعلیم دین ہوتی تھی اور اب بھی
 نہیں چنانچہ شرح سوال میں ذکر ہے جاکس ریخت اور تکلف مہیانت کی بحث محض کہ مٹی مولف کی ہے بلکہ اب عند کرنا چاہئے کہ شریعت سے نہ یہ
 ضیافت ہاں ہے اور نہ ضیافت کا اکرام واپس پھر کو سنت کہ مولف کے ہم ناموں نے دیکھا ہے کہ ہاں علم کجا کہ مولف کے ذکر رولن آسا
 بھی کر وہ نیکو لاسول ولادۃ الالبانہ اور کائنات کا مجموعہ ہی ہو جاتا ہے کہ خالی کرابت و بدعت سے ہوا چھ موانع حکم فرج کے ہر دو جن میں سے
 کرابت بھی حاصل ہوتی ہے کھیکہ کہ قرآن و کھیکہ کہ پڑھنا سنت تھا اور نماز سنت تھی مجموعہ کو شایانہ بل کتاب ہو گیا اور کسی شریعت اور قرآن شریعت
 جمع دونوں کا کردہ ہوا اور علی بن ابی طالب نے ایک مدد دیکھا ہے کہ جسکی معنویت اجزا اباح ہو دیکھ کر کبھی یہ ساج ہی رہیگا اور پھر وہ تمام ہے
 اور فرق کی پہلنگد چکی ہے مولف نے یہ کیا کہ اگر اضعیف سنت ہے اقلین شے بھی دعوت ہوتی ہے پس مال کہئے اور بدعات کو سنت بتانے
 لگے اب کھیکہ کہ بدعت کو سنت کہنے والا کون ہوتا ہے **قولہ** محفل مولد شریف میں وہ چیز **الاقول** یہ مولف کی ہے سود تقویٰ ہے مولد کو خیر کا
 ہی نام ہے مگر اس کے ساتھ اگر کوئی امر کردہ منضم ہو جائے تو مجموعہ لا ریب کردہ ہو جاوے گا کہ مجموعہ حلال و حرام ہی ہوتا ہے
 حدیث میں موجود ہیں اور تمامہ کو یہ فقہاء کہنے لگے اذا اجتمع الخوام والحمال غلب الخوام میں انور اللغات سے بیشک حرمت و کراہت آویگی
 یہودی کا انکار نہایت ملامت ہے صلواتہ قرآن کو کھیکہ پڑھنے سے اور شمل مصاد سے اور اصل سے اور افاض منصف ہیں اور انک اور تصویر کے
 پروردگار وہ جو کئی ذرا انکھڑکھڑ کر دیکھنے حال یہ ہے کہ جو تہذیب و تہذیب شرع کا کہ دیوگی بدعت و کراہت محفل نہجادی در نہ نہیں اور سنت ہونا تہذیب کا
 مانع بدعت ہو نہ کیا نہیں ہوتا **قولہ** شال میں کہ **الاقول** اول تو مولف نے شال مامرات کی جو دی ہے بالکل غلط ہے کہ کوئی
 مولادیں جو امور لاسحق ہیں یا خود کردہ ہیں یا حقوق و تہذیب کے سبب کردہ ہو گئے ہیں مگر ہر حال ایک امر زائد علی اصل ذکر ہے اور اس شال
 میں کوئی امر زائد تعلیم نہیں تعلیم ہے ان تعلیم کے دو طریق تھے تبدیل طرز ہی از عم مولف نہجوق امر زائد سو مولف کے فہم میں

لکھائی مولد و اصل میں مولد کو کھل کا نام ہے مولد شریف کہیں گے اس مسلم کو کھل کا نام محفل

مدارس اسلامیہ میں ہوتی ہے لیکن اسقدر فرق ہے کہ سورت میں آتا اور جتنے شے شکر دستے تھے چنانچہ بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ یہ سب
 محدث لکھتے ہیں کہ ہمارے استادوں نے یہ حدیثیں ہمارے سامنے پڑھیں اور ہم کو تعلیم کیں جا بھی لفظ حدیث اور اجزا وغیرہ لکھتے ہیں چنانچہ
 کہیں اب تک تیرہ سو برس ہو چکے دی و متور جاری ہے کہ استاد پڑھتا ہے اور شاگرد سنتے ہیں جو شہر ہوتا ہے استاد سے دریافت کر لیتے ہیں
 ہندوستان کے مدارس کا یہ طریق ہے کہ شاگرد پڑھتا ہے استاد سنتا ہے پھر امر خلافت ان کے کھیل اور تعمیر مدرسہ کی حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے ثابت نہ ہو کہ نہ عمر عثمان نہ عقی سے رضوان اللہ علیہم اجمعین اب وہ تعمیریں مدارس کی بچہ کی جاتی ہیں کہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ کچھ
 کے نسخہ مصور سے بھی ان کی بنیاد محفل متزلزل نہ ہو اور پہلے صحابہ و تابعین حتیٰ کہ امام اعظم اور امام محمد و ابوالوفاء تک تعلیم علم دین کی بابت
 نہایت تعلق جو مدرسہ حدیث کا تھا کہ ہر کاسی کے کمالین پڑھتے ہوئے کسی کے پڑھنے کے بل ب صرف نحو وغیرہ کی حدود وغیرہ میں کہ فلاں فلان
 از مخطا ہے دوسرے یہ کہ زمانہ مفر نام میں دونوں طریق موجود تھے آپ بھی فرماتے تھے اور یہ کہ صحابہ نے عرض کیا ہے تقریر فرمادی ہو چکی
 چنانچہ بخاری نے اس کے لئے بابی بنی و اصطب کیا ہے پس دونوں طریق سنت ہوئے مگر کچھ بل نہیں ہوئے اور کچھ بل نہیں ہوئے و دونوں طریق چلے
 آتے ہیں اگرچہ ایک کہ ہر تیسرے یہ کہ مولف نے حدیث اور اجزا وغیرہ کو سب کو ایک سنی حدیث کی جان کر نقل کیا اور یہی تفہیم و توفیق کی
 فن حدیث اور اصول فقہ اور اصول حدیث سے ہے کہ نہ کہ حدیث و اہل بولتے ہیں کہ استاد اپنی زبان سے پڑھے اور اجزا ہوں کہتے ہیں
 کہ شاگرد اپنی زبان سے پڑھے استاد سے پس بخاری علم وغیرہ صاحب کتب سے جو طریق استفادہ اسکو لکھتے ہوئے ایک حدیث پڑھیں لا کافرا
 ہوئے دلیل لکھا اور دیکھ بھج جان اللہ حدیث مولف کو خوب آتی ہے پس اور تو کیا کہوں پس مولف کی شال محفل ان کے جہل سے خبر دیتی ہے
 نہ شال محفل میں مطابقت دعویٰ دلیل ملتا ہے اور نہ اہل مطلب تہذیب کہہ لیں زیادت بدعت و کردہ ہے اور کہیں جائز ہے سب کو ایک راہ
 جلاویا ماشاء اللہ اور پھر دعویٰ علم کی نہایت ہی نہیں ہر حال مدارس ہندوستان کا طرز تعلیم حدیث کا خلافت زبان مفر نامہ دونوں سابقہ
 کے ہونا بالکل غلط ہے دوسری شال تعمیر مدرسہ کی بھی محفل کہ مٹی ہے صد کہ سب اصحاب مطالب علم دین و فقہ و ہدایت رہتے تھے
 مدرسہ کی تو تمام کا فرق ہے لہذا اہل سنت وہی ہے ہاں تبدیل سمیت مکان کی ہوگی سو مکان کی سمیت مطلق ہے جس سمیت پر
 مناسب وقت ہونا چاہئے۔ المطلق بخاری علی الاملاقہ بان قشایہ کفار وغیرہ امور منوعہ ماضیہ و پس بنیاد محفل خود امر ہاں اور فقہی
 ہے کہ بادار اس کا بنانا مشکل ہے پس کسی وجہ سے شال صحیح نہیں کیونکہ عین سنت ہے اور تہذیب و تہذیب کا جو ہے سو وہ باطلاق بعض شایہ ہے
 خلافت انور لائق و کرم و کرم کے دھماکل شے دیکھیں ہمیں باقی استحکام مدرسہ میں ایسا کو شایہ کا وہ ایمان مولف کا ہے کہ انکی ہی
 انبار کو لکھتے ہیں اور زمانہ مفر عام میں مل کو لکھتا تھا قرآن میں فرمایا والعا لیں علیہا سودی امر دیتی فرمایا بھی ہن کوئی امر زائد
 نہیں ہاں غیر وقت ہوا ہے کہ اسوقت بطور رزق و کفایہ کے تھا اور رزق قضاۃ و ذل و غزاة وغیرہ سب ہی تھے ماب طور اجرت
 مگر گراسیلائے اشافہی اجرت لیکر کجا نہ فرماتے ہیں پس بھی کوئی امر زائد لاسحق نہیں ہوتا تہذیب و تہذیب ہی ہے اور تہذیب و تہذیب اختیار ہوا ہے پس
 طفل مولف کی باطل ہے اور صرف نحو و ادب سانی یہ سب باشاۃ النص سنت ہیں فرمایا علیہ السلام نے علیکم بدیوان العرب جب آپ نے
 زبان عربی کے اصل محاورات کو جانتا لانا کہ ہاں تو فہم ان سکولار میں یہ بھی کوئی اپنا کجا و ادب اپنی طرف سے زیادت نہیں بلکہ کفر نام کا ہی ہے

دوسری سنی اسباب میں مولد کا نام ہے مولد شریف کہیں گے اس مسلم کو کھل کا نام محفل

باقی را در دو سلام مع کھڑے ہو کر پڑھنا یعنی اسکی اصل بھی مجتہدوں سے ثابت ہے یعنی احمد بن حنبل کے ساتھ بھی بن مسعود
 سے ثابت لگا کر بیان کرنا شروع کرتے تھے اور پڑے پڑے عالم مجتہد حضرت شافعی ابن ہریری اور ابن خالد اور امام احمد وغیرہ
 رہتے تھے اور تحقیق کرتے حدیثیں اور کوئی ان کی ہیبت اور رجال سے بیچھڑ نہ سکتا تھا یہ حال قادی پر نہیں موجود ہے ان کو تو
 مجتہدوں کے فعل سے ثابت ہو گیا اگر کوئی شخص ذکر الہی کہہ کر کہے مجھ سے اور حضرت سلمان بن مرہ کہہ کر کہے مجھ سے اور حضرت یحییٰ بن
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بس اب باقی رہ گیا تھا یا شریعی دین یا اسکا حال یہ ہے کہ سبقت اور سبقت کے وقت میں محض ہوتی اور
 کھانا بیت یہ کھانے شام نام لوگوں کو کھلا گیا سوقت اگر کوئی مجتہد ملے تھی مجتہد فی الشریعہ موجود تھا مجتہد دکن کے جن خطبے
 میں سے ایک مجتہدین فی المسائل ہوتے ہیں کہ قوت نظریہ کی قوی ہوتی ہے اور اپنے امام کی محفل نظر کر کے مسائل غیر ضروری میں
 حکم دیتے ہیں جس قسم کے مجتہد موجود تھے تو اس سے ثابت ہے کہ اس وقت صحیح علماء نے اپنے شیخ تاج الدین کے محفل مولانا
 طعام دین یوم میلاد وغیرہ جائز رکھا اس ان خصوصیات کی اسناد بھی امتہ میں تک پہنچی اور مولوی اسماعیل صاحب مجتہد
 خوار ملت سے شادی و جہاں کی نقل کی ہوئی ہو کہ یہاں تصریح کہ ظاہر ہو گیا نفوس تو خوب معصوم ہیں اس کے لئے
 معلوم کر لیا گیا جس جہت منبر کی اس سے درست نہیں مگر مولف کیوں تکلف کرتا ہے اس کو کسی نے انکار نہیں کیا نہ مذہب قطعی
 ثابت ہے ملک کے فعل سے بھی ثابت ہے اس کا وجہ ہونا بابت ہے دوسرے یہ کہ مولف قرآن اور روایات سب کچھ پر مشتمل
 تفسیر و تفسیر نہیں ہوتا خاص اسی ذکر میں مذہب پر عمل ایسا کہ ہرگز ترک نہ ہو کوئی بوسے توڑنے کو طیارا در امام ملک کا فعل لکھنے کو
 تنقیص کی وجہ کیا ہے یہ وہ کھنٹی تھی بابت کے طعن سے نجات تھی اب تو مولف دہلی کی بکلیں جو روئے پورا ایسا ہی کر رہا ہے
 مذہب کا بھی اور تلبیہ کی بھی ثابت ہوا اس تنقیص اور تاکید کی وجہ کیا ہے جو اس کا اعتراض میں ہوئے وہ جوفانی علماء و
 میں جو کہ پر امامان نفع پڑھنا کہیں سنت نہیں ہاں وہ فطری یا جہاں بھی عام ہیں کوئی امر ستانہ ہوا از پوچھانے کو یا اور
 واسطے مذہب ہے مگر کوئی تنقیص کی جتنا کہ دیں اس سے نکلی اور شہر بن بغیر مولف کو نہیں اور روایات سلام کا بھی حال ہے
 بیٹے طرح چاہو پھر مگر خصوصیت قیام کے وقت ذکر ولادت کے پوچھی جاتی ہے کوئی مولف کو کہے کہ نہ خدا تعالیٰ کہیں سمجھ
 کس نے منع کیا ہے انھیں ذکر ولادت قیام کر سیکر پوچھتے ہیں کھڑے جواب دے اصل کلام خصوصیات میں بھی اولیاں ذکر قیام
 مذہب میں مگر مولف کچھ سے کہہ لے ہاں جس وقت نہیں ملے ہاں ان کا نہ ہرگز مگر حضرت سوانح غلط کے واسطے اور ملازم
 تھا غرض صحیح میں قیام تو دو مذہب سے مگر مولف کو کیا نفع ہے طلب ہے کہ جزا اور عرض نہیں تطویل ہے مگر کہ ہے کلام حضرت
 ایک مباح میں ہے نہ کہ ان امور کی مباح میں سوچ بھی مولف نے ثابت کیا ہمیشہ دلائل صحیحہ کہتے قولہ اب باقی
 الام قول کھانا شریعی کی بحث تو چند دفعہ ہو چکی کہ اصل اسکی مباح اور تنقیص از کلمہ فرج سے کہ امت و بدعت پیدا ہوتی
 اصل میں نہیں بلکہ اس تاکد میں ہے اور ملک مظفر کے وقت کے ایجاد میں تو بحث ہی ہو رہی ہے اور مولف اسکی دلیل میں
 مکرورہ معلوم کہ کہاں سے لکھا ہے اور بہت دلیل کلام میں ملے لکھے گئے اور ظاہر لسانی کی تحقیق اور اسکا حق نہ لکھا ہر حال

کوئی قدر و ثمن نہیں کیونکہ کسی غرض سے کہ کوئی فعل ایسا ہو کہ عوام اعلیٰ را کہ مایہ سکون کر لیں بلکہ ایسے جہتوں کی ان کو نہ نظر ملے
 کے جاننے کی ہوئے اور مولوی اسماعیل صاحب کے ذکر لاخوان کے تلبیس میں یہی بیان کیا ہے کہ اکثر عالم دین از حق میں سب کو قبول کر لیں
 یہی مستحب ہے اتنی دیکھتے یہاں اجتہاد کی قدر اور ہے اب ہم کہتے ہیں کہ اس محفل کو اکثر علماء دین از حق میں مستحب رکھا ہے اور حجاب کا
 دیا ہے اور اس سے مظفر کے حدیثیں و علماء کے عالی درجہ صحیحہ نظر مباح فرغ و اصول تھے ہاں تک بعض انہیں سوائے وہ تفسیر و
 جانتے تھے خود قوت اند مسائل کی اپنی محفل میں سمجھتے تھے علاوہ ہر امام شافعی کے قاعد میں محفل میں سمجھتے تھے خصوصیات تفسیر و
 امام دہل ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ امام شافعی سے بہتی نے یہ حدایت کیا ہے کہ کسی بات اگر کسی بیجا ہو کہ قرآن و حدیث اور حلال کے
 کوئی شائی ہو اور نہ در کرتی ہو وہ بدعت حسنا و محمود ہے اسکو برا نہ کہنا چاہئے جس محفل میں ملا دیں ہند کے قول میں محفل کوئی نہ کہ کسی
 حدیث اجماع کو کہہ نہیں کہتی اور اگر در کرتی ہے بیان کر دین اوئی فعلیہ لسان اجماع ہر جہ سے اسکی سادہ تہذیب تک پہنچی ہے خواہ
 خواہ اسنا با پاس محفل سنت میں داخل ہے اور بدعت نہیں موانع قاعدہ مقررہ مولوی اسماعیل صاحب کے سوال تمام ساکنان
 شان محفل الذمب ہو عالم الکلام شافعی سے کیوں استدلال کرتے ہو؟ جواب جو مسئلہ ہمارے نام سے تھو بیان ہو اور دوسرے
 مسئلہ اسکو تصحیح کیا ہو اور وہ ہمارے قواعد کے مخالف نہ ہو پس تسلیم کیا جاتا ہے وہ ہمارے مذہب خفینہ میں اسکی تفسیر نہ کر سکتا
 جی ہاں بغیر ان کی مثال لکھتا ہوں دھڑا میں ہے وانا نقبل الوفیخیر الراش فیما نہ بدعت مباح و فیما نہ بدعتی لکھا تھا دھڑا میں کہ کوئی کو
 شافعی برسر دینا جائز رکھا ہے شافعیوں نے کہ بدعت مباح یا مستحب ہے یہ مذہب تفسیر لکھ کر صاحب حق را جزیر کا حنفی ہے لکھتا ہے کہ
 دینا لانا یا بدعتی ہر خفینہ کے قاعدے کے اس سے مخالفت نہیں کہتے ہیں اب اگر غیر امارات کے مذہب میں حیات الہی ہو کہہ سے مذہب میں
 مذہب کا دینا اور مارے مخالف بھی انہو اسکا لینا درست ہے چنانچہ تقسیم بدعت حسنا و بدعتی کی ہماری کتب شافعی وغیرہ میں برابر مل
 مذہب شافعی کے مندرج ہے اور اس طرح قراء حدیث میں دیوان فیوٹنگا ناموشہ گانا اپنی جگہ پر مٹھنا یا قدار امام کثرت خفینہ میں
 مولف لعل علماء کہیں مذکور ہوئے اور ہند مولود مولف کا جائز ہونا بھی ذکر کیا مولف کن کر اور او عادی مذہب کو بھی اس تفسیر میں
 انھیں یہ محبت فی الدین ہے اور نہ مولف کو کچھ فائدہ اس سے ہے یہ لامحالہ بدعت کلام ہے پہلے سب کچھ لکھا گیا ہے حیات
 دہلی میں اور یہ تقریر محض لغو ہے جو مولف کا غصہ کیا کہتا ہے امام شافعی صاحب کے قول کے معنی بیان ہو چکے اور مولف
 مال دلاوری سے کہتا ہے من اوئی فعلیہ لسان اس علم فہم پر یہ کلام اول سالہ ہاں تک قلمی کھلتی جلی آ رہی ہے مگر بھی تلف
 کے مانع کا کیا نہیں مگر اب یہ راہین قاعدہ بدعت و عادی تاکہ بن لکھتے جی ہے اور دعویٰ کیا ہاں ملاخذ ہوا جائے ذرا حواس
 دماغ کا تنقید کر کوئی اصل اس ہیبت موجود کہ بدعت ہونا ثابت ہو گیا اور مولف تھ پائل رکھ کر کہہ کر تو بدعت کے اثبات میں
 اسے اسکی کوئی محبت نہیں کہتے کہ بدعت علمائے مذہب انکو کیا ہے اور جائز رکھا ہے مگر یہی اسکے مولود کو نفع نہیں اگر محفل ہو تو کچھ اب
 اس کے بدعت تلف نے جو سوال جواب بے عمل ہے سو لکھا ہے نہ اس کے محفل تھا نہ کسی کی مخالف یہی اپنا علم جتانا تھا سو اس
 بھی کما نسبت ہونا مولف کا فہم علم سے معلوم ہو گیا۔

مفہوم کلام اللہ میں داخل ہیں اس میں ایک شکل بالکل منطبق ہے علی مولد شریف پر کیونکہ اس میں کچھ روایات و معجزات بھی کر کے بیان کیے
 ہیں اور کچھ دود و سلام یا مباح کھڑے ہو کر ایک مفہوم ہوا بخیر تین مضامین مندرجہ آئینہ کریم کے اور ایک فرد ہوا افراد تینہ ثابت
 بالکتاب سے پس لفظ بدعت کا اطلاق اس پر درست نہیں بدعت وہ ہے جس کی کچھ سند نہ ہو کتاب سے نہ سنت سے نہ لفظاً نہ اشاراً
 نہ روایً ا یعنی صاحب نے اتنے مسائل میں لکھا ہے یاں ایک وجہ خاص کے سبب کہ وہ قیام اسی وقت کیا جاتا ہے کہ جب میلاد شریف
 کا ذکر آتا ہے زقبل اس کے اور زبعد از بدعت بدعت ما دامت کے کہ دائمی قیام کیا جاتا ہے اس موقع میں اگر لفظ بدعت کا اطلاق اس پر
 کریں صحیح ہے لیکن بدعت موافق غریب صحیح مطلق ہے جمہور اسلام کی طرح ہے سیدہ اوسہ و سیدہ وہ جو مخالفت قرآن یا حدیث یا اہل اجماع کے ہو
 بات تو اس قیام نہیں اس لئے کہ اگر کوئی حدیث قرآن کی یا کوئی حدیث اس باب میں آئی ہوئی کہ ایسے موقع میں کھڑا ہو کر صبح اور سلام
 پڑھنا شرع ہے یا عبادت پر علماء امت کا اجماع ہو گیا ہو تا تب تو اس کے مخالفت یہ حکم احتیاج قیام کا بدعت سیدہ ہونا نہ تھا تو ہرگز وارادہ نہیں
 اس موقع خاص کی بنی تو کیا علی عدم قیام قطعی کے لئے شرع میں بھی وارادہ نہیں ہوئی سوئے قیام وہ جو صحیح کے چنانچہ شاہ ولی اللہ نے
 تقریر بدعت کی فضول ہے جواب سے یہ سیکھ لیں نہیں لہذا اس کو ترک کرنا ہوں مگر طلاق میں کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے خواہ ذکر اللہ قیلا
 میں واقع ہو خواہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اگر اپنے اطلاق پر رہے تو جانتا ہوں خاص ذکر ولادت پر ہی قیام کرنا لوگ اور
 مجلس مولود میں ہی خصوصاً معترض تو اس کا کہتا ہے اور پھر ثابت ہو چکا اور مولد بھی مقرر ہے کسی فرد کو مخصوص کرنا بدعت ہے
 اب مولد کے قول کو دیکھو کہ کہتا ہے ایک شکل اس قیام کی مولد پر منطبق ہے یہ کلام کہ قدر بخیر ہے کیونکہ کلام حدیث معلوم میں ہے
 کہ افراد طلاق کے علی الاطلاق سب افراد جائز کرنا ایک فرد کو ایک حالت اور ایک موضع میں اختیار کرنے کا اعتراض ہے اور اس کا جواب
 رکنا ہے کہ ہر فرد اور مولد میں نہیں کہ سمجھو کہ جواب دیوے اور اگر کلام میں خود فرد خاص کی مادامت کو قبول بھی کرتا ہے کہ بدعت ہے
 مگر سیدہ نہیں مانتا تو لے لیکن بدعت موافق غریب صحیح اہل اقول بوالا حل مولد کا ہے کہ اس قیام کو مذہب مفتی بھی کہتا ہے تو تعال
 اس کا غیر صحیح ہوا اور معلوم ہو چکا کہ فقط فرق قطعی واسطی ہے سنی میں کوئی فرق نہیں پس یہ قدر کہ نہیں ہے دوسرے کہتا ہے کہ تخصیص
 دائمی قیام کی میں مماثلت اور تالیف سے نہیں اور یہ بعض غلط ہے کیونکہ اطلاق کا مقید کرنا کسی فرد میں جب عموماً منع ثابت ہو گیا تو
 علماء افراد کلمات میں حکم ظاہر ہو گیا مثلاً جب یہ حکم ہو کہ قیام ذکر خیر الخلائق میں مندوب ہے تو ہر فرد میں مذہب قیام کا ثابت ہو گیا
 اگر کوئی امتنع کرے تو یہ کسی شخص میں آیا ہے کہ وقت ولادت کے قیام مندوب ہے تو بعض جہالت ہونے کی علی ہذا جب یہ حکم ہو کہ کسی
 فرد یا جماعت کو تقدیرت کو تو یہ بھی حکم ہو گیا کہ مذہب قیام تقدیرت کو تو یہ ثابت ہو گیا کہ مذہب قیام مقید مذکر ولادت است کو پس ایسے
 موقع پر مولد کا مبالغہ نہیں کا کہ مناسب اہل علم جان لوں کہ علم ہے یا قبل فرد فرد کے حکم کی تفسیر یا تنجس کی جاہل ہے یہی نہ کہی ہوگی اور
 انما شرع ہے کہ بعض فرد کو بدعت خود بھی کہتا ہے اور بدعتی حدیث بھی کہتا ہے اور بدعتی حدیث اس فرد خاص کی بھی نہیں مولد کو نظر
 نہیں آتی تو منشی ہوا کہ جب تقدیرت کے حکم میں صلیح سے بھی آئی ہے پھر کہتا ہے کہ کوئی تو ہرگز وارادہ نہیں سبحان اللہ بدعت تقدیرت ہی بدعت تو
 اس میں وارادہ ہو گیا تو ہر فرد کو بھی کہیں انھوں نے بدعتی حدیث سے ہوا لہذا بدعتی حدیث ایک خاصہ جہل مرکب مولد کا تمام احکام کلیہ کے ہر فرد کو

حجت اللہ اللہ میں لکھا ہے جس جگہ بھی ثابت ہوئی تو موافق اصول قواعد مقررہ علیہ علماء فقہ کے ہو گا علامہ شامی اور مفتی ابن ہمام وغیرہ
 ہیں کہ ہر بدعت خیرہ جو شافعیہ کے نزدیک اہل شیعہ میں اباحت ہے یہ قیام میلاد شریف اور دیگر میلاد میں اباحت کی گئی تعظیم شریف مولد
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ثابت قرین ہونے اس نیت حسد کے یہ قیام محض ہونگیا چنانچہ مولد کو ہر فرد میں بجا اور بدعت حلی اور بدعت روح اللہ ان
 وغیرہ اور وغیرہ میں اس کے استحباب پر تصریح ہے اور اصل ہے اسی پر میں شریفین اور جمیع بلاد اسلام میں جن ملکوں کا ذکر اس ملک میں ملتا
 فی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے پہلا جو علی بافاق اسودا اعظم کتاب و استحسن ہوا اس کو بدعت سیدہ اور بدعت مذلات کہنا کہ قدر
 آئینہ نصائت و تین کے خلاف ہے اور ترک اور اگر کہنا اس کا تو محض جنون اور ابلوئی ہے اس لئے کہ شرع عقائد نفسی میں مبنی ترک کے
 یہ کہ جس میں ترک اس کو کہیں میں کہ کوئی خدا کی میں شریک کریں یہی حدیث اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود
 بھی یا سطح خدا کو حق مبادت جاتے ہیں دوسرے کو حق مبادت جاتے ہیں یا بدعتی یا بدعتی ذکر ولادت شریف کھڑا ہو کر صبح و سلام پڑھنے میں یہ
 دونوں باتیں نہیں بدعتی ترک کیا اور اگر قدر نفسی عقائد نفسی کا کلام نہیں سنتے اپنے تازہ بین ہی کا کلام نہ مولد کی تسلسل صاحب قیام لایا مانی
 کافی ہے مال درکار ہے اور کچھ قول مولد کا اور اس موقع خاص کی بھی تو کیا علی اللہ قیام تعظیم کی بھی نہیں کیا کلام شرط ہے کہ بدعتی قیام
 تعظیم کی مذہب کو تو عموماً متعین تسلیم کرتا ہے خصوصاً کبھی جو تخصیص بدعت کہتا ہے مگر مولد ہر فرد میں طلب سے جاری ہے اس کی زیادہ شرح
 بسط فضول معلوم ہوتی ہے کہ اس کلام منبر کا حال اہل علم پر روشن ہی ہو چکا ہے کہ معترض کچھ کہتا ہے اور مولد اور ہی کچھ کہتا ہے
 مستغفر اللہ احتقر اللہ نہیں اب تعظیم مولد کی کجبا بنی ثابت ہوئی انہی ہر بدعت ہو گئی کیونکہ یہی تو کلیہ میں ہو چکی اور ہم مطلع کچھ اب اباحت
 اصلہ اس میں ہرگز مفید نہ ہو جو دلائل و لا قوۃ الا بالانہدیا کلام مذہبی کی نے نکلیا ہو کہ قولہ اور جب کہ اس امر میں اقول قیام میلاد تو
 تھا طلاقاً اور ظہراً ثبات ذکر خیر عالم علیہ السلام کے واسطے تحب بھی تھا کہ جہل کی تقدیر تخصیص اور عوام کی سنت و بدعت سے بدعت و بدعت ہو
 تعالیٰ مولد کہیں تو سمجھو کہ تیسری بلا بدعت ہو گئی پس اہل اباحت و مذہب موافق اس بدعت ماضیہ کی نہیں اور مولد کو بدعت وغیرہ میں
 جو سخن کہتا ہے تو اصل طلاق کی فردی وجہ سے کہتا ہے نظیر غالب دیاں مومن اس قید تاکہ کا ہوا اتفاقاً ہمارے زمانہ کے کہ ہمارا حال
 مشابہ ہے پس اب ہرگز وہا منہ و دین نہیں ملکہ اب بدعت ہے اور اگر قدر مذکور علماء مذکورہ بدعت نہیں کہتے تو ہرگز ان کا
 قول تبر نہیں بلکہ مقابلہ بعض کے مردود ہو گا کیونکہ اس کا ذکر ہو چکا کہ مولد کا فہم غلط ہے علی قاری کا قول شرح حدیث ابن مسعود میں حدیث
 دلالت کرتا ہے کہ انکی مراد یہی ہے جو بدعت کا مذکور ہے اور اسودا اعظم کی بحث بھی ہو چکی اب کہنا مولد بدعت ہو سکتے یا بار بار لکھا
 جائے یا جو نیا کا علاج نہیں قولہ اور ترک اور اگر کہنا لہذا اقول کوئی صفت خاصیت تعالیٰ کی کسی میں ثابت کرنا بھی شرک ہے اور کوئی خاص
 عبادت غیر اللہ کے ساتھ کرنا بھی شرک ہوتا ہے اور ترک دونوں ہی مفتی ہے قال فی السامۃ الاولیۃ الاتقان بالصفات التی لا جملہا حق
 ان یكون محبوباً فی صفات الیٰ و توحید بما لا لا شرک لہی شئی منہ الہی شرح مقاصد میں ہے و التوحید مقتضی عدم الشریک فی الالہیۃ و توحید
 الہی و فی التوحید من صفت غیر اللہ فقد اشترک الہیۃ اشترک الہیۃ پس قیام دست سبت شخصی چونکہ ایک رکن نمازہ ہے کہ
 حق تعالیٰ کے روبرو دست سبت کھڑے ہونے میں تو اگر واسطیج غیر عالم کو حاضر مسلم مستقل مغل مولود میں جان کر دست سبت کھڑا ہو گا

بلو شاہوں کو تواضع اور عاجزی چاہئے لوگوں سے سجدہ نکالیں جب عبادت مخصوصہ جو خاص خدا کا حق تھا یعنی سجدہ بغیر نیت و ارادہ
 کے شرک ہے نیز بعض فقہانے جائز بھی رکھا انھوں نے ان زبان و دلائل کی قدری اور عدم سبالات پر لکھتے ہیں کہ اس عبادت میں
 شرک اور کفر کس طرح ہو سکتا ہے واضح ہو کہ پہلے امت میں سجدہ بھی دوسروں کے واسطے جائز تھا یوسف علیہ السلام کے پاس جب ان کے
 باپ یعقوب علیہ السلام اور ان کی خالہ اور سب بھائی ٹھک بھریں آئے جب ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی تو اس وقت کا حال
 قرآن شریف میں ہے خذوا لہ فی حقہ ذی حقہ و یوسف نے یوسف کو روٹھ کے لگے سجدہ میں گر پڑے تو یوسف نے اور
 اسطرح جب آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کو حکم دیا سجدہ کا قلنا للملائکہ اسجدوا لآدم اوس وقت سب فرشتوں نے سجدہ کیا آدم کو کوٹھ
 شیطان ملعون کے چنانچہ قرآن شریف میں ہے فوجہ اللہ علیہ السلام یہ ذات شریف اس وقت فرود زمین پر سجدہ کیا ہماری نگاہوں کا حق نظر کریں
 پورا عالم خلائق اللہ نے رازی نے پارتھ تک اس میں لکھا ہے ان ملائکہ اور ابالہو و لاہل ان لو کہ علیہ السلام کی حقیقت آدم اور شاہ و علیہ السلام
 نے کہا ہے کہ فرشتوں نے سجدہ کیا آدم علیہ السلام کو اور انھوں نے یوسف علیہ السلام کو وہ عبادت کے لئے نہیں آیا سجدہ کو
 جائز نہیں ہو کہ چونکہ یہ عبادت فقہانے ہے اور عبادت عقائد کے ہیں جس میں سجدہ سجدہ عبادت کے لئے نہیں آیا سجدہ کو
 صحیح ہے اس مقام پر ایک لطیفہ دیا یعنی شکر میں با نیاں تحمل میلاد شریف کے مذہب کو کہتے ہیں ایسے مذہب
 قابلی میں ست کہ سندش تا ابوہب رسانیہ شود ملکتاب علیہ السلام اپنی کلامہ اب ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے جس طرح کوئی مذہب عقید
 بنا لیا اس میں اصل باتیں کہتا چلا جاتا ہے سوئے اٹھا کہ ابلیس تک پہنچے مذہب کو پہنچا اور کوئی حقوت کامل منہ سے لے لیس
 ہم لایب ان مکرین کا سلسلہ بخوبی شیطان ملعون کا شے چکا کہ انھوں کے سامنے دکھایں گے یعنی موافق قول امام رازی کے آدم کے
 لئے جو حکم جو دہوا تھا اس میں تقطیع بھی نور محمدی کی جو انکی پیشانی میں تھا موصوف ملائکہ مقررین نے سجدہ ادا کیا تقطیع بھی انکی پیشانی
 پس ہم لوگ تو ملائکہ کے حال میں ہرنگ ہیں کہ انہوں نے تقطیع رسول داکا ہم بھی کہتے ہیں فرقہ تباہ ہے کہ اس وقت سجدہ جائز
 انھوں نے سجدہ کیا ہمارے مذہب میں سجدہ منہ سے ہے ہم بجا یہ تقطیع کھڑے ہو کر درود سلام پڑھتے ہیں تقطیع میں ہم اور ملائکہ شرک ہوا درود
 لوگ قیام تقطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقطیع و تشدد و کلام لایبی پیش کرتے ہیں انہیں کہتے ہیں تقطیع وہ ابلیس کے ہتھ
 میں ملت شرک تقطیع کے دونوں میں ملکر ہو چکا کہ متقدم ہے اور ملائکہ سناخیزا علیہ مقدم تھا ملائکہ اور تابعین سناخیزا کے متقدم
 پہنچا سلسلہ مذہب نبوت کا بعد ابلیس تک اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ ابلیس فرود زمین نہ سما کہ اس قہار ملائکہ مقررین کے پرستہ
 ہوئے سجدہ میں گھر میں ایک پتھر پائیہ میں سجدہ نہ کر شدت غور شدت سے تاج پہنچا ہوا سجدہ تقطیع کیا صاحب تقطیع کی شان
 تو فرق نہایا لگاری کینفت نواز لگایا اسطرح تین پتھر مکرس قیام جو اپنے نیلات خاندہ میں فرویں جب رسول سلام کو پہنچا بل فرلے
 پس کہتے ہیں کہ قرین شریفی بیت المقدس ہم و شام کے تمام علماء و مفسرین قیام کو کہنے میں تجار کا فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر کسی نے سجدہ نہیں کیا
 قیام تقطیع کے سجدہ کو کہتے ہیں کہ اگر کسی نے سجدہ نہیں کیا تو اس کا کوئی شکر اس میں ہے اس لئے کہ اس وقت سجدہ کو اتباع جمہور میں
 شرک کا اس سجدہ کو دیکھا جس جیسی روایات سے انھوں نے حدیث میں علوم کو تکرار کیا ہے البتہ نیت شیطان کی اس سجدہ سے کہ ملائکہ

ملائکہ ملا علی ساتھ اتفاق ہے پھر سرے سیات کہ تفسیر میں بخوبی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے شیطان نے
 چھینکے لگا اور وہی جس ہے کہ اس روز و روز شنبی بشارت ہے پھر تفسیر کے حوالہ مصنف نے لکھا ہے کہ سجدہ کے لئے ہرگز سجدہ اور
 چنے ہوئے سجدہ کے نتیجے میں ہم لوگ جو خوش ہو کر نہ کرکہ ولادت شریف کا کہنے میں سر و شنبی کے ساتھ ہیں اور جو اس تذکرہ و محفل
 کرنے سے غیبیہ اور کبیرہ خاطر ہوئے ہیں وہاں شیطان کی ملت پر میں اس محفل میں ان مکرین کا سلسلہ ابلیس سے مل گیا چنانچہ اس مکر
 کی طرز و اندازت سے یہ گفتگو نہایت عجیب ہے لیکن چونکہ ابتدا اور سرے سے مسئلہ یہ نہ نکلتا کہ گئے گئے اور وہ بھی اس جرات پر کہ جو کچھ میں کلمات
 کی شامت ہے وہ سب اسی ابتدا کی غیوے کی گردن پر ہے میں بری الذمہ ہوں پہلے منجر صادق بعد حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے
 ہیں جو کو مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ استبان ما کان فی الہادی تھوہ و ازمو اتھوہ سلسلہ کہیں سے ہوئی مقصد علی پر انہیں سجدہ
 تقطیع اس امت میں حرام تو ہے لیکن شرک اور کفر نہیں جب عبادت خاصہ مخصوصہ باری تعالیٰ کا یہ حال ہو کہ یہ قیام کس طرح شرک ہو سکتا ہے
 اگر تھوہ باندہ کہ کفر ہو شرک ہو تو کسی علی علیہ السلام کے لئے سجدہ کے لئے فرشتوں کی زیارت میں صاحب جہد بقلوب کہتے ہیں و
 وقت سلام بخضر صلی اللہ علیہ وسلم وقت درختنا ب باطلت و ست راست و سبب نہ پہنچا نچو و عالت نماز کو کرانی کہ انھوں نے فرشتہ امت
 تفریح باین فی کرکہ و نچو ناد و ملا علی قادی نے بھی کوئی سے یہ تھوہ باندہ نہ شغل نماز کے نقل کیا کتاب و الوافعیہ میں اور وہ جہانوں پر خوب جانتے
 میں کو مان ایسی پہل ہے اور اس کے خلاف تھوہ باندہ کہ کفر ہو سکتا ہے کہیں ہرگز عمل نہیں اور علماء محمد بن سلیمان کی شافعی نے کہ جلیف
 ماسک خلیفہ شریفی میں لکھا ہے قالانی لشیخ عزیز علی سارہ کا صلہ و کما اکتھر علی ای شیعہ و اقوام سلطان و آخر کلامہ فی النجوا ہر شریف
 الی امیل الیہ البتہ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے در باب زیارت قبر شریف و یقین کہا یاقوت فی الصلوٰۃ اب دیکھئے سب علم شافعی و حنفی غار
 کے ساتھ تشریح دے کہ کہتے ہیں کہ جس طرح نماز میں تھوہ باندہ کہ کفر ہو سکتا ہے اسی طرح حضرت کے روضہ مبارک کس سامنے سیلاب کھڑا ہو
 بالعبیہ کہ قادمہ اصول کلام کا ہے اب لطیف ثنائت علی موات کا جواب قلم انداز کر کے آگے چلتا ہوں قولہ اگر تھوہ باندہ کہ کفر ہو سکتا
 شرک ہو یا از اقل پہلے قول میں تصریح ہوئی کہ یہ سلسلہ زیارت کا مختلف ہے اور دونوں روایت نقل ہوئیں اور کوئی ان میں تمیز اسکا ہے
 شیخ عبد الرحمن لکھی اس سے نقل کرتے ہیں اور علی قادی نے بھی ایسا اس کو اختیار کیا ہے مہذب علی قادی شرح عین العلم میں اس
 حرام کہتے ہیں اب فرق مجوزین کے نزدیک یہاں یہ ہے کہ اس جگہ متقابل قبلہ نہیں و قدیکہ زمین اوٹھیں بھڑا ہے نبوت کے صحیح
 ہو جاتا ہے تو قطعاً خلاف ثابت صلوٰۃ کی ہو گئی اور سلطان شرک بھی نہیں کہ حیدر النبی موجود ہیں اور یہاں مولود میں کوئی محبت
 شخص نہیں دوسرے صفات شرک ہے کہ کوام کہ عقیدہ حاضر ہونے کا ہے میں اس میں اور اس میں فرق ہو گیا مہذب اگر شرک نہیں تو
 مشابہت شرک کے اور عوام کے عقیدہ کی خرابی کا باعث ہے ابتدا نماز ہو اور طلاق شرک اس پر بھی لکھا گیا کہ شرک کا شرک کہنا اور
 معلوم ہو چکا کہ مہذب اس نسبت ہے اگر نسبت فاسد ہو تو شرک ہو چکا پس قائل حریف زیارت میں حسب روایت اجازت کی ہے تو فارق
 موجود ہے اور یہ اختلاف قیاس ہے دیکھ کہ صلوٰۃ جنازہ شرک ہے مگر اجازت ہو گئی تو اب امام صاحب ناخان صلوٰۃ و جنازہ
 کو جائز نہیں کہتے اور نکولار کو کہتے ہیں میں زیارت پر قیاس کہے کہ اس قیام کی اجازت نہیں مکمل سکتی۔

حضرت خطری بینا و علی الصلوٰۃ و السلام بصورت و جانیان حاضر شدند و بطریق و حوالی حضرت خضر فرمودند کہ از عالم ارواح ہم حضرت سجاد علیہ السلام را
کہ عالم حاضر و غایب است کہ بصورت اہم شکل نشد کار ہائے کز اجسام و بوقعی ہی آید از ارواح و آمدہ و کیا بد او ای جلال و کتبہ صدوہم بر من و بر
آشنا غایت نمودی و در حدیث و حقیقت معالہ را کفرانی نمود و در حایت حضرت رسالت فائزت علیہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ در حدیث عالمی است حضرت
حضور را رفتی فرمود و تسل خاطر فرمود و فرمودی ستمہ علیہ علیہ الفیاء الازاکر اس احادیث و آثار ہما بر سے کہتے ہیں کہ حضرت خطری علیہ علیہ السلام کہ
اطراف زمین میں آمد و رفت برکت کیساتھ فرماتے ہیں اور دنیا کا ہر جایا ہی پر کہ وہ ہماری نظر سے چھپنے میں فرشتوں کے نظر میں نہ کہ مجھ میں
الہ کا رمدہ لکھا ہے اسی و امام غزالی گفتہ کہ باب قلوب ہما بر سے کہند و بقیۃ الامم و ارواح انبیاء الکرانی اشقہ اللغات فی کتاب لہ و یا اور
جگہ لکھا کہ شیخ فخر الحق نے شیخ ابو المسعود کہ صاحب فخر و کبر و اخفرت (بعد از نماز) اور اسی جگہ فرماتے ہیں شیخ خضر غوث پاک کہ روئے غوث تعلیم
شیخ محمد بن عبد القادر رحمہ اللہ عمر کرکشی نشستہ بود و در غلطی فرمود و قریب بہ ہزار کس دہلیہ و عطا کے حاضر و شیخ علی بن موسیٰ دہر رہا کے
کسی شیخ نشستہ گاہ شیخ علی بن موسیٰ را خلیفہ بر دوش شیخ جلالہ و قوم لہ فرمود اسکو ہمہ ہر ساکت شنیدہ انکہ جزو ہما بر سے ازین اس شنیدہ ہی نشد
پس فرمود شیخ از کفری و بابک یاد پیش علی کہ در کورنہ عزیمت کرد کہ پس میرا شد شیخ علی گفت شیخ عبد القادر را و اسے کہ دیدی تو اخفرت صلی
عالیہ وسلم گفت نعم فرمود ازین جہت ادب در زیم با تو و ادب نام در پیش تو فرمود و بھی وصیت کرد کہ تو اخفرت صلی علیہ وسلم گفت ملازمت میں غالب
تو پس شیخ علی گفت بخیر من در خواب دیدم شیخ جلالہ و در سیداری دید و روایت کردہ اند کہ گفت کس از روایں در روایں عالم فتنہ برتر
علیہم السلام اس سے میں باتیں نہایت ہوئیں ایک دروغ پاک مصطفوی کا مجلس خبریں آنا و اسے کہ قیام میں ہی صلی علیہ وسلم کہلے حضرت غوث غفرلہ
بر دیگر کا کھڑا ہوا چہاں نہ ہوئی استیقام کی واسطہ شرف آوردی ارباب فضل و کرام کے قریب سے حضرت غوث پاک کی علمشان اور قوادک کہ جو کجا کہ
ادی خواب میں کہیں اپنے سیداری میں دیکھا تھا کہ حضور کرکشی میں صلی علیہ وسلم میں پام اور رفت و قیام کو اور اگر کوئی دیکھے کہ وہ خدا تعالیٰ
جہل میں ہوئی اور ہوا ان شکافات کہ قبول کرنا احکام شرعیہ میں ضرورت میں اسے علم ثابت ہو ہو لکھا کہ پالیہ صریح استدلال میں نقل کرنا ان حکایا
بشکافات کا خالی از او اھتق قواعد دین سے نہیں چنانچہ صریح ہر کلام و کلمہ دایا کا منہ ہو کہ حاجت علی الفیض میں کلام عالم غزال مشاہدہ و کذا
میں مشاہدہ کو بوسطہ ارواح کا مشاہدہ کے گھر میں نامور و نہیں قلب پر نیستہ کیلئے و شش ہر سب کے باذن اہل تعالیٰ جو حق چاہو حاصل علی
صاف و کزنا علی ہذا قصہ شیخ عبد القادر گیلانی کا گفتہ روحی اور دنیوی ہوا کہ میں نے اتنی منزل کی کچھ حاجت نہیں اور وقت انکشاف کے
جب حضور ہو گیا تو ادب فرمودی ہر کچھ اپنے فہم کا یہ کہنا کہ دروغ مصطفوی کا مجلس میں آنا غلامی میں ناواقفیت معالہ لکھتی ہوئی اگر کوئی
غواب میں رسول صلی علیہ وسلم کو دیکھے تو مواف حکم کرے گا کہ آپ اسے کھٹکے شریف لے لے اب اس عقل موقوف کو دیکھا چاہو اور شہادت نام
دیکھ لے کہ واسطہ ہے سترش نے کب کا لکھا کہ کو مواف کی عقل پرشاد ہوا اب شنود کہ وقت حیدہ کے معالہ ہوا چاہے کلام ہمیں نہیں ہو
جو مل مطلب نمی سے کام ہی نہیں اگر اہل مجلس سلا و کزارت فرما کہ کی سو کہ تو قیام کو کون منع کرنا چاہو و تو میں انتظار با کزانی پر شہادت کہ میں
معرض کچھ و در لائل مواف کے کچھ در جب قصہ پر قولہ و اگر کوئی دیکھے احوال علیہ فہم نے آپ ہی عرض بنا با لکے تفویض مشاہدہ میں بنا
فی الحال لہا لکے کو کر سکتی ہے اور آپ ہی جواب دے گا کہ آپ کی دست علم کو پالیہ نہیں اور فی غیر غریبی و زرقانی سے محبت لایا اگر عجیب سے

[illegible]

اور تعالیٰ کا نام آگے بل جلالہ وغیرہ الفاظ تعظیم کے ہیں یاں پر نہیں لائے پس سطح حال قیام ہے کہ بعض حالات میں نام رسول کا ہے دل نور
 اور غفلت ہوتی ہے بر خلاف مجلس کے کیاں تو ہر کے سامان آداب و تنظیم موجود ہیں خواہی غزائی ہر عاری کی بھی آنکھیں کھل جاتی ہیں
 تعظیم جلائے میں۔ دوسرے جہاں پر ہے کہ اگر تم قیام کو فرض یا واجب کہتے ہو تو اس میں بھی ترک جائز نہیں
 پہنچا ہے لا حول لا قوۃ الا باللہ تعالیٰ کا قلم خط ہو گیا ہے یہ سوال بھی ہی سوال اول ہے کہ ذکر ولادۃ فضل کو مطلق ذکر ولادت کے کیوں
 محسوس کیا گیا اور وہ بھی تفصیل مطلق کی کیاں بھی ہو اسکا جواب تولد نے نہایت عجیب علم و فہم کے ساتھ دیا کہ جگہ خلا صید ہو کہ رسول
 الصلۃ علیہ وسلم سے قیام نہ ہوتا ہے عین میں یاد آتا ہے پس دل تو وہ شخص قیام کی ذکر غرض عالم میں ہو گیا ہے ذکر ولادت کے
 باقی تھا پھر ذکر خیر عالم میں ولادت کی کیا تفصیل کوئی طرح کا ذکر اس میں قیام ہووے پھر ولادت میں بھی مجلس ہی کی کیا وجہ
 تعظیم ہے کسی وقت ہوا اور پھر مجلس میں بھی خاص اسی وقت میں کہ ذکر کیفیت ولادت کا دے ان سب خصوصیات کو حذف اور کپا
 پشت ڈال کر ایک خصوصیت کا ذکر کرنا ہے اور یہ غفلت نام عالم خاص نام راسی کہ کہی ہرگز ایک مجلس کھلتی کیا ہی آپ کے نام و احوال کو
 ہوں سولے وقت مخصوص کے ہوش نہیں آتی اور ذکر حالات میں بھی جو ذکر ولادت ہو جائے جب بھی جزو خاص کیفیت مخصوص کے وقت
 رفع ہو کر کتب محض ہوا اور مندا نشان غرض سے کہ قدر انظار اپنی غفلت کا ہوا اور اس محبت کے بیان میں کسی حرکت ہے وہ
 پھر دعویٰ اتباع اور محبت کا سوا ذرا اور حق تعالیٰ کے نام پاک پر تو کسی رات دن میں ایک دفعہ جلتا نہ یا کوئی کلمہ بھی جانا ہو گا مگر غرض
 عالم کے نام یاد کر حالات ولادۃ پر تو قیام کی یاد آنا ہی نہیں اور قیام حق تعالیٰ کے نام پر تو گویا شروع رہا ہی نہیں خاص غرض عالم کی لاؤ
 اور ولادۃ میں بھی خاص ایک وقت و کیفیت ہو گیا ہے کیسا کتب محض اور جرات ہے گویا نام و دنیا میں غفلت کا ابر تھا گیا معاذ اللہ نہیں
 بلکہ یہ سیاحی اسرافات اپنے اور دنیا اور نام و دنیا کو غافل بنانا محض اپنی برکت و ذکر کے واسطے ہوا اور پس تولد کو ہر مجلس آتی کیسے
 کلام گستاخ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسے لازم تعظیم و تکریم خواہی غزائی ہر عاری کی بھی آنکھیں کھل جاتی ہیں سوال تو خواہی ہو
 نہ کھلتی اسی شیخ جعفری کو کہہ دو دوسری عام کو تو کیا تولد اور جلا خواص کی بھی خواہی غزائی ہو تو آگے کھلتی ہے اور باقی نام عمر
 غافل تنظیم سے بہتے ہیں اور پھر کہے کہ اور تنظیم درد سلام کی کرتے ہیں قیام کی نسبت یہ کہ تو اگر قیام تنظیم ضروری ہو تو پھر وہی شخص کا
 اعراض رہا اور جب وہ دن اس کے تنظیم ہو سکتی ہے تو ہی اس کی یا خاصیت ناقصہ طلب ہی جواب ہی کیا خاک مولد سے اپنے فقیر
 بعد ازاں شیخ کلام بھی کیا نشان غرض عالم سے اپنی غفلت دینے پر وہی بھی بیان کی اور پھر کہی کہ یہ ہوا اور کسی غفلت کو کوئی مذکر ہی اسکا
 نہیں سونے مسلمان عشرت اور اخلاط و عیو کے لاول لا قوۃ الا باللہ تعالیٰ اس خواہی غزائی قیام تنظیم کو ہی بد مشا را ماعین کہتے
 میں جس کے بیان تفصیل میں تولد چکر کھالیا ہے اولیٰ دین و دنیا کو غلب کر رہا ہے اور اپنے بلا وجہ نقص گستاخی کا کرنا ہے اور اپنی شوخی
 و گستاخی کو جال میں نہیں کرتا جو حق پر استغفار اور دروہ جواب کر قیام فرض نہیں کہہ رہا کہ تو خود رو ہوا میں سب اسباب تنظیم
 پر آئے ہیں کہ جس میں کمال کوئی موجود بھی ہو تو کیا جہاں استغفار اور استغفار سے جواب کہہ رہے ہیں اور بے ادب کہہ رہے
 ماعین کہ فرض کہتے تھے وہ جس کے اسکو مذہب ہی کہتے ہیں کہ سب جگہ تو ایسا مذہب کہ بالکل متروک ہی ہے اور باقی مذہب

نہیں بلکہ سب اور جس کہتے ہیں تو موقع غفل میں کہ وہاں جمع امور ہمسامان و آداب جو دو مہیاں قیام بھی کرتے ہیں تاکہ لوازم کلام جاریہ
 کمال ہو جاوےں اور جہاں جمع لوازم آداب متقی میں ہاں یہ بھی نہ ہو تو کیا جمع ہے خالی قیام کیا کیا کر گیا باقی رہی یہ بات کہ تلاوت و زمان شریف
 و قرآن حدیث میں جو یہ ذکر آئے وہاں کیوں نہیں کھڑے ہوتے جواب اسکا یہ ہے کہ ہر عمل کی ایک خاصیت ہوتی ہے کہ وہ سب مجلس میں
 جلتے اسوقت ایک مثال کی جاتی ہے اور مثالیں اسکی بہت ہیں شاہ ولی اللہ صاحب قول ہیں کہ میں نے کتب میں جب کوئی کسی زبردست
 ذرا ہو جو وقت اس کے سامنے جاوے بڑھے کیسے کیفیت اور ہر حرف پر ایک انگلی دہانتے ہاتھ کی بند کرنا جاوے پھر پڑھے جس
 حمت اور ہر حرف پر ایک انگلی ہاں ہاتھ کی بند کرنا جاوے پھر اس حاکم کے سامنے دوڑوں بھی کھول دیتے اب بھٹا جائے کہ رہی کا بند
 اور کھولنا جاوےں کل کا ہے تو اب اگر کوئی اسکو کہنے لگے کہ یہ تو قرآن شریف کے حروف ہیں جب ان کی کسی کیسے بعض جمع معنی

ہے کہ مجلس میں کمال آداب کے واسطے کرتے ہیں اور جگہ نہ تو کیا جمع ہے ہی اعراض کو تسلیم کر لیا تو گویا کہاں ہاں بدعت سے ذکر کرتے ہیں
 کیونکہ میان مجلس کے واسطے ہر روز باہر ہوتا ہے تو شل واجبے ہوا اور جگہ نہ تو نہیں کچھ جمع نہیں تو کسی ہوتا ہی نہیں ہی تو بدعت تھا
 یہی سترض کہتا تھا اسکو ہی مولد تسلیم کر رہا ہے بھلا اس عقل کو دیکھنا چاہئے اس سے بڑھ کر یہ کہتا کہ جہاں سب سب تنظیم نفع ہوں
 یہ بھی تو وجہ نہیں کیسی سخت گستاخی کیونکہ تنظیم کپ کی ہر دفعہ واجبے گویا مجلس میں تلاوت کا مذہب ہے کہ ہر مجلس میں ایک مذکر
 نام ذکر تنظیم ضروری ہو جب سب سب تنظیم نفع ہوں تو قیام ہی کرنا چاہئے تاکہ غفلت سے خالی رہے یہ کہتا ہے کہ کوئی امر تنظیم نہ تو
 قیام بھی ہو تو وجہ نہیں تو تمام اوقات میں سولے وقت خاص کے تنظیم کے اگر کوئی فرد بھی ہو تو مولد کم عقل کے نزدیک حج
 منہں آگئی تو یہ آگئی تو یہ کہتے تھے من افراہم ان بقولن الا کذب باور چکر کہتا ہے کہ خالی قیام کیا کیا کر گیا تو معلوم ہوا کہ قیام تنظیم
 فرد کچھ مستند نہیں انھوں نے کہتا ہے کہ چکر نہیں کرتی اس گل و بھگت اگر مولد کے نزدیک قیام کچھ تنظیم کی چکر نہیں کرتا تھا تو کیوں
 استدراوران اپنے سیاہ فہمے اور اپنی حرکت لہو کے ثبات میں وقت ضائع کیا ہوس انھارک بدعت سے مولد کو ایسا خود کیا کر نشان
 غرض عالم میں بھی گستاخ کلائی کرانی اور فہم کلام فریسی کو عاری عاری اپنے بھی کلام کا چال مال نہیں بھٹا اگر کہے کہ قیام کی تنظیم
 ہے تو اور تنظیم نہیں تو قطع نظر اس قول کے غلط فاض ہونے کے پھر وہی نقص ہو گا کچھ تنظیم سولے ذکر ولادت کے کیوں نہیں
 ہوتی میان کیوں شل واجب طبری اور دوسری جگہ کیوں شل کردہا کے متروک بنی غرض یہ کہ کسی ایسی بدعتی اور گستاخ کلام
 کہ عقل و عقلی اب زیادہ کیا انھوں مگر تعبیر کا دل اولیٰ کو علم پر زبان درازی کی تھی اب دفعہ دفعہ غرض عالم کی شان میں بھی زبان
 چل گئی گو مصدق گستاخی ہو مگر زبان جس امر کی مستاد ہوتی ہے اور کچھ طلب میں بہر ہونا کہ وہی کلماتے الانا ترغ بائندہ وہ بڑھ گیا
 اور کچھ پند کی کا پناہ ہو جس کے کہتے لاول لا قوۃ الا باللہ تو کہہ بانی رہی یہ بات کہ تلاوت والا قول خصوصیت اعمال خیرین
 عبادت کی شائع کے ارشاد سے معلوم ہوتی ہے عقل کو دخل نہیں ثواب عقاب اور وہ تو تنظیم اور حال تو یہ کہ کیا کتاب خلاف قیام کی
 شائع کے بعد نیز معلوم ہر گز نہیں ہو سکتے اگرچہ صحابی ہی ہو عقل سے نہیں کہہ سکتے پس یہ خصوصیت قیام اسوقت خاص میں کس نص
 معلوم ہوئی کہ مولد بتائے نام خصوص تو اس شخص کو بدعت بتلا رہی ہیں مگر ہاں مولد نے عمل آخر کو عمل دنیا جیسا ہی جانا۔

پس پھر فرمایا دولت پیری ناب اس دورہ آخری میں ہی جو علماء و علماء دین استیجاب سے خطاب فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ اس کا جائز رکھنے میں
 چنانچہ فرمایا امداد صاحب لہذا جو مولیٰ رشید صاحب گنگوہی اور مولیٰ عرقا قاسم صاحب صفحہ تالیفات اس دورہ مولیٰ محمد تقی صاحب
 صاحب توفی مدرس دیوبند و غیرہ چند علماء کے پرورش میں اپنی تالیفات القلوب مطبوعہ طبعیاتی کے صفحہ ۴۴ میں واسطے حصول باریت رسول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے ہیں۔ بدین جارت کہ بعد نماز عشا با ہمارت کامل جائز ہو۔ استعمال خوشبو واجب تمام روی جسکو میرے منورہ
 نشینہ و ملحق از جناب حق حقیقت محمدی برائے حصول باریت جمال مبارک صلی اللہ علیہ وسلم شود و دل از جمع حشرات خالی کرد و صورت آنحضرت
 صلعم لباس بسیار سفید و عمامہ بنروز و چہرہ نورش بیدار گری نور تصور کند و الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپ و الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ در دل خود ضرب کند الی آخرہ و آذینانی جامی صاحب لہذا لکھنؤ قیصر دار
 زبان میں لکھا جو حکما مطلع ہو کہ ذلچرہ سے پردہ کو اٹھا و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیر تم اپنا دکھا و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قصیدہ کے چڑھنا
 لہذا خاندانہ روزہ میں ہم نقل کر چکے ہیں اور مولیٰ عرقا قاسم صاحب توفی کا شمار بھی وہاں نقل کے گئے ہیں جہاں بانی اللہ و فرہ الفاظ
 خطاب جو ہیں تو جہات جو از خطاب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہو کہ بعض عجمین درجہ عشق کو پہنچے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے حضرت
 ابو الحسن ذلی وغیرہ کان سے ایک منشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ہوتا تھا ایسے آدمی اگر خطاب کریں تو انکے نزدیک تو وہ خود
 حاضر نہ ہوں چنانچہ حاضر کے منہ موجود اور ناظر کے منہ دیکھنے والا جب موجود ہوتے دیکھتے تھے لہذا یہی کہتے تھے کہ میں تو خطاب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا کچھ نہیں کلام ہی نہیں بانی ہے دوسری طرح گمانی کہ انکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال نہیں آئے تھے یہی بھی خطاب کرتے
 ہو قطب بانی امام شریانی زبان میں لکھتے ہیں کہ محمد بن زین ایک صالح رسول تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں غبارت کرتا تھا کہ
 اس سے ایک گئی نے اپنے واسطے سفارش حاکم سے چاہی گئی اور حاکم نے انکو اپنی سند پر بٹھلایا اسید سے دیکھنا مقصود ہو گیا اس
 مقام میں خاص جارت یزکان نے جو فلم بزل بقلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرویۃ عنہ قرآن شریفی اس بعد فقال قطب بانی
 مع جلوسک علی ما اظلمت فلم یلبث ان راہ بعد ذلک حتی مات یعنی پھر پیشہ وہ طرح سوال کرتا ہا حضرت کے اپنا و یا مبارک دکھا دے
 یہاں تک کہ انکو خدمت پر حاضر حضرت صلعم دور سے کچھ دکھائی دیے اور فرمایا تو دیر کا سوال کرتا رہا اور بیٹھا ہی ظالموں کے فوش پڑے
 بلکہ فرخیں ملی کہ اسکو حضرت صلعم پھر نظر کے پانگ کہ وہ مر گیا اتنی اب دیکھنے کے محمد بن زین متاج باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر
 سے غائب تھے اور نظر نہیں آتے تھے وہ امحالت غیب سے کسی حضرت سے سوال کیا کرتا تھا کہ صورت مبارک کھائیے اتنی میں اس سے معلوم ہوا کہ
 اگر اور آدمی جھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتے وہی دعا مست کریں اور کہیں سے ذلچرہ سے پردہ کو اٹھا و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تم اپنا دکھا و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور چاند ہے اگر تم کا خطرہ ایوان اسکو ترک نہ آئے ورنہ کہہ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام الغیب جانتے ہو کہ رسول
 عالم الغیب بالذات امتعالی ہو لیکن امتعالی اپنے رسول کو غیب کی خبر دیدیتا ہو تو انکو خبر ہو جاتی کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا کلام جو انکی نصیرت
 اور عرض کا اقتراض کس طرح منع ہوا بل اہل نقل فیض القلوب میں نذر و خطاب صلی اللہ علیہ وسلم اسلام میں اور قصیدہ کے اشتعار شوق
 بعد اسکے جقدر نقل پاکہ مولف نے چند اوراق لکھے کوئی اہل عرض کو نہیں اٹھاتا عرض مجال خود ہے اور مولف لکھ لکھ کر

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر امتی کے درجہ کو پہنچاتے ہیں کہ اس کا ایمان کس درجہ پر ہے اور فرشتے سب امت کے
 حال حضرت کے پاس پہنچاتے ہیں انکی کامرہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوہر قل بادشاہ روم کو نامہ رقم
 فرمایا تھا بروایت بخاری اس کے الفاظ یہ ہیں علیہ قاتی اعدوہ و عاتاہ الاسلام امیر سلمہ اس میں خطاب حاضر کا ہے
 بادشاہ روم کو حالانکہ آپ ملک عرب میں تھے اور وہ روم میں تھا اور وہ اصحاب کثیف سے نہ تھا کہ حضرت کا خطاب وہاں سے معلوم کر لیا
 لکھیں چونکہ یہ بات تھی کہ قاصد اس خط کو لیکر اس کے ہاتھ میں دیدیگا یہ خط اس کی نظر کے سامنے گذریگا خطاب صحیح ہو جاوے گا اسی
 طرح اب تک رسم جاری ہے کہ ہم خط میں مکتوب الیہ کو الفاظ خطاب کے لکھتے ہیں کہ فلاں چیز بھیج دو اور تاکہ مالو فقط اسی اعتماد پر کہ
 جب قاصد یہ خط ان کو دیدیگا تو سبکرا خطاب حاضر لکھنا صحیح ہو جاوے گا جب قاصد ملکی چھٹی رسائی کے اعتماد پر خطاب حالت غیبت میں
 جائز ہو گا جیسے کہ لکھا تھا انھیں نہیں کہتے اور حیران حضرت پر دہوتی ہے ممکن نہیں کہ ان سے مختلف ہو جائے مان کے اعتماد پر کہ طرح
 خطاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز نہ ہو۔ جب بواسطہ مانکہ ہمارا قول ان کو بھی نام پہنچتا ہے تو وہ مثل حاضر کے ہی اگرچہ ہماری آنکھوں کے
 سامنے جمال مبارک نہیں۔ پس خطاب حاضر کرنا جائز ہے اور اگر متعین الایمان آدمی اس تقریر پر بھی راضی نہ ہو تو تیسری وجہ یہ بھی ہے یعنی
 جس کو کسی کا مشق ہوتا ہے اس کا نقشہ آنکھوں میں پھر کرتا ہے۔ اس اعتبار سے بھی حاضر جان کر خطاب کر دیتے ہیں۔ اشتار عرب میں یہ بات
 شرت سے ہے۔ از انجملہ و شعر عبد السلام ابن یوسف کے جذب القلب سے نقل کرتا ہوں کہ علی سائک البطن الحقیق سلام: وان اسر دلف
 بالفرق و ناموا بن خطر علی النوم و بوم علی بن و حلقم التذیب و دوح حرام۔ اور حضرت ابوسف علیہ السلام کی بی بی زلفا کا حال جو مولوی
 جامی صاحب نے لکھا ہے وہ سب کو یاد ہو گا کہ شرع عشق میں جب تک نکاح نہ ہو اکتفا۔ کس کس طرح تصورات میں باتیں کیا کرتی
 تھی۔ از انجملہ اس مقام کے دو شعر لکھتا ہوں کہ خیال یا پیش دیدہ نہ نشاندہ ہم از لب گوہر افشاندہ کہ لہ سے پاکیزہ گہر از چہ
 آئی نہ کہ از تو رام ایں گوہر نشانی و لم بردی و نام خود نہ گفتی: نشاندہ انتقام خود نہ گفتی: یہ زیچ حضرت ابوسف سے غیبت
 میں خطاب کر رہی ہیں۔ نہ یہ شرک ہے نہ یہ کفر پھر اسی طرح سمجھ لو کہ جو اشعار شوقیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بطور
 خطاب حاضر کے ہیں وہ اسی لیے ہیں جو کہ تصور آپ کا دل میں بندھا ہوا ہے مثلاً اشتیاق میں خطاب حاضرانہ بیامض تصور فی الذہن
 کی کرتے ہیں لیکن جو کہ تم لوگوں کا ایسا تصور اور ایسا خیال بندھا ہوا نہیں۔ تمہاری سمجھ میں یہ بھی نہیں آئیگا کہ بواہما العربی مطو العلم کلام
 علی سہا ہے۔ اب ہم چوتھی وجہ یہ خطاب کی ادب تادیب قرآن شریف میں درج ہے یا حصر علی العباد دیان لفظ یا حرفت نلے جس سے مطلب
 ہر لکھنا یا کر کرتے ہیں یہ لفظ یا داخل بر لبہ۔ حشرت پر اور حشرت ایسی چیز ہے اور اسک و شعور ہے کہ اسکو قیامت تک بھی خبر نہ ہوگی۔ کہ
 لوگوں کی پکارتا ہے۔ امام رازی کا کلام اس مقام میں یہ ہے المقصود ان ذلک وقتا لمحسرة فان انوار مجاز المراد الخبیر و میکہ بر مشرب اس مقام
 میں لکھتے ہیں کہ یہ نہ لکھا کہ اس میں شائع ہے کہ در اس سے ہوتی ہے کہ وقت کا ہر لمحہ میں ہر حرکت کی باتیں میں اور ملاتے ہیں اس مقام پر لکھا ہے جب بات
 آت ہوتی کہ کس نے لکھا نہ ہو کہ ہے۔ اور اس خبر دنیا ہوتی ہے پھر اسی طرح اس مقام میں سمجھ لو کہ جو کہ لکھتا ہے کہ تمہارے نام پر قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی جان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصل مطلب ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے اور اسکی جملہ خبر یہ ہے کہ اس نے نظر نہ کرے کہ اسکی خبر یہ کیا مراد
 اس میں ہوتا ہے کہ لفظ لفظ کی جواب کی تحریر مناسب ہوں چنانچہ اس تقریر میں مرکت نے جو کہ تعویل ہے سورہ اور ہمارے کے کچھ خلاف نہیں
 اور لفظ کا علم سب ظاہر ہو چکا ہے۔ ان چند خطا پر موقوف نہیں اور کچھ زبان درازی نسبت بالغین بدعت کے کی ہے اس کا بھی جواب

ہے کہ یوں کہ شخص خدا کی طرح حاضر جا کر کھڑا نہ ہو بلکہ یہ تم خود معنی شریک اور کفر کے لوگوں ذہن میں چلتے ہو یہ کہ کفر کا لفظ یا نہیں
 ہوتا مگر اس معنی حاضر اور خطاب نہیں کہا جاتا مگر خدا کو مالاکہ یہ قاعدہ غلط ہے کہ کلام صحابہ میں غائب کو خطاب اور خدا موجودی اور نہایت
 کہ حضرت علی جب وقت خلافت حضرت عثمان میں ایک رات سجدہ کر رہے تھے دیکھا چوڑا عید میں حضرت سے روئے میں تو حضرت عمر کو دعائی اس وقت
 کے الفاظ سیرت حلبیہ صفحہ ۳۳ میں یہ ہیں وقت مسجد نافذہ ثقیف یا ابن الخطاب یعنی روئے میں کہ تو نے ہماری سجدہ کو اللہ روئے میں کسے کر کے
 قبول کر دے بیٹے خطاب کے دیکھئے یہاں حضرت عمر کو حضرت علی خطاب فرماتے ہیں بعد وفات عمر اور یہاں عمر کو کیا کر پانی طرف متوجہ کر دیا
 یا لانا جو نافذہ نکالا ہو تاکہ مقصود نہیں غرض اہل و عادی میں ہے یعنی اللہ روئے میں کسے عمر کو فرماتے تھے بعض لوگ راویوں نے جو کلام
 بالعمی کر کے معنی مقصود کو قالب دعا میں ڈھال کر روایت کر دیا ہے۔ لہذا کہ قدح عکس کا وہ مساجد - اب ایک مسئلہ فقہ کا ہے کہ کھانا کھانے والوں اور
 اور قستانی وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جس وقت اذان مؤذن کہو اللہ صلوٰۃ خیر من النعم یعنی نماز پڑھنا اچھا ہے سوئے سنا کر
 چلے سامعین جواب اسکا اس طرح دیں صدقت و برکت یعنی تو نے سچ کہا اور جملہ کہا لکھا فقہیہ ثانی نے کہ جواب دینا حدیث میں آیا ہے
 واضح ہو کہ یہ جواب دریا کتب فقہ میں ہرگز مقید بات کہ ساتھ نہیں کہ مؤذن کے پاس اگر کھانا ہو تو اسے نہ پڑھیں لیکن اسی واسطے کہ مؤذن
 ہے کہ جس وقت جمع صادق کو مؤذن اذان کہتا ہے اور آدمی اکثر سوکت اپنی اپنی منازل اور مکانات میں ہوتے ہیں انکو مؤذن دہان اذان کہتا ہے
 ہی فقر سے اور مؤذن خود انکے جواب اور خطاب کو سن سکتے ہیں یا نہ اس حالت میں کہ مؤذن میں جہاں مؤذن نے کہا اللہ صلوٰۃ خیر من النعم سبب
 دان آدمی جواب دیکھ میں صدقت و برکت یعنی تو نے سچ کہا اور جملہ کہا لکھا فقہیہ ثانی نے کہ جواب دینا حدیث میں آیا ہے
 نزدیک یہ سبب جواب دینے والے کا نہیں حالانکہ وہ مسنون ثواب ہوتا ہے کہ انہوں نے خطاب کیا لیکن مراد ان کے یہ ہے کہ مؤذن نے سچ بات
 کی پس اس طرح جو شخص کہتا ہے ہا سوائے تو یا رسول اللہ! اذان کہنے والے کو یا رسول اللہ! اگرچہ خطاب کی ہے لیکن مراد یہی ہے کہ اللہ شہر مخلوق کو
 اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو اسلئے یعنی اہل سبب پر کیا ہے اور جو کوئی لفظ کہے کہ یا رسول اللہ! اسکی بہ نسبت ہم کہتے ہیں کہ شہر ملاو
 غایتا تحقیق فقہ میں ہے کہ لفظ معنی انا تو ہے اور ادھوکہ معنی میں ہمیں میں کہ میں نکارتا ہوں جس میں نے کہا یا رسول اللہ! اس کے معنی قاعدہ
 عربی میں ہے کہ نکارتا ہوں رسول کو یعنی انکو یا کرتا ہوں اور انکا نام لینا ہوں کہ میں کی فرک سے کفر ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ کے معنی معافی
 خواہ حاصل ہم خطاب کچھ تو جہات کو ثابت کہنے اور نیز ثبوت کامل دے چکے ہیں ہر حالت سے اسوقت تک انحضرت کو الفاظ خطاب بصدقت حاضر
 یا کرتا نماز میں اور خاص نماز و فرائض نظر و غرض میں ہی ہر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل و عیال و صحابہ و مقبولین جواب دیکھنا چاہیے کہ یہ سب
 مقبولین باوجود حالت قبوت کے خطاب کر سوائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اہل و عیال و عیال و مقبولین کے نزدیک کافر ہیں جو انکو کافر
 قرار دیں ہمارے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عار جدا بلکہ اذکار عدولہ و لیس کہ اللہ العالیہ و قد شفق
 یعنی میری سلامتی میں ہے جو شخص کسی کو کافر یا دشمن کہے گا اللہ وہ انسان نہیں تو وہ کفر و بدعت اسی کہنے والے پر لڑے آئی ہے
 اتنی اب چاہیے کہ انہیں اپنے ایمان کی شہر مٹا دیں ایسا نہ ہوا بلکہ انکی اپنی ناک کے لمبے سالیعہ اور امتیازات متفرق کہتے ہیں
 کہ جب مولد شریف پڑھتے ہیں اور قرآن شریف ہمیشہ سچے سچے پڑھتے ہیں جب مولد شریف کا ذکر قرآن سے بھی زیادہ کر دیا جواب
 میں جواب لکھنا ضروری نہیں ہوا مگر کتابوں ناظرین کو حال سخن کوئی مولد کا معلوم ہوا اور سلفہ جواب نویسی روئے میں ہوگا مولد
 اپنی منہ بیان مشہورین ادیس اندر شرح سوال میں میں اسکی بحث کر رہے ہیں مائیں کہ انہیں کے اعتراض کا نہ کھلا قول کہ لمبے سالیعہ اتنا
 شہر ہے کہ میں جب مولد شریف پڑھتے ہیں اور اقول جو کی شبہی اصل غرض میں کیا واسطے جائز ہے متعذر
 یہ کہتا ہے کہ یہ مجلس مولود میں اگر قلیل آدمی کہ حاجت بلند مکان پر ہونے والی جو مولود کی سہ ہو جواب

یعنی اس کا یہ ہے کہ جب قرآن کو ساتھ لکھنا ہے وضو جائز نہیں اور کتاب مولد شریف کو اگر کوئی بغیر وضو لکھتا ہے تو اس کو کھانا نہیں کہا
 دیکھنا یہ دلیل صریح ہے کہ ہم کلام اللہ کو بڑا سمجھتے ہیں اور بڑے چوک پر دیکھ کر پڑھنا ایک سبب سے ہے تاکہ قاری مولد سب
 جمع کو نظر آوے اور سب اسکو نظر آویں اور اگر سمجھتے سے آواز اپنی حالت پر لڑی ہے ہر طرف پہنچتی تھیں سمجھتے سے
 کسی قدر دب جاتی ہے اور تلاوت قرآن میں یہ باتیں مقصود نہیں ہاں اگر کوئی موقع ایسا ہو کہ قرآن اعلان سے لوگوں
 دیکھا جائے تب اس کے لیے بھی مہر مناسب ہوگا اور جواب الزامی یہ ہے کہ یہ اعتراض غلط و عظیم پر کیوں نہیں
 ماری کرتے ہیں مولوی عبد الرب صاحب وغیرہ کے وعظ میں جا کر دیکھ لو کہ ان کے وعظ میں قرآن شریف کی آیتیں کس
 قدر پڑھی گئیں اور فقہ حاکم کس قدر اور طعن عقابین پر کس قدر اور بھیتی اور غلط بازی کس قدر اور شرکس قدر
 ان صاحبوں کا حال یہ ہے کہ اس قسم کا وعظ تو سب پر ہو کر بلند ہو کر پڑھ کر کہتے ہیں اور غلط قرآن شریف کو کٹے پھٹے میں جو جواب
 اس کا ہے وہی بار اعتراف میں جب قرآن پڑھتے ہیں درفش مجاہدین نو خوشبو لگائیں نہ کہ سامان کریں مولد شریف میں کی کیا سامان کیا
 جاتا ہے جواب عید کی نمائندگی ہو غرض نہیں ہے نہانا کیلئے بعد نماز خوشبو لگانا طح طرح کے کلفت ہوتے ہیں یا پھر وقت کی نماز جو
 فرض قطعی ہے اس کیلئے کچھ بھی نہیں ہے سوائے وضو اور استنجا کے وجہ اسکی بھی ہے کہ وہ برس دن میں دوبارہ ایک ایک بار پڑھتا ہے
 ہی اہتمام سے ہوئی ہرگز تہر مونی ہے اور اسی واسطے مثل لوازم ضروریہ مجلس کے ہو گیا ہے اور اگر قرآن کسی حافظ قاری سے سن تو باوجود کثرت
 کے بھی اسکا اختتام نہیں ہوتا جیسا اور اختتام کا حال ہے کہ اس مجلس کے واسطے سب طرح کا اہتمام لباس فرش طح سب کچھ قصداً معلوم کیا
 خلاف قرآن کے پس اسوجہ سے معترض کہتا ہے کہ وجہ اہتمام کے اس مجلس میں اور عدم اہتمام کے قرآن میں رہا تمام قلیل مولود کا وقت پڑھنے بلکہ عوام کا
 اعتقاد یہی ہو گیا ہے اور یہ کہ اور بدعت میں سب مولد کا جواب دیکھو کہ انہیں خوب کتاب ہے کہ آواز پیلے کی واسطے اور دیکھو کہ گناہ کیلئے اور پر
 سمجھتے ہیں یہاں اللہ عز و جل تو شریک کرتا ہے کہ اگر کسی حالت ہو کہ بدن چوکے کے آواز پیلے آواز تحقیق ہو جواب ہوا ہوا اس کا سزا دہرتا ہے اور
 دوسرے عوام کا ضروری جاننا اور ایسے اہتمام سے مولود کا افضل قرآن سے متفرق کرنا جو ہے کہ نہایت کچھ نہیں سمجھتا اور کہنا کرتے موت اور آرائی
 کے واسطے ہے اندک اہتمام التزام و فدا و عین و عوام کا نہ جواب ہم اور خود جو کچھ اس کے بھی آئین غایت میں معنی اعتراض کا اقرار اور بس بلا و غرض
 کہنے سے اپنا مقدمہ انضیل قرآن کا لکھنا یا کھانا کو معترض اس معاملہ کی وجہ سے اعتراض کرتا ہے پس دیکھو کہ جواب کو سوال سے کچھ بھی علاقہ
 نہیں عجیب جواب ہے سوئے تحقیق جواب تھا ماشاء اللہ الزامی تو کیا اگر وعظ میں ایسا ہی حال ہو جاوے تو معترض اس کو کب جانتا
 کہتا ہے اس کے نزدیک وسط موعظ اور حالت کی چمک نہیں کر دہ لہذا یہ ہے یہ الزام جب کہ معترض اس کی تعویب کرتا ہو
 کر خود جو سامان مولد پر ماضی کا اعتراض اقول اعتراض جب قرآن پڑھتے ہیں درفش المجاہدین اور قرآن کو تو پہلے اعتراض میں ہو
 ہاں کہ معترض ماضی کی وجہ اہتمام سے اہتمام تفصیل بلکہ خود تفصیل عوام کے نزدیک مولود کی قرآن پڑے مگر مولد کا جواب عجیب قابل غور
 کے ہے نہ کہ عید میں ہی بلکہ شہر عید اسلام کے احسن لباس اور مثل اور تعلیم وغیرہ عید اسلام ہونے کے متعجب ہے کہ لوازم
 سرور سے ہے اور غرض ہوا ایسا حالت میں جس لباس و دست کے ہوتے ہیں اور صلوة عشر میں عید نہیں لہذا وہاں حکم استحباب
 اور غرض ہو کہ آواز کی بلندی سے درست قرار دینا تاکہ عہد لباس سے خوشی کے لازم



کی طرح سے سامان کرنے میں حرج ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اٹھا دیا اجماعاً اللہ تعالیٰ دیکھ من حرج پس یہی سمجھ لو کہ قرآن کا پڑھنا روزمرہ ہے مولد شریف ایک آدمی برس دن میں ایک دو بار پڑھ کر بھی کرنا ہے۔ اور جرات بھی کبھی کرتے ہیں جو سکا کرتی ہے وہ روزمرہ میں نہیں ہو سکتی۔ اعتراض حضرت کا نام کہ کھڑے ہوجاؤں اور اللہ تعالیٰ کے نام پر کھڑے نہیں ہوتے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے بھی فقیہت دے دی۔ جواب یہ کہ کمال کبھی کراؤں تو یہ کہ حضرت کے نام پر ہر جگہ کھڑے نہیں ہوتے مومن وقت ذکر ولادت شریف کے کھڑے ہوتے ہیں اس میں مناسبت یہ ہے کہ ولادت کے مختار یہ ہیں کہ آپ عالم بطون سے ظہور میں آتے اور آنوالے کی تعظیم کو کھڑا ہوجانا مستحب ہے پس چونکہ حضرت کی شان مغیب ہے تو کچھ بادشاہ یا امیر کی عین قدم میں تعظیم و بجا کی ہر جگہ ذکر و تکرار وجودی میں دیکھنا بجا اور خدا تعالیٰ کی نسبت قریبے قدم کا ذکر نہیں کیا جائیو نہ کہ اس کی شان مقدس یہ ہے کہ اولیہ دلم پر لہجہ قریب احسن لیا کہ نہ ہوا پس دونوں میں فرق ظاہر ہے اور اگر عیدین بعد سال کے ہیں اور صلوات پانچ بار اس میں حرج ہے یہ بھی درست ہے مگر قرآن اور مولود دونوں ذکر ایک حال میں ہے بایں وجہ کہ دوسری اختلاف و تعظیم مستحب ہے اور جملہ صلوات اور اذکار اس میں مشترک ہیں اور لیا احسن نہ مولود میں تعظیم اور قرآن وغیرہ میں اور جو ہے تو سب جگہ پر لیس مثل عید کے مولود میں سامان ہوا قرآن و صلوات و اذکار میں نیز عیدین کے احکام پر مولود کو قیاس کر سکتے ہیں۔ جگہ اعتراض کی تھی کہ نہ تو مولود میں عید ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسے پس وہ شخصیں کی مکلف ہوئی اور پس وجہ عرام کے مناد عقیدہ کی ہوگئی اور یہ فرق مولف کا کہ مولود سال میں ایک دو دفعہ ہوتا ہوا قرآن کا پانچ بھی کئی سال میں ہی ہوتا ہے نہ ہر روز کچھ کی وجہ سے تو ام کو شہر ہوا اور حضرت کی سزا ایسے فیج کی قرآن کی ہی ہے وہ سکر ہے کہ اگر ایک شخص سال میں دو مولود کراتا ہے تو مجموعہ جماعت مولودوں کی دو دفعہ اگر کریں تو ہر روز ہی ہوجاتا ہے آج کسی کے کل کسی کے علی ہذا سال کے سال ہر روز ہوتا رہتا ہے پس اس فیج کی طرح سے تو ہر روز بھی لیا اس دہلیت میں حرج ہوا قرآن کے واسطے سال بھر میں ایک بار بھی حرج ہر فرق یہ عارض غلط ہے اور ہر حال تعظیم تعظیم سب جگہ برابر اور قرآن میں اس میں نہ ہر روز مولودوں میں لازم ہو گیا اور فیج کا قرآن تو گاہہ اور مولود کو کچھ سال کا کافر ہے قرآن میں نہ ہوا اور مولود میں ہر روز نماز و نماز تعارف و تعارف نے ایک منسلط جواب دیا کہ عیدین اور مولود کو مشترک قیاس کیا حالانکہ ماہان فاروق موجود ہے بطلان یہاں کے پس اس علم و فہم کو دیکھنا چاہیے اور جو علت فیج کی قائم کی ہے وہ بھی یہاں اور ہر کادھی کیونکہ مولود ایک شخص کا مولود اور قرآن ہر روز پڑھنا ہوتا حالانکہ حضرت کی مراد مجموعہ عام کی قیاس مولود کی ہے کہ ہر روز دوسرے روز واقع ہوتی رہتی ہے اور فیج کا قرآن جو کبھی ہوجاتا ہے پس عذر کرنا چاہیے کہ کسی صاحب جواب مولف دیتا ہے اعتراض ان ترجیحات کی کہ عیدین و تہنیک نوبت پہچان کر عیدین عام کے قلب میں قرآن قرآن کی علت نہ رہی اور مولود کو قرآن اور صلوات سے بھی افضل جوان گئے اور کیا قصور عوام کا ہے جب نام کے مولوی ایسا اہتمام کریں کہ جو کہ مولود کے واسطے ہر روز بہل ہے قرآن شریف اور صلوات کے واسطے برس دن میں بھی آسان نہ ہوا اس واسطے شارح نے سب کچھ انتظام فرماتے تھے اب کے نام کے مولودوں نے اس کو توڑا اور شارح قدر اہم شارح کی اور خلق کو غور کیا۔

ترک کر کے لائق پر مولف کا کہان نہ رہی تو اہم حضرت کا نام نہ کرکھڑے ہوجاؤں یا اقول معترض مخالفت یہ کہتا ہے کہ قیام تعظیم ذکر اللہ میں کبھی مستحب و سبب ذکر فرماں میں ہی خصوصاً ذکر ولادت فرماں میں تو کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کی تعظیم اور ذکر اللہ کی حق ہے یہاں تو کیا کبھی مولود ذکر ولادت فرماں والا ہوا میں ہے تعظیم فرماں کو حق تعالیٰ کی تعظیم پر اسکا جواب مولف نے لکھا کمال علم و فہم ظاہر کیا اور لکھتا ہے کہ ذکر فرماں مع الفارق کا اعتبار ملے پاکی ملے خوشبو لگانا سب سے بڑا و تہنہ نمازیں ملے کسی لفظ معنی ظاہری کے علاوہ کسی معنی پر محمول کرنا جائز نہ ہوگا

کسی نانی دانی ہے و خداوند کریم کی شان ہائے کے نزدیک سوال سے بڑی بڑی خود ہائے فعال سے دیکھو یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ہر روز نماز و دعا و حاجت و نازل میں ساتھ شریعت زیادہ بخیر کرتے ہیں کسی بڑی تعظیم ہوئی کہ تعارض میں پڑ گئے ہیں ہر روز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلئے صرف اس قدر کہ ولادت شریف پر تعظیم انظر اللہ تعظیم کھڑے ہوجاتے ہیں انجیل کر کو تعظیم سو قدر کی زیادہ کہاں ہوئی۔ اعتراض ملحق ہاشمی میں جو حضرت مولد شریف کے چوتھیں سو چھپے ہیں اس کے صفحہ میں ایک عالم نے ترمذیایا ہے یا ہر جگہ کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادہ میں تشریف لائے اسکی تعظیم کو قیام کو تو یہ عرض جماعت کی کہ کونکھاس چیں قیام ہر نافذ وقوع ولادت شریف کے ہونا چاہیے اب ہر روز کوئی ولادت کر رہی ہو یا ان قال اس امر کی شرح میں کہیں نظر نہیں لگائی اور فیضی ظہر کہ حقیت کا معاملہ اس کے ساتھ کہ جادو کے لکھنے میں حرام ہے لہذا اس وجہ سے قیام حرام ہونا کلاماً۔

سے کی گئی چنانچہ چند دفعہ لکھا گیا ہے تعظیم اللہ میں قیام کا ایسا ترک کہ کہیں بھی اور کبھی کیا جائے اور ولادت میں حاضر ایسا التزام کہ کاکر ترک ہوا اور بقول مولف تعظیم تعظیم کے واسطے ضروری ہوا اور حق تعالیٰ کی تعظیم کی حاجت نہ ہو یہ تفسیر شان تعظیم حقیقی کی ظاہر ہو کر اصل اس تخصیص اور تاکید سے قیام برت خلا ہو گیا چنانچہ نظار تفسیر مطلق کی پہلی چند بار بھی لکھیں تو یہ فقرہ جواب مولف کا کہ قدر یعنی ہوا اور خلاف عقل و شرع کے پڑا گیا اعتراض کو یہ جواب میں ذکر کر دیا چھ مولف وجہ تخصیص کی لکھتا ہے کہ نسبت یہ ہے کہ اس میں کسی قدم کے ہی پس اس مناسبت کو دیکھو کہ کسی چارویزیانی ہے اول تو ولادت قدم نہیں بلکہ یعنی قدم ہے پس اصل قدم کے ذکر میں تو قیام ہر جگہ بھی نہیں ہوتا حالانکہ تعظیم قدم میں قیام کو جو مستحب لکھتا ہے اور جو اس کے سننے میں ہوا اس کے ذکر میں ایسا التزام قیام کا باہش واجب ہے ہو گیا دوسرے تعظیم قیام کی قدم علی کے واسطے ہوتی ہوا و حکایت کہ حکم علی کا کہیں شمع میں نہیں دیا گیا یہ قاعدہ شرع میں ہر جگہ مولف نے خلاف امر شائع کے وضع کیا اور وہی تعین مطلق اور تعدی حکم اللہ بھی رہی اور جو حکایت کو ذکر علی کا کہتا ہے تو ذکر کہ یہاں جس سبب سے استہمال قیام کا ہوا اور ذکر اس حق ہے وہی ترجیح اور تخصیص ہر لازم آئی پھر مولف کہتا ہے کہ حق تعالیٰ قدم و جود سے پاک لہذا مولود بے سوہاں تعظیم کو کر سکتے ہیں اس فقرہ کو مولف کے دیکھو کہ تعظیم قیام کو صحر کرنا ہے ولادت کے قدم میں تو گویا ولادت کے جود میں آیا اسوقت اس کی اسلئے قیام ہوا اسکی حکایت میں وہ نہیں اول تو یہ خود اپنی ہی تحریک کے خلاف کہتا ہے کہ مطلق ذکر اللہ اور ذکر فرماں میں تعظیم قیام مستحب لکھ آیا اور دوسرے تعظیم کا لفظ مطلق ہوئی اور ولادت تعظیم فرماں کی حق شمالی پر لازم آئی کیونکہ یہ فرماں فرماں میں تو ایک خاص پر پائی جاتی ہر روز نماز و دعا و حاجت و نازل میں کبھی نہیں ہوتی وہی خود ہر لازم آیا اور ہر روزی تعظیم کو کہلاتا ہے کہ ہم حق تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں فرماں کو نہیں کرتے سیدھی کہ فیجی مرض بک کہتا ہے کہ فرماں کو سن کر لہجہ اعلیٰ حق تعالیٰ سے بنا دیا وہ تو اس تعظیم کو جسے کہتا ہے کہ اس تعظیم خاص میں فقیہت ہے جس عرض مولف صاحب کے فہم کے قرآن لکھنا کون کوئی ہی بات سیدھی میں ہوتے اصل عرض کا جواب نہیں اسکا اعتراف اور ذکر اعتراض و تہریر لکھا اور پہلے لکھے کا خیال نہیں اور اس کے خلاف قاعدہ گویا بیان اس قولہ عرض میں ہی میں لہذا قول اس شخص کی نقل دل نوچار میں کی گئی ہے سائل نے اس قیام مخصوص کو چھٹا تعظیم کے اس کے جواب میں شوق قیام کو لکھا ایک ایک

ہوتی ہے اسے حضرت اگلا لادہ کر نہیں ہوتی ذکر ولادت باسعادت تو کر رہا ہو گا اور اس وقت جو ملک افارہ کاٹ جائے اس وقت تو کر رہا ہو گا اور وہ نقشہ جاہ و جلال و حسن حال کا تو ہر انگشت تازہ سے دل میں تازہ ہوتا ہو گا اور آپ کو چاہیے کہ قیام کرنا وقت وقوع ولادت کے ہونا چاہیے
توجہ نہ کر کے پھر ہی تعظیم جہاں سب کے قلب میں طاری و ساری ہو گئی اور قیام کر دیا فرقے کو کسی دلیل شرعی اسکے منہ پر نہ کرے
یہ جو اپنے تحریر کیا اس امر کی شہادت میں کہ غرض نہیں لایہ فرض طبع اس حقیقت کا معاملہ کے ساتھ کیا جائے حضرت ذکر ولادت شریف کو کوئی امر
فرضی نہیں یہ تذکرہ تو امر میں موجود فی الواقع ہے نہ انہی اس کے الفاظ جاری کاوں میں اس صورت طاری تو نہیں اس کا ذوق ساری میں نہ
میں اگر اس حقیقت کی طرح تعظیم دی جائے اسکی غرض تو انتشار اللہ تعالیٰ شہادت میں اس صورت طاری تو نہیں اس کا ذوق ساری میں نہ
یہ ہرگز جاری نہیں ہاں کوئی عشق و و جہ میں کراہے ہو جائے بلکہ اختیار میں کچھ کرے یا نہ کرے وہ اس جسے خارج ہے عینا علامہ
شبلی کا قصہ ہے اور کچھ ولادت پر بھی نہیں سب آپ کے حالات میں ہی بختمی و جہ میں اس کو ملاحظہ کیا ہے اب مولف ذرا غور کرے کہ
ان دو حدیثیں اور دلیل عقل سے دعا کا ہرگز نہیں نکلا اس قیام کا ثبوت شریعت سے کہیں نہیں ہو چکا اگر ساری عمر ساری کا جواب
کوئی نہیں ہو گا کہ صورت حاصل ذہن کی ساتھ معاملہ معلوم جاری کا پورے ذرا ہوش کرے اور اس قیام کی کلاہت پر دلیل شرعی
تو خود بارہ گئی مگر مولف کے فہم پر غنا وہ ہے تعین عقل خود دلیل کلاہت کی ہے اور ثبوت یہ کفار دلیل کلاہت کی ہے اور خلافت سلف کے
ہونا دلیل کلاہت کی ہے اور کیا چاہتا ہو تو لا ویر جواب نے فرمایا کہ فرضی الا قول لاجل ولادۃ الایام مولف کتبہ کہند ذہن
آئی ہے ہرگز نہیں ہمتا اسے مراد دی ولادۃ خارجی واقعی تو گئی ہے اور ولادت کا تصور جو وقت ذکر ولادت کے ہوا وہ اسکی حدیث
ذاتی اور حکایات ذہنی ہے اور ذکر لسانی ہے وہ حکایت زبانی جو میں ولادت حقیقی تو وہ ہو جو گذر گئی اور ولادت فرضیہ ہو کہ اس
وقت اسکی صورت ذہن میں لیکر حکایت زبانی کو قائم تمام عقل کے کرتے ہیں اور اس تصور یا الفاظ حکایت کو ولادۃ فرض کرتے ہیں کو
یہ دہی ہے پھر اس کے ساتھ تعظیم میں ولادت جس کی عقل کرتے ہیں کہ انہی حکایت کو فرضی کہا گیا حکایت کو فرضی کہا گیا یعنی
کرتل عقل کے حکایت کو بناویں اور حکایت کو عقل فرض کریں اور معاملہ اصل کا اس کے ساتھ کریں ولادت اور ذکر ولادۃ میں فرق بری
ہے مضاف اور مضاف الیہ دو ہوتے ہیں ایک نہیں ہوتا پس ذکر ولادت خود ولادۃ نہیں لہذا مضاف الیہ کا معاملہ مضاف کے ساتھ
شروع سے ثابت نہیں اور یہی مفصلہ کہ مضاف کو مقام مضاف الیہ کے رکھ کر معاملہ مضاف الیہ کا کریں ہنود کو یہ دھوکہ ہوا ہے
کہ ذکر ولادۃ کو میں ولادت جان کر معاملہ ولادت کا کرتے تھے یا میری ہے اگر عقل ہو تو مولف تمام مضاف و مضاف الیہ کو ذکر ولادت
دیکھ کر ذہن میں لیکر عقل کو قائم فرماتے اور یہ قول انما بجمہ صوم عاشورای الا قول پہلے خوب معنی ہو چکا کہ فرما عالم علیہ السلام نے
صوم عاشورایا فخر اقر حق تعالیٰ اور حسب حالت ذہن کے رکھا تھا اور ہرگز باجماع ہونے کے یا جو شکریات حضرت ہوتے ہیں اس
رکھا اس تحقیق کا مادہ نہیں کیا جاتا ہاں دیکھیں یوں ابن حجر نکلا صوم کو عادیہ شریک میں طیار لکھا تھا کہ جیسا کہ شکریات تجویز انما
برمال عود کرنا کہ شکر ولادۃ ہی ہر سال اس تاریخ میں اگر عود کرے تو سبک نہایت گامی ہے مگر فی الواقع یہ دونوں معانی میں چنانچہ
سب تحقیق ہو چکی ہر حال نہایت غامض معنی گوئی میں فرق ہو لیکن مولف نے یہ مضرب کیے کہ بالکل کوئی نہایت ہی نہیں

آخر عین کا و بنا اور موسیٰ علیہ السلام کا جنات پانا اور اس شکر میں ہی علیہ السلام کا روزہ رکھا اور کہاں یہ ہمارا زمانہ کلاہت و روزہ چلا جاتا
ہے حالانکہ حقیقت وقوع واقعہ غرق فرعون و جنات ہی تو اسی دور میں ہوتی تھی اب یہ اصل حقیقت موجود نہیں ہیں بلکہ نقلی ہیں
کہ وقوع ولادت میں قیام ہونا چاہیے تو اگر وہ حقیقت اب موجود نہیں لیکن یہ تعظیم کا جائی رہنا بعد نقصان اصل واقعہ کے نظر صوم
عاشورایہ نہایت ہو گیا اور دوسری خطا کیا اور بھی کہ جب سو خدا سے اس علیہ وسلم دینے کے کہ شریف لائے تو میں میں بخاک کی باری تھی
سنے کہا کہ ان لوگوں کو دینے کے بخارے سنست زار و زار کر دینے غلاف بھی ہو سیکے گیارہ اور تمام جو کہ طوف کو شکر لوگ ان کا ناش
ہی اور ہم حال بنا دیا یہ معنی خیال اسدی ہے اس واسطے کہ وہاں اعادہ سرور ولادۃ کا شل یوم ولادت میں خاصہ سرور و عاشورایہ شل یوم
جنات میں یہ فرض ہر دو یوم تو مناسب ہیں اور یہاں تو بعض مولف کلمہ فرضی ہی ہے اور فرضی امر غیر احکام میں خارج ہیں وجود نہیں لایہ
اس کا نتیجہ اور جیسے اس کو یہ رو کیا ہے کہ جہوت چاہے ذہن میں تصور ولادت کا کر لیا اور زبان سے حکایت اس ولادت کی کر دی
اور اس تصور ذہنی یا الفاظ حکایت کی تعظیم شل یوم ولادۃ کے کرتے تھے تو یہاں مولف کو واجب تھا کہ اپنے ذہنی کے اثبات میں اسکی
نظر دینا کہ زبان سے حکایت کر کے اس حکایت کے ساتھ تعظیم عقل کی ہو یا ذہن میں تصور جاکر اس صورت ذہنی کی تعظیم قیام خارجی سے کہ
جائے تاکہ اس کا ثابت ہوتا اور اس خطبے اس کو کیا تقع ہے اب معلوم کہ مولف کے نزدیک لادۃ حقیقتہ یا فیہ لایہ مقام فقط تصور
نہی ہے یا حکایت خطا لسانی ہے یا دونوں میں جس کے واسطے قیام تعظیم ہوتا ہے ہر حال اس فرضی تصور یا حکایت واقعہ کی تعظیم جو فرضا
عقلی ہو اسے اس نظر صوم عاشورایہ سے کچھ معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یوم عاشورایہ تختہ و مثال ہر سال عود کرتا ہے مگر فرق فرعون و جنات ہی انما
عود کرے یہ سو یہ تعظیم اس یوم کی کہ نہ تھی اور میرا نہ تھے نہ کہ تصور غرق و جنات کا کہ جسے کہتے ہیں یا ذکر غرق و بغاۃ یا ذکر مکرید
سناتے ہیں بخلاف مولف کے کہ وہ قلب تصور و الفاظ حکایت و ذکر مقام میں ولادۃ کی کرتا اور تعظیم عقل کی تعظیم میں ولادۃ کو کہتی ہے
دیکھو کہ اصل ہوتی اور اصل مولف میں بین آسمان کا فرق ہو کہ اصل کو تو کچھ نہایت ہی کراہت زمانہ مثال ہو کہ مولف کے فعل میں
کچھ ہی نہایت نہیں بعض معانی سے اور ہنود جیسا فرضی معاملہ ہے اور خیال پرستی کا قصہ کہ معاذ اللہ کیا سو فہم ہو کہ یہ دونوں تھے
جو چاہے کھڑے اور نہ کرے شکریات حضرت موسیٰ کا دای تھا اور شل یوم واقعہ کو شکر کہ واسطے مکرید یا بعد بنا تھا یا یا شکر ولادۃ
فرما عالم علیہ السلام کا دای ہے اور اس کے یوم ولادۃ کو طیار یا بعد بنا ہے اس نہایت سے ابن حجر نے یوم عاشورایہ کو نظر صوم و یوم ولادۃ
عقلی کو اصل میں یہ اصل بنائے اصل تھا کہ جو صوم فرما لاس وجہ سے ہرگز نہیں تھا اور سرور و قید کو اپنے ردی کر دیا تھا لیکن یہ
غرق فرعون و جنات ہونے کو ذہن میں طیار کیا ذکر غرق و جنات کا کہ اس واسطے کہ اس کے ہاتھ تمام فرض کر کے تو چند نہیں بنایا تھا جیسا کہ
یاد و حکایت واقعہ ولادت کے کھڑا ہونا لکھا ہے تو نہایت جو کہ موسیٰ ہی نہ ہونے فرضی کام کیا تھا مولف ذرا شرا کرانی میں اپنے اصل
کو خیال کر کے شرح عہدی میں تصور ولادت و حکایت ولادۃ کو مقام میں ولادۃ کے قائم فرض کر کے خیال نظر پرستی کرنا ہی حالانکہ
شرح میں یہ بعض اصل ہے اور یہ کہ قول ولادۃ دوسری نظر الا قول میں یوم ولادۃ کا کھار کو تھا مگر دوسری علت کا ہونا کہاں سے
عقلی ہو کہ اس کے کوئی علت نہیں تھی یا کہنے کی کوئی علت عقلی ہی نہیں ہوتی فتح حق کے اگرچہ یہ علت منقہ ہوتی مگر دیگر عقل کا

کتاب اسلام کی جو عین میں وہ تنظیم قیام کرتے ہیں پس وہ الفاظ تو فی الحقیقت ترغیب و تنبیہ میں ہیں ایمان کو کہ جسکے دل میں محبت ہو اور
تعلیم رسول منظر ہو وہ قیام کرتے مطلب جسکے پہلے ایک توادہ علی مد کا ہے دوسرے ہدایت من غلامہ کا ہے جس میں القا ہوئی ہو
جہاں دونوں مفقود ہوں وہاں کیا کیجئے۔ ورنہ ہمیں اسد نور افکار میں نور اب دیکھیں اسی جہات شامی کو نظر لائیں کہ جو تشرین میل
دل کی طرح شرح کرتے ہیں علامہ نور الدین علی نے یہ جہات شامی کی لکھا کہ اُسے لکھا کہ اسی لکھ ہی بدست حسنہ لائیں کہ بد
مذہب چنانچہ یہ جہات شامی علی بطور مصر کے صفحہ ۱۱۵ میں موجود ہے اور علامہ علی نے اپنی اصطلاح دس چار میں لکھی ہے کہ جس جگہ میں
تشرین شمس کی کوئی جہات لائی ہو اس کے شروع میں انقطاعی لایا ہوں تو تشرین شامی کے لفظ بدست اصل لاکو جو ساتھ بدست حسنہ
کے تفسیر کی ہے اسکو بھی علی لفظی سے لایا ہے کما تو معلوم ہو گیا اتفاق ان دونوں محققوں کا یعنی صاحب تشرین شمس اور صاحب
تشرین علی کا اس تفسیر پر واضح سا کہ اس عاجز نے دیکھا کہ کوئی شامی کے خلف الصدوق اور نصر علی لایا ہے بھی اپنے پاس کے
کلام کو تفسیر ساتھ بدست حسنہ کے کیا ہو اور اگر تشرین شمس کی عمل بہت کا شرفا وغیرہ علی العموم لایا ہوں اسلام میں اس قیام کے
استحسان پر ہے اسلئے لکھا ہے علامہ شیخ عبد الصمد سراج منی نے رفقہ علیہ السلام قیام افکار ذکر ولادت عند قراۃ المولد الشریف
نوار اللہ الامام دارالاکرام الکام اور شیخ عبد الرحمن سراج منی کو منظر زاد الشرف قادیان میں مولد شریفین القیام تحریر فرماتے ہیں
وہما العیب والعرواشام والروم والاندلس کلام دو حسان زمین السلف الی الان الامست احض حضرت کی حالت حیات میں
بہر باقی اور بعد نگاہی عرۃ المؤمنین فرما مارن مولانا علی سہارنوی قدس سرہ کی شان میں کرتا ہوں لاریب اُسکا مورد مستحب
ہو ہی ہو اور خود ہی ورطہ ممتاز و عظمت پرست میں پڑا ہوا ہے سب کو جلال اور فرستہ میں تیار ہو چنانچہ یہ رسالہ اُس کا شاہد ہے۔
دوسرے کا فی ہذہ امی فتویٰ الاخرۃ امی جلیل سیلا قولہ علامہ نور الدین علی نے یہ الفاظ قول مولف بیلہ دل کو ایک جزئیہ
یہ قول علی کا شیعہ ہے یا وہیں اب بیلہ منفری کو کام میں لاکر شیعہ کی تشرین علی اپنی علامہ کے موافق اسی کا لفظ لایا ہے تشرین شمس کی
جہات نقل کی ہو اور تشرین شمس کن کے لفظ سے مستدراک کرتا ہے کہ بدست لائیں بلکہ بدست حسنہ ہے بدست ہونے
بمحل کیا اور لائیں لیر تعاقب کیا اور اصل عدم سید کی بیان کردی مولف کچھ کا تو تصدیق نہیں کرتا ہاں تشرین شمس اور تشرین
علی دونوں اس قیام کو مستثنیٰ ہیں اور شامی سید کہتا ہے یہ قول شمس کی مڑا سے نہیں کیونکہ کن کا لفظ شرح کے واسطے نہیں
اور ای حرف تفسیر ہے مگر اصطلاح علی میں تشرین شمس کی جہات کی نقل کا نشان ہے کہ وہ بہر تفسیر کے ہے واقع ہو جاتی ہو
پس اس قول جواب تو دی ہے کہ شامی کا قول مخصوص ہے مخالفت کسی اسکو تفسیر مخالفت نص کی خود دیکھائی ہے لکھ لیں
علی کی یہ کہ وہ ذکر مطلق کے نزدیک جسے قیام کرتے تھے اور تشرین مطلق کا وہ اس قیام میں نہیں تھا اور وہ علوم کا ذخیرہ تھا
لہذا جائز جانتے تھے اب وہ امن میں رہا کہ وہ ہو گیا اور جواب اس نوارت لکھ کا وہ علامہ عربیہ و فیر کا جو بعد اسد سراج اور شیخ
ابن عبد الصمد سراج کے فتویٰ سے نقل کیا ہو چند بار پہلے گزرا غرض مولف کو سو آجرمان اور کئی حال میں قولہ اقرض حضرت کی حالت حیات
اقول مولف نے یہ فقرہ فتویٰ مولوی احمد علی صاحب حدیث سے کیا میں بطور ترقی کے مذکور تھا اگر کہے متقل امتراض

صحابہ واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام نہیں کرتے تھے یہاں کہ ترمذی میں ہے پھر قیام سطح پر جواب بھی قیام نہیں کرتے
تھے لیکن اس طرح قیام حیا سلاطین میں شاکر حب علیا اپنے اپنے شاہ کو ان کا کہتی اس وقت سے کھڑی ہو جاتی اور جیکہ نہ جیادتا
تحت پر اسوقت تک سب اسکے آگے بیکال تواضع کرتے یہ تہا قیام فی الواقع منع شرعی ہو چکے وہ بادشاہ یا ہر حکم کرنے اور پسند کرنے
اُس قیام کو موصول ہلا شریف میں یہ بات تو نہیں کہ اس محل میں ہزاروں کی ہزاروں بادشاہ بیٹھا ہوا ہے اور سب لوگ اسکے
آگے کھڑے ہیں یا یہ وہ بادشاہ حکم کر رہا ہے کہ ترمذی کے قیام کرو یاں تو یہ بات کہ کفار مولد نہ ہو کر اہل اسلام اور وہود و
نار یا یو یا خیانت ہے یا عدم قیام جہات یہ ہے و قیام عند ذکر ولادت نبوت اس ہزارں صحابہ قابضین قاضیین ان کے بعد تشرین اصلا
نشدہ و در زمان حیات ان سرور و فوقا محابہ لائے آنحضرت قیام نہ کر دیا ہو اگر حضرت راغوش فی آمد بعد وفات آنحضرت وجود کیا
وقت ذکر ولادت در قرآن ثلثہ ثابت نیست البتہ اس عبارت میں یہ غرض کہ صحابہ آپ کے واسطے قیام نہیں کرتے تھے بطور ترقی کے
ہے کہ ذکر ولادت پر قیام کیا ہوتا خود آپ کے مقدم پر ہی نہیں ہوتا تھا مولف اپنی کلام حالی سے یہ سمجھا کہ قیام منع بدست تھے لاجول
ولا قراۃ الابا بعدہ قیام کہ بطور عام ہے وہ تو حرام ہی ہو چکا تھا اور یہ قیام منقول از حدیث ترمذی قیام تعلیم کا ہے کہ خود حدیث میں
میں ہے کہ لم یؤموا اذ ارادہ لایعلمون من کراہہ لک۔ کیا صحابہ منع قیام کو کرتے معاذ اللہ نہیں بلکہ اس قیام تعلیم کو حلال جانتے
تھے اور بسبب غرضی حضرت کے ترک کرتے تھے کیونکہ وہاں ارشاد فرمایا کہ غرض کا منظور تھا نہ ہوا اس نفس اپنی کا اتباع حیا اس زمانہ
میں ہے الغرض حدیث ترمذی کا ترجمہ مولف نے بالکل غلط کیا اب حدیث میں بھی مولف اپنے نفس کی رفعت سے تصرف کرنے
لگا اسکی شرح طبی کرنا ہے۔ قال الطبری لعل لکراہۃ الجمعہ والا تقاد المو جب دفع التکلیف والعمیہ یل علیہ قولہ علی شخص احب الیہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی میں دیکھو کہ طبی نے اس قیام کو تعلیم کا قیام لکھا ہے جو سراج و مند و جب اسی واسطے وجہ کرنا ہے۔
اور خود حدیث میں دلیل ہو کہ قولہ کن شخص و بقولہ اذ ارادہ کے لفظ میں گرو مولف محض اپنے جہل سے منہ حدیث کے غلط نامی اور
قائم رہنا خود حرام ہو چکا تھا اسکے کھٹکے واسطے یہ اشتداد عدم قیام کا کیا موقع کلام تھا ہم درکار ہے کہ نہ نہ مقام مع صحابہ میں یہ ذکر
ہے کہ رضا فرما لہ کے واسطے باوجود واجب ہونے کے یہ قیام مستحب ہی نہیں کہتے تھے اگر ہاں وہ قیام حرام ہوتا تو کیا صحیح تھی
کہ باوجود واجب ہونے کے بھی حرام کام نہیں کرتے تھے اسکو تو کوئی بھی عاقل نہیں قبول کر لگا کیونکہ حرام کام قوانین الہی کی پیروی اور
اُسکا ترک خود فرض تھا سو یہ کون عاقل کہ نہ کہ مقام مع میں کہ صحابہ ایسے عیب تھے کہ رسول اللہ کے حرام کے کام کو نہیں کرتے تھے یہ کیا
صح ہے اسی ہی قیام تعلیم جائز ہے اور اسکو فرمایا اپنے لیے بدست نہیں کرتے تھے وجہ یہ تھی کہ وہ جہاں مسلم ہو تھا آپ راہی میں
نہ کرتے ہی تھے جیسے حضرت فاطمہؓ نے کیا اور خود اپنے ہی کیا اور وہ جو کھڑا رہنا مثل عام کے کہ وہ حرام ہی ہو کہ کسی حال رست نہیں
پس مولف ہرگز نہیں ہمتا اور غلط تفسیر حدیث کی کر لیا ہے اور پھر وہ ایک اپنے فرضی معنی حدیث کے ظہر کے بعد بتا ہے کہ مصل سلاطین نے
قیام حرام نہیں لاجول ولا قراۃ الابا بعدہ مصل سلاطین میں یہ قیام ہے کہ قرآن ثلثہ میں نہ تھا کچھ حدیث ہوا مولف خود قبول کرتا ہو
اور بدست حسنہ اسکو کہتا ہو اور یہ قیام حدیث تشرین شمس کے اور تشرین مطلق کے غلط ہو گیا اسکی محقق گوش گزار مولف۔

لغت صحیح پڑھ رہے ہیں خود فعل صحیح ہے صحیح بخاری میں ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج من مکان من مکانی المصی یقوم علیہ قائما فخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان کے واسطے منبر رکھتے تھے صحابہ و انصار حسان کھڑے ہو کر فخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرتے تھے یہ فعل سیارہ میں بھی ہے بخاری میں ہے کہ فخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرتا ہے غرض کہ اس تعلیم میں اور ترمذی کی روایت قیام میں جو کہ انہیں سند ملے ہیں بہت فرق ہے بلکہ کوئی یہ کہے کہ صحابہ کسی طرح کا قیام نہیں کرتے تھے نہ وقت صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نہ وقت شام اور یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا ابی بکر علیہ السلام نے اس کو ہم سلم نہیں رکھتے حضرت حسان کا قیام وقت میان فخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بخاری میں بھی ہے بلکہ اور ترمذی نے بھی اس کو ہم سلم نہیں رکھتے فی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہوتی تھیں اور نہ کھڑے ہوتے صحابہ واسطے آپ کے اور نہ رکھتے ہوتے آپ واسطے آنے پھیرنے نہ تھے۔ اور نہ وقت آنے پھیرنے ایسے کیے سات رہتیں ان الاموال میں صحیح و حوالہ کتب مذکور ہیں۔

کے پہلے ہو چکے ہیں۔ غرض کہ دیکھئے بھلا اولی صاحب کون ہے کیا کہ نہ بزرگوار ہو کر نہ پڑھیں بلکہ حاجت خبر کی ہو پڑھو۔ اور حدیث ترمذی میں کمال معنی میں جو کہ لفظ وضع کے معنی و شارع علیہ سلام کا حرام کرنا قیام اعاجم کا ہے اور اہل بیت قیام کی مقام ہے لفظی میں اپنے واسطے پس نہیں کرتے تھے اگرچہ مندرجہ بے موقوف اپنی کہ نہیں سے کیسے کہیں جارا ہے۔ اب استدلال ہوا قیام بڑھتا کا دیکھو: قول صحیح بخاری میں ہے کان الاموال استدلال جواز قیام کو دیکھنا لازم ہے اس وقت میں خود فخر عالم اور بھلا صاحب قاعد ہوتے تھے اور ایک حسان قائم اشارہ دیتے تھے اور قیام کو صوفیوں کا علامت اور صحت کی واسطے تھا۔ تنظیم کو واسطے کہ خود فخر عالم زمین پر ہوتے تھے۔ اور حسان منبر پر بیٹھے ہوتے تھے۔ اگر تنظیم کا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر کس طرح ہوتے۔ اور حسان منبر پر نہ بیٹھتے پس قیام تنظیم فخر عالم کا تھا۔ تنظیم صبح فخر عالم کرنا واسطے تھا۔ اور نہ وقت صبح فخر عالم کے واسطے تھا غرض جس قدر جو قیام مولود میں ہیں۔ جسکے خلاف تھا کہ اگر تنظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیار دین پر بیٹھے تھے حسان منبر پر کس واسطے بیٹھتے۔ اور جب نماز کو واسطے بیٹھے رہتے۔ اور اگر قدم کا ہوتا تو وہاں قدم کی وجہ نہیں تھا۔ حقیقی معنوی اور تنظیم کو صبح کو نہ تیار تو سب صحابہ کیوں بیٹھتے نہیں بلکہ فقط شخصلت کے واسطے تھا پس ایسے قیام سے قیام مولود کا اثبات یا قیام کا جواز مولف جیسے قائل کا ہی کلام ہے کسی اہل علم سے تو یہ کہہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر مولود حوان منبر پر بیٹھے ہو سارا مولود بیٹھے اور تمام سامعین بیٹھے رہیں تو یہ جہت اس حدیث سے جائز لفظی ہے مگر اس قیام کا کسی کو انکار اور نہ یہ قیام قیام مولف کو کہ مفید نہ اس سے خود قیام تنظیم ثابت ہو جسکو مولف عقلہ ثابت کرنا ہے۔ مگر فہم کی کوتاہی ہے۔ آسمان ایمان میں کچھ نہیں نہایت عجیب اس قسم پڑھنا علماء کے جواب میں کہ یہ لفظ قیام ہے اور تنظیم کا قدم کو مولود صاحب نسخ لکھا اور کوئی مانع جہت منکر سے خود مولف اپنی کہ نہ فی سے سمجھ گیا پس حضرت فاطمہ کا قیام مسلم ہے۔ مگر اس حدیث ترمذی کا ہمیں ہرگز معاف نہیں ہو سکتا کہ اگرچہ اس میں کسی دست ہزار طرح کے وقت جائز رکھتے کسی وقت پسند نہیں کرتے تھے۔ نہ بزرگوار ترمذی کے بل بزرگوار ترمذی کے اور یہی شان مبارک کی بلکہ رسول کی ہے

الغرض ایجاب اعراض خود مولف کے ذہن کی خوبی تھی اور جو بھی کمال ملامت لکھتے ہیں اور کیا جابلے فہم حدیث اور ملامت

اعراض بایان فعل و ملاذ شریف منکرین قیام پر ایسی ملامت کرتے ہیں جیسے تارک من و واجب پر جواب جو لوگ قیام نہیں کرتے اکثر ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کے عقائد وہاں بحدیہ کے طور پر ہیں اور وہ قیام کو کفر و شرک عقائد کرتے ہیں ایسے ایک تو یہ بات ہوئی کہ اس شخص کے نزدیک عین قیام منکر اور کافر ٹھہرتے ہیں اگر لیکو اس بات پر غلط آجائے وہ ہاتھ باز نہان سے کچھ سزا ہو کچھ عیدیں دوسری بات کہ اس ایک حرکت کے اسکے دوست عقائد حبشہ کا بھی خیال آجائے تیری یہ بات کہ اس فریق کو دیکھتے ہیں کہ بزرگوار بایں خوراک پوشاک اور معاملات میں خلاف صحابہ و خلفاء قرون ثلثہ کرتے ہیں اور غلط قیام کرتے ہیں اور مولد غرض کی فعل میں لنگھ کر قرون ثلثہ میں نہیں ہوتی کرتے ہیں اور باہم غلام و فدا کرتے ہیں اسوجہ سے بھی مجھیں سوال حدیث اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفید و غلط آجائے ہاں اگر معلوم ہو جائے کہ اس شخص کے عقیدہ میں اور قیام کرنا لنگھ بھی ہے برا نہیں جانتا تو اس شخص کو بزرگوار کوئی دینی رواج بوجہ نہ کر جائے البتہ یہ تو کیسے کہ اگر ادب فعل کا معقباد ہٹا کر سبک ساتھ ایسی ہی قیام کرتے تو بزرگوار چنانچہ امام غزالی نے سوال جواب لکھی کیسے ایسی نہ بھی سستی ہوگی اور کیوں نمونہ لفظ نے جسے براھا لینی اعتراض اور انہی ہی خدمتیں گشتی چاکا نام نہیں پس شے نوزاد خردوار سے جیسا اس افوار ساطع میں برعکس نام مندرجہ کی کا فوظامات بعضہ فوق بعض کنونین ایسا ہی مانع الاموال منکرین و ادہام واقع ہوگی پس اسکے مطالعہ کی کسکو ہوس ہو پس مولف کو یہ علم مبارک مبارک رہے قول اعراض بایان فعل الاموال مولف نے اس اعتراض کو قبول کیا کہ مولود منکر قیام پر مثل تارک من کے ملامت کرتے ہیں اور اسکا ہی نام مندرجہ و ادہام واجب نہانا ہو جسکو شرع میں تفریک حکم اور بدعت کہتے ہیں پس اعراض بدعت ہونے قیام کا تو ہوا مگر علت ملامت کی کچھ محقق کرتا ہے سنا جائے کہ اسکا اکثر منکر قیام عقیدہ وہاں بحدیہ کار کھتے ہیں اور قیام کو شرک اور کفر لکھتے ہیں اور انہی حرکت سے ان کے دیگر عقائد کا خیال آجائے اس سے طبع بزرگ جانی تو میرے یہ کہ وہ بہت اور خلاف صحابہ کے کیسے ہیں اور ایک قیام و فعل مولود میں کلام کرتے ہیں یہ بن سبب غلط کے ہیں پس مولف نے ملامت اور سبب و شتم کو تارک قیام پر مسلم کیا مگر اسکا یقین نہ قرار دیا ہے اور غرض مولف کی یہ کہ ہم قیام کو واجب جاننے کے سبب ملامت نہیں کرتے قیام سبب ہی جو ترمذی اس سبب باعث ملامت کے ہوتے ہیں پس یہ تفریک مولف کی بعض کتب سے اسواسطے کہ اگر یہ مباحث دست گریبان ہوئے ہیں اہل برکت کے اور فراق و غار و ظالموں سے اور رشوت و خواروں سے تو جواز است کو کا فوظامات میں اور مخالفت حدود اللہ تعالیٰ کی کرنا نہیں اور خلق اللہ کو سخت ازیت ہے جسے اسنے کئی لفظ نامہ ضاموں کے ہر دو ذرا لفظ کے قیام اور ہر ہاں و ہاں کی جہت میں استیلا اور است رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ انی اور بار بار اللہ تعالیٰ عنہ منکر قیام میں ہر شے پر کچھ سزا ہو کچھ عیدیں و شکار کو روزا و جامع انہا ابتر عرش الرحمن و غضب الرب کا ہوتا ہاں اور انکا دشمن کا مصداق بننا اگر بار بار دینی مشاغل اسکا ہی کی ہو تو کیا خصوصیت اسکی بزرگوار ایک زیادہ مولود بھکا عقیدہ ہوگا اور اس میں تو یہ شخص کیسے ہاں اگر دیکھ جائے بدعت کے ان کے عقائد شرک و کفر کے ہوتے ہیں اور فراق و غار و ظالموں میں اسکا تاؤید عذر ہاں بھی معذرت ہوا نہ بعض جان چھڑانے اور دفعہ لونی جو کہ قابل اعتناء کے نہیں فی حقیقت معاملہ اس شخص کے تارک جب و فرض کی جاتے ہیں اگر مولف کو شاید یہ وجہ مولود دیگر مشرب ان کے کا قطعاً ہی عقیدہ اور یہی معاملہ اور بعض انکار دینی کا

لکھا کہ اب السباع میں کہ یہ بابل و اب حقوق صحبت کے خلاف ہو کر کھڑا ہونے میں انفت زکے نہیں اس تعریف سے معلوم ہو گیا کہ غصہ
 آجنا نامارک قیام پر اور سب سے ہوتا کہ اس سب سے کہ غافلین قیام فرض واجب جانے میں قیام کہ یہ تو بالاتفاق قادی متفقین
 دین تصریح فرما چکے ہیں کہ کھڑا ہونا فرض واجب نہیں بلکہ مستحسن اور غرض سے دیکھتے تو بعض اوقات میں تارک نما
 نص قرآنی کا خافہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا کہ یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تعسفوا الجالس فانموا لیقع السکر و اذا قیل انصرفوا
 یعنی لے ایمان والوجب لکھو کہ باطن کھل میں غلبہ میں تو کھل میں اور سب کہا جاتا ہے کہ کھڑی ہو کر واجب معلوم کرنا چاہیے
 کہ جب قادی سلسلہ سے پڑھا ہے انھوں نے ذکر سلا حضرت اب بنیاسطرح پر مدحاً چاہے اور اسے کرنا قیام زیادہ کہ اس وقت کھڑے
 قول اگر معلوم ہو جائے انھوں قول سولت کی بیلہ زمری دیکھنے کے قابل ہو کر جانتے ہوئے احمد علی صاحب نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا
 تھا کہ اگر کوش راہر زکار جماعت دانند اس سے کہ نہ کھڑے نہ کھڑا ہو کر جو کچھ مولف قیام کے استحباب کا قائل ہوتا ہے وہ کمال
 واجبات جیسا کہ انہوں نے سوچا کہ اگر تارک پر ملاست کا اقرار کر لیا تو بات خلاف دعویٰ ہو جائیگی اور تعذر اعراض میں چکا کر کے نہ کیا جائیگا
 فضل لکھتا کہ سب کو بھی باہت دوم بخلاف غایت کتب پر لکھتے تھے جو کہ موی خود و غلو کا ملاحظہ باشد اس قول میں اپنی اصل پر کیا کہ ہاں
 معلوم ہو جائے کہ اس عقیدہ کے موافق ہو اور پھر نہ قیام کرے تو بیخ و بنیں کرے کہ موانعت کی غماز میں اور تعلیم اب کرے میں پھر جب اس
 بھی نہ نہ نظر آیا تو کہتے استدلال پس کیا کہ جیسے ادا الی میں تاکہ بلکہ وجوب معلوم ہو پس یہ نظر مسلسل قابل تین مولف کے اور بھیجے سو
 پہلے اسی بات کتب کی تفسیر کو طحاوی پر مبنی کر کوئی دفع تفریع مثل انکار قیام مولف کے نہیں سب سے دوستی و درہنہ کے ساتھ معاملہ کرنا کہ
 قیام کے ساتھ زجر و توبہ سے پیش آئے ہیں اسکو سنو کہ مسجد لوگ فوافل پڑھیں اور ایک آدمی نہ پڑھے تو اس کو موافقت ادا کرے
 پر اب نہیں کھلائی تفریع کی ادار میں سب قائم ہو پس ایک شخص قاعدہ پڑھے جس کا بھی کسی اسکو استحباب حکم نہیں ہوتا علی بن ابی
 صدقہ امور میں بلکہ روایات کے ارتکاب پر بھی حکم موافقت کا تبرک کر وہ بات نہیں ہوتا کہ یہاں پر حکم کرنا موافقت کا بادل و سبب اور
 ترک کرنا مخالفت کا تبرک سبب سے ضروری ہو کہ ضرور اس میں ادب کی تعلیق ہوتی ہو یہی نفس کی چوری ہو کہ سبب استحباب میں سے
 اس پر زیادہ ارادہ اور پردہ وجوب کا معاملہ ہوتا ہو مگر مولف کوشش کشتہ کشتہ تاکوئی تہہ اصل مدعا پر نہ ہو جائے اور امام محمد فرما
 کا قول اب سماع کا حجت لگایا نہ راہو سے پس بہت حالانکہ وہ ایک امر سماع میں موافقت طلب کرتے ہیں اور مولف امر کرے
 میں موافقت چاہتا ہے اور قادی میں قیام تعلیقی جائز لکھا ہے مگر صرف ہی انھار میں کہ اگر یہ اس وقت جائز ہو کہ کوئی غلط شرعی
 نہ ہو ورنہ ناجائز ہے مگر ہر حال اس ادب و سبب ہونے قیام سے مولف کو غرض تھا کہ اب جامہ پر پردائی کر کے چھوڑ دینے کو غلط
 بگڑا اور خواہش نفسانی کے خلاف ہوتا کہ اگر قول اور غرض سے دیکھتے تو انھوں قول جب غور سے دیکھا تو مولف کی چالاکی معلوم
 ہوئی کہ غصہ فاش و انکار کا صیغہ ہوتا کہ وجوب اسکا وجوب ہوتا کہ تو اس آیت کے استحباب قیام ثابت کرنا نہ نظر ہے اور یہ خوب عقیم ہو گیا
 کہ مولف کو بزرگ فہم نہیں اس آیت میں یہ حکم ہے کہ جب تک کہ علم ہو کہ کھڑے ہو جائے تو ستر مکان کے واسطے یا خدمت فخر عالم سے پہلے
 پہلے جائے یا جہاد و صلوة کی طرف چلو یا کسی امر اور کثرت تواجدات کیا کہ وہ تو اس میں امر شریک یہ کہ مامور کی طواف اٹھا کر ادا کرے

ہو نواہوں نے اس آدمی کو اشارہ کیا کہ اٹھ کھڑا ہونا اور اس نے یہ کیا کہ کھڑا ہو جانا نہ کر اٹھ کے بار کھینچا تا تو دیکھتے وہ اس وقت میں
 مخالفت امر غرض و قادی کا ہو گیا کہ جو نزول اس آیت کا فاش رہی ہوا تھا کہ گو گو کو وہ بات تعلیم کیے کہ اس میں محبت پیدا ہو بعض نے
 رحمت ہو چنانچہ امام زاری رحمہ اللہ علیہ نے تفسیر میں اسی آیت مذکورہ الصدر کی شروع میں لکھا کہ اعظم اللہ تعالیٰ لامنی عبادہ
 المؤمنین عما یكون سببا للتباعد عن الاجتماع والامر بالان بالیصر سبباً لزيادة الحجة والمودة اب سبباً لریاب الصفات خیال فرماؤں کہ اگر وہ
 شخص کھڑا ہو جائے تو اتحاد و دوستی باہمی کا سبب ہو جائے اور کھڑا نہ ہونا بعض اور فقہ کا سبب ہو گیا تو یہ فعل اسکا کھڑا ہونا غرض خدا وری
 سے پیدا ہوا تھا اور اولی الالبصا اعراض قیام کرنا اور خواہر الالبصا کی نظر غرض ہوئی کہ حضرت کے قدم کی تعظیم کیا و
 تو وقت و لاوت کے کیا خصوصیت تھی چاہے تھا کہ جب کر سنے کہ فلاں وقت آنحضرت صلا علیہ و آلہ وسلم سج میں یا مجلس میں
 تشریف لائے یا حج یا جہاد کے پھر کئے ہر قدم کا ذکر کر کے کھڑے ہو جائے کہ جواب ان قدمات میں اور قدم وجودی یعنی ولادت
 خریف میں یا فرق پر سبب قدم ہوئی ہیں مثلاً گھر سے جب مسجد یا مجلس میں تشریف لائے تو وہ دولت مخصوص اسی جماعت کی واسطے ہوئی
 جیسا مامور ایسا ہی اسکے واسطے قیام و نشو و فرض کا فرض مندوب کا مندوب پس اگر یہ قیام مولف کا مندوب ہی ہوتا اور عرض
 عراض سے محروم نہ ہوتا جب بھی وہی استحباب تھا تو مولف کی مراد حال نہ جانی تھی چاہے کہ شروع سے اس قیام مخصوص کا جو شخص
 بدعت ہونا اور اگر بہت ثابت ہو گیا پھر کس طرح یہ قیام اس آیت میں داخل ہو سکتا ہے اول اسکو مندوب ثابت کرنا تھا بعد اسکے
 یہ آیت پر مبنی تھی مگر مولف کا قیام معلوم لیکن ہاں یہ سننے سے کہ حقیقت یا بدعت کیا جائے تو ہم وہاں سے انھیں چلے جاؤ کہ مولف
 کے مجمع سے انھیں چلا جاتا ہے مامور اس آیت سے ہے اب تفسیر کی عبارت جو مولف جماعت اسکی حقیقت سننے کے قابل پر ہر بات
 اعظم اللہ تعالیٰ لامنی انھوں جو مولف نقل کرنا کر کے پہلے اس آیت سے ربط کر کے اسطے بھی کر کے کہ پہلے آیت سنا جات و سرگوشی کی
 احکام میں تھی یہاں سے اس طرح شروع ہوا یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تعسفوا الجالس فانموا لیقع السکر و اذا قیل انصرفوا
 مذکور ہو موجب تباعد کا اسکی نفی فرما کر وہ ارشاد کیا کہ جس سے اتحاد ہو وہ یہ ہے کہ ہر ایک دو سبب کی واسطے سخت کر دینا کہ
 غرضت کا ہو وہ کہ موجب زیادہ وجہ کا ہے اور نشو و جیماں ہے ایک مبنی پر قوسہ مجلس واسطے ہی مراد لیا گیا کہ وہ وجہ
 خجیہ ہے تو اسکو اس قیام پر عمل کرنا سوا فہم ہے کہ جو اگر بار بندوب ہو تا حسب ہم مولف کے تو اس میں کئی عادت و راحت متصفیہ
 شخص اپنے عمل میں منتقل ہے تو اس کے اسکے ملا دے کوئی مجلس غدا دس میں بیٹھ بیٹھے اور سب دلائل متعین پر کر لے دے
 لیکے طال کا نہیں اور نہ باعث خلعت کا پس یہ تفسیر غرض خیال مولف کا یہی کہ اس کے خیال میں وجوب قیام ہی ہو اور اہل ترک واجب
 میں مخالفت ہوتی ہے پس کچھ کہ مولف نے کیا نام کام کیا کہ تفسیر کی مراد جماعت اور نہ قرآن کو مفسرین کے موافق تفسیر کہا جائے
 سے تفسیر کی اور پھر بھی معاذ حال نہ ہوا فاما ابصار قول اعراض قیام کرنا انھوں کو انھوں قول خلاصہ جواب مولف کا یہ ہے کہ
 قدم ولادہ کا تمام عالم کے واسطے ہے اور نہ قدمات خاص صحابہ کے واسطے تھے لہذا اس قدم ولادہ کو اگر قدمات پر زیادہ
 تفسیر ہے اس واسطے ولادہ پر مدح قیام کا ہوا مگر یہ جواب نہایت سنے ہر اول و مترنم کی غرض یہ کہ آپ کے سبب ہم لایق

دوسرے لوگوں کا اس میں کہ حصہ بر خلاف قدم و جودی کے کہ وہ قدم کی جڑ یعنی ایک عالم وجود میں آنا رحمت پر نام عالم پر کوئی رکھ
 و تبار میں موجود ہے یا نہیں اور کوئی قیامت تک پیدا ہوتا چلا جائیگا اور جو چیز نے سے عورت تک ہے کل کیلئے آپ کا پیدائش رحمت ہے
 و مارسلانک لارحہ لعلالین پس اس قدم اور قدمات مذکورہ میں بڑا فرق ہے ایسے قیام کرنا اس اعلیٰ درجہ کے قدم میں نہ ہو سکتے
 اسریطہ و سلم میں مانع ہوا اور اس تعلق سے بھی اسی قدم کا احسان الی سلام پر ظاہر فرمایا کہ تقدس علی الوصین مذکورہ قدم سے ملتا ہوگا
 تنظیم کے میں شریف و شہنشاہ کافری نہیں دیکھو کہ حضرت فاطمہ اور بعض صحابہ نے ان ہی قدموں پر قیام کیا تھا اور قدم و ولادت میں ان کی
 ظاہر میں ان میں پس اگرچہ ولادت لفظ پر وہ نام دیگر قدم و ملت لایق تنظیم کے ہیں اور نص سے قابل تنظیم ہو نا ان کا معلوم ہوا کہ پس جسے
 قدم و ولادت کی تنظیم میں قیام کر قدمات دیگر میں بھی چاہئے تو اس کا جواب مولف دیتا ہے کہ ولادت لفظ پر جس کو قدر بے موقع ہوا
 ہے کہ سوال کا جواب کچھ مستحسن کتاب ہے مستند و اعلیٰ اور ادنیٰ لایق تنظیم میں مولف جواب دیتا ہے کہ قدم و ولادت لفظ پر اس کو
 یہ مولف کا جواب ہے اچھے اور پر ہاں اگر یہ ثابت کرنا کہ سوائے ولادت کے دیگر قدم لایق تنظیم قیام کے نہیں تو البتہ جواب تھا کہ لفظ
 ہے مگر جواب تھا دوسرے کہ اچان قدمات کی مخصوص معما پر جو بیسے کیا کرنا ہے اگر یہ ہے کہ نفع زیادہ و صحت کا اس حالت
 کو متاثر و ولادت کے قدم کی بھی یہ دولت ہیں اور وہ صحابہ کو ہی تھی سو ولادت کی تنظیم کچھ نہ رہی اور اگر نفع بیشہ کا علم اور نفع کی اطلاع
 ہے مگر بڑا ہے تو وہ آج تک چلا جاتا ہے کہ صحابہ نے آپ کے حال کر کے ہم تک پہنچایا اور بیکوئی کو آج پھر معلوم کہ مولف نے کیا اور رکھا کہ بیکو
 زیارت و صحبت تو ولادت وجود کے باعث محارہ کوئی تھی شش و دیگر قدمات کے اور نفع مطلق دارین کا سوائے جس کے ہمارے تک
 سب کہ ہے سب قدمات کا مثل وجود کے سو ابھی یعنی توجہ سے کیا نفع مولف کو یہ سب محکمہ بیکوئی کے قیام سے یہ کہ مولف ان قدم و ولادت
 قیام تنظیم کو آپ ہی بڑے شد و سے ثابت کر کے اسکو مقبول علیہ قیام ذکر ولادت کا کیا چکا کیا اسکو بغیر قابل تنظیم کہنے لگا تو
 جو ماضی صحابہ سے جو قیام تنظیم ثابت ہوا وہ چنداں مستحسن تھا اسکا ذکر بھی قابل تنظیم قیام کے نہیں ولادت کا ذکر جو مقصود ہے وہ زیادہ
 قوی اور قابل تنظیم قیام کے ہے اور قدم شریف میں قیام لایق نہیں قدم شریف میں لایق واقع ہے سو یہ بات لفظ ناقص مولف
 کی خلاف نص کے ہو اسکو نص سے ثابت کرنا واجب ہے ورنہ ہرگز قابل لغات نہیں جو حقہ جو کئی جہتی جو مولف لکھتا ہے لکھتا ہے
 نفع عام و خاص کے کہ تو دونوں کا نفع عام معلوم ہو چکا اور جو اعتبار مقصود کے تو مل مقصود رسالہ کا یہ ہے کہ وہ ملت میں جن میں
 مکتبہ تعلیم دین کے قریب تھے اور جو شرط و موقوف علیہ رسالہ کا بیکوئی اور شرط و موقوف علیہ اصل مقصود نہیں ہوتا مقصود ہی اعلیٰ ہوتا
 شرط ہے یا جو یں مولف دلیل شرافت ولادت میں جواز و مارسلانک لارحہ لعلالین ذکر کرتا ہے اور آیت تقدس اللہ علیہ وسلم
 ان دونوں آیت میں معیشت کرنے اور سہل بنائیکار احسان اور فضیلہ ہے یہ دونوں امر میں سے بعد ولادت کے چالیس مہینہ
 فضل و لا وہ میں آیات سے عمت لانا ثابت چل لغت اور مردی تعانی سے ہوا اور مقصود رسالت و نبوت سے وہ ہے نہ از
 نتائج قدمات جڑیہ کے ہیں اور دعویٰ شرافت پر اسکی دلیل واسطہ ہے پس یہ مستلزم الال اور یہ جلب بعض ملامت ہوا اور جو
 نبوت کا بیکوئی وجہ فضیلت ہے تو جو موقوف علیہ اقرب الی المقصود ہوتا ہے وہ اعلیٰ ہوتا ہے تو شرح صدر شرف اعلیٰ ولادت کے

تشریف لائیک بابت نہیں فرمایا اس اللہ علیہ وسلم ان اذا خرج رسولنا من بیتنا الی حجرہ اسلے کہ وہ تشریف آوری و تھانہ کی سبک
 مخصوص انی چند صاحبوں کے حق میں تھی جو قیداً حاضر مسجد تھی پس منت اسکی اللہ تعالیٰ کل دہر پر کس طرح ظاہر فرمایا بخلاف
 پیدائش حضور کے کہ وہ کل کے لئے ہے اسلے اسکی منت کل پر ظاہر فرمائی اسلے کل کا دستور لگا کر جب اس قدم کل کا ذکر کیا کہ
 اس وقت قیام کر تے ہیں بخلاف اور قدم و ملت کے کہ وہ جزئی ہے اس اعراض قیام وقت ذکر ولادت نہایت ظاہر ہے کہ اگر کوئی حق
 ریزی کرے تو جواز اباحت تک نوبت آوگی مگر مباح کہ سنت و واجب جتنے سے پھر رحمت و مکر ہو جائیگا جواب جو شخص اسکو
 دلیل اسکی اباحت ثابت کر چکا کہ سطح عقل میں اس کو وہ خود بیان کرنا واجب جائے گا کہ تو کوئی دی شعور مسلم نہ کیا جائیگا نہ کیا
 ہونا چاہئے اور یہ مکتبہ فنی مولف کی کوئی تعالیٰ نے اس میں خروج عن البیت کو نہیں فرمایا بحان اللہ علیہ وسلم یا نہ تھا کہ حق تعالیٰ نے
 تقدس اللہ علیہ وسلم ان اذ حق میں تو نہیں فرمایا جس سے ولادت کا فضل نکلتا نبوت و نبوت کے نفع میں نہ ولادت کے پس ان
 جودیات کا واسطہ نہیں فرمایا کہ یہ سب افراد رسالت و نبوت کے ہیں اور آپ کا ہر فریق و دخول حرکت و انقلاب سب ثابت
 شریعت و احکام دین کرنا تھا لہذا عام جامع کر فرمایا بحان اللہ علیہ وسلم دعویٰ قرآن فنی کا بھی لکھتا ہے یا علم و فہم الحاصل ہے کہ
 فر عظم میں قیام مستحب تھا مگر نفع کے ذکر قدم میں وہ مناسب تھا کہ صاحب ولادت میں خاص کر وادار سب ملی عزت و کرم
 بول گیا اور بڑے گھربانے کو ہم کر دیا اور یہ کہ گستاخ اسکا کہ اس کے گھر سے تشریف لانے اور عزت و سلام قدم مبارک میں اور اسکا
 بیعت و غیرہ میں سوائے صحابہ کے کسی کو کیا نفع تھا جو اسلے خواہے کلام سے ملامت ہے ابلی ظاہر و خلفت نص قرآن شریف کہ
 حق تعالیٰ تو اس کو مطلقہ عاشر از نبوت فیم رسولنا و مارسلانک لارحہ لعلالین میں تمام ذرہ ذرہ اسکا فعال احوال کو ثابت کیا
 نہ نہ عامہ اعلیٰ ہم ائمہ و مولف سوائے صحابہ کے بیکوئی کو نظر آتا ہے سوائے نفع ولادت کے سب نفع رسالت کے عموم اور ابیت
 سے انکار کرتا ہے کہ نہیں تھا اور لایق احسان کے نہیں جاتا معاذ اللہ ناظرین اس شوق کلامی اور کوئی فنی اور نا عاقبت اندیشی کو فخر
 فراوان کر اپنی برکت تخصیص قیام کے جاز میں کیا کیا تکلف و دراز دین و دانش اختیار کر کے دین کو برادر کرتا ہے پس زیادہ کیا کہوں
 قول و عرض اگر نہایت و ترویج کوئی کرے الا قول مراد مقصود کی یہ ہے کہ قیام مطلقاً ذکر فخر عالم پر مند ہے اور تخصیص کر
 ولادت کی بدعت ہے اور اگر کوئی محنت کرے کہ بالفرض آیات تخصیص اس قیام کی ثابت کر دے تو پھر بھی جب عوام اسکو واجب
 جاننے لگے تو ان کے حق میں بدعت ہوا اور خواص کو اسکا کرنا مکروہ ہوا کہ وجوب اساد عقیدہ عوام کا ہے تو مولف کیا خوب
 لکھا جواب دیتا ہے کہ اگر کوئی اباحت ثابت کر چکا وہ واجب کس طرح جانے کا بحان اللہ علیہ وسلم کہ کتاب ہے کہ خود مستدل ہوا
 جانے کا مستحسن یہ کتاب ہے کہ چند کوئی اسکی اباحت ثابت کرے مگر نام جو عوام اسکا ملامت و وام کے سبب واجب جان رہے ہیں
 ان کے حق میں بدعت ہی ہو چکا اور سفید جاد کو نہ کہ مولف عالی فہم مطالبے اور کوئی اور نے جس میں مولف کا یہ قول بعض نے
 ہے پس شکر کہ مستحب کو واجب جاننا بدعت ہے اور جس دوام فعل خواص کو علم کرنا یہ بدعت اور خواص کو سلطان و دوام ذکر کرنا
 ہونا بیکوئی کہ سبب ہم کو مذکور کمال فنی و جود کہ بدعت مولد الرقاب و مہات اللہ العات یتقہ و مہاتہ فیکون فعلنا سبباً لکن ہم علیہ

و مولف نے اس میں کہ حصہ بر خلاف قدم و جودی کے کہ وہ قدم کی جڑ یعنی ایک عالم وجود میں آنا رحمت پر نام عالم پر کوئی رکھ

بات کہ باوا اور آدمیوں کو واجب ہونے کا دہر کے طور سے ملے کہ یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہے کہ اس نے تو بدعت کے نہیں کوئی شخص فعل مباح یا مستحب کرتا ہو اور اگر کوئی اس کو اپنے خیال میں واجب سمجھ جائے تو صحت کے عمل میں وہ امر بدعت ہو جائے ہاں بعض فقہاء کے کلام سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض مسائل میں درکار ہے کہ کم کس کو کہتے ہیں کہ باریا عوام لوگ اس کو فرض خیال کریں سو اس مسئلہ خاص میں یہ علت مفقود ہے کہ کوئی عطا ہوئے فتوے سے چھپ چکے تفسیر روح البیان اور تفسیر جلی چھپ چکی اور عطا ہوئی عمل وظاہر کلمۃ والہ ابائی وغیرہ بلا وظیفہ عرب کے رسالے اور فتاویٰ سے چھپ چکے کئی کئی صدیاں گزر گئیں یہ اعلان کرتے ہوئے کہ یہ عیس پاک اور قیام کرنا مستحب ہے پس اس قدر اعلان اور شہادہ کرنے کے بعد وہ علت جاتی رہی اور شہادہ کا عمل نہ پایا تو اس قیام کی التزام دانی میں جو صورت کراہت بعض بعض الفقہاء تصوف میں وہ بھی نہ رہی اور بدعت مقلدانہ ہونا تو کیس طرح ثبوت ہی نہیں مقلدانہ عرض آئندہ میں بھی اس کا فیہ کرینگے اعتراض یہ لوگ اگر قیام کو مباح یا مستحب جانے ہیں تو واجب کی طرح دانی لازم کیوں کرتے ہیں حالانکہ مستحب ہی طرہ ترک

صلوات علیہ وسلم پس ظاہر ہو گیا کہ فعل خواص کا جو عوام کی خرابی کا باعث ہو وہ مکروہ ہونا یا مکروہات اس امر کو بعض علماء کی طرف نسبت کرتا ہے حالانکہ جملہ امت کا اتفاق ہے کہ مکروہات و باطلات کثرت سے جہل پر آدمیوں سے جہل دار اور ذوق دین سے واقف نہ ہونے کے علاوہ چاہا نہ سے نکالنا اور یہ قول مولف کا کہ عام ملائے مستحب کو طبع کر دیا ہے اس وجہ سے علت کراہت رفع ہو گئی یہ قول غلط

دور از ہم ہے کیونکہ صلوٰۃ رغب کی کراہت اور بدعت ہونا علانیہ تحریر و تقریر سے تمام عالم میں شہادہ کیا گیا ہے عوام جملہ سے بخیر اور کسی عالم سے نہ کیا گیا شہادہ عدم نسبت اس کا ہو چکا اب خواص کو مکروہ نہیں دوسرے کجب خواص میں ان سے تو کہیں کوئی کلمہ تحریر و راہ اس التزام سے کریں کہ ترک اس کا مثل سنت ہو کہ کے زبان جانیں تو عوام کو زبانی کہنا کافی ہو گا اور تحریر و قرائت اور بیعت اس کا عوام کو کیا مفید ہے کہ نہ پڑھ سکیں اور نہ سمجھیں اور نہ ان کو ان امور کا خیال اور تحقیق کا فکر کہ رسائل خبردار ہیں اشتہار طبع مستند و مذکورہ معتدل یعنی ہے تعیین سورۃ اسلندی دیکھو کہ باوصف شہر کے اور تحریر کیسے بھی علماء اس کو مکروہ ہی کہہ رہے ہیں چنانچہ پہلے ہی تحقیق ہو چکی اور سب دیگر مسائل میں ایسے جہل پر آدمیوں سے مولف کو شرم نہیں آتی افسوس کہ خلاف کتب مذہب کے کیسے طرح اس کا قلم ایسے کلام لایق پر چلتا ہو احوال ہر روز فقہاء ایسی حالت میں تحریر اور شہادہ پر قناعت نہیں کرتے بلکہ دوام کو مکروہ ہی کہتے ہیں بلکہ چاہے کہ گاہ گاہ ترک بھی کر دیا کرتے ہاں عوام کہ یہ فرض ہو کر مولف ہر روز جدیدہ قاعدہ خلاف ہر شے شیعہ میں خالی کیونکہ شیعہ نے اس صورت کو مکروہ قرار دیا اس واسطے کہ فعل مباح خواص کو ہر عام دیکھتا ہی اس کے دوام سے خود عوام واجب چنانچہ لیونگی اور تحریر کا یہ حال ہو کہ لاکھوں ہزاروں پڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور ہزاروں میں صدیاں غافل رہے پر دانا اور صد ہاں عید وادی فیہ ہوتے ہیں پس تحریر سے منع نہیں ہوتا کہ مولف اس کو اپنی رائے سے ترک نہ کرے اور نفع قواعد فقہاء کا وہ بھی کہ نہیں اس لئے اس کو عطا ہو

عامی کا کام نہیں کہ اپنی رائے سے قواعد فقہاء کو اور اپنی رائے سے انفس سے لیا کرے پس قول مولف کا باطل خلاف مقلدانہ قتل و قتل کر کے اس طبع اور شہادہ سے علت کراہت رفع ہو گئی قول اعتراض کرتے ہیں کہ تو قیام کو مباح الا قول اول اس امر کو مخفی نہ رکھنا فرد ہے کہ ہنوز دوام اور امر میں بھی تیز نہیں جہاں سنو کہ دوام مستحب شیعہ میں ہوئے بشرطیکہ اس کا دائرے کوئی غلطو شرعی لازم

مکروہ ہو جائے جواب التزام اس کو مستحب کا مکروہ نہیں ہو سکتا بلکہ بعض صورت خاص میں بعض فقہاء تحریر و قرائت میں ہاں سے غلطو کلام سے بکلی تحقیق صحت مسئلہ قیام کی یہ کہ کم اس کو سختات میں سمجھتے ہیں مذہب جمہوری ہی اور اسی پر عمل ہے تمام علماء اسلام میں اور شکر میں ہیں ایک فرقہ اس سے کہ اس قیام کو حرام کہتے ہیں اور بعضے ان کے بدعت مطلقہ اور بعضے ان کے بدعت مقلدانہ اور بعضے ان کے شرک قرار دیتے ہیں اس صورت میں جو میں قیام بھی اگر ترک کرنے کی گنجائش ہے کہ اس کے دلوں میں مباحیہ بات یہ قیام بلا شکر ممنوع ہے کہ انہوں نے بھی ترک کر دیا تو اس صورت میں بدعتی اور غلطو شرعی اور ثابت کر چکے ہم دلائل شرعیہ اس کتاب میں بابت و بخت نہ آجائے اور دوام عبارت ہے ہر روز کرنے سے اور امر کرنے میں کسی امر پر نہ پیکارنا اور اگر ناپائیدار ترک اس کا دستور و عقل ترک فرمادے کہ پس امر مذہب کا شرع میں مذہب کی بقول علماء اسلام ان الصیغہ ان بونی دفعہ کا محجب ان بونی عائدہ اور مصرعہ الذہب گواہی رخصت کا ہوتا ہے اور اس کا ہی نام تعدی حدود اللہ تعالیٰ ہے اور ہم جو کہ مصرعہ میں ترک بھی کر سکتے ہیں لہذا وہ ہم جانب مقابل کا نہیں پس امر مذہب کا مکروہ ہو کہ تعدی حدود اللہ کی ہے اور ادا نہ مکروہ ہونا بشرطیکہ عوام کو مفید نہ ہو نہ کہ مستحسن امر قیام اس کا یہی معنی کہ مطلق قیام جو مستحب تھا اب ایک فرد میں ایسا التزام و امر ترک اس کا شس واجب ناگوار جانے میں اور تعدی حدود اللہ تعالیٰ سے بے خبری چاہے پس پہلے اعتراض میں تو بوجہ خرابی عقیدہ عوام کا عرض تھا اور اس میں خود ترک کیے امر کی وجہ سے اقراض پر اور دو میں میں فرق واضح ہو اس کا خیال ہے قول جواب التزام اس کو سختہ کا مکروہ نہیں الا قول جس امر مستحب میں التزام و امر پر پلویا وہ مکروہ ہو جائے و حالانکہ دوام بھی مکروہ نہیں بشرط عدم مانع مگر جو نحو مولف کو دوام و امر میں تیز نہیں تو کم نمی سے خیر اصل و طبع کو پیش نظر کر کے یہ لکھ رہا ہے حالانکہ اس کا اور اس کو بدعت فرق ہے جیسا واضح ہو ایسے قول اس کا التزام علم العوام مکروہ نہیں بعض غلط ہے یہ کہ نمی سے سرزد ہو ہے حالانکہ روایت صحیح و مستند از ان الذہب مغلوب مکروہ اذا خیف ان یفسد عن رغبۃ اور عبارت طبری کہ فی ان بن امر علی الذہب و جعل عونا ولم یمل بالرحمۃ فقہا صاحب نہ الشیطان من الما ضلال دون عام ہی کہ یہ ان میں امر ایسا و حدیث میں دوام پس مضار ضرر نہ خافت پس اب قول مولف کا کہ امر علی العوام مکروہ نہیں غلط ہے امر مذہب کی تعدی مکروہ ہے جیسا کہ جمیع ائمہ طبعی سے ثابت ہو گیا اور دوام جو ہے جیسا کہ دوام سے عوام کو ضرر نہ ہوا اور قیام میں مولود کو ملو طری جیسا کہ تحریر و قرائت خود معلوم ہوتا ہے قول ہم اس کو مستحب میں الا قول مطلق ذکر اس و ذکر رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم میں نفس قیام جائز ہے کوئی اس کا مستحکم نہیں مگر ہاں جب تخصیص مطلق یا تشبیہ یا امر عارض ہو جائے یا عقیدہ حضور فرج عالم کا بطلان متعطل ہو تو اس وقت اس کو مکروہ و بدعت و شرک کہتے ہیں ورنہ نفس قیام میں خلاف نہیں مولف کو نہ نمی سے جو چاہے بکلیہ سے قول پس اس صورت میں الا قول اس کلام سے واضح ہو کہ مولف مقرر علیہ الیقین ہے کہ نہ ترک قیام میں جہت تعدی حدود اللہ کا خیال ہے ترک قیام حرام ہو اور قیام واجب غیر انما کہ تعدی نہ ہو پس امر علی القیام لا بد ثابت ہوا اور مستحب کا واجب ہونا محض ہو گیا پس امر علیہ المستحب ہے ہوا کیونکہ قیام واجب و مستحب نہیں اور مستحب کو واجب کرنا بھی باطل ہے لہذا کہ فرما فرمادے پس مولف نے یہ اعتراض اپنے اور سب مولودوں کے اوپر کر لیا اور قول طبری کا فقہا صاحب الشیطان اور قول مقلدانہ دین بقدر حدود اس کا رنگ ملے جیسے جو قیام و ترک پر حدود اللہ سے وہ قیام میں امر

قیام پس جبکہ براح و مستحق کو لوگ شرک اور کفر با حرام سمجھنے لگیں تو اس سے زیادہ تعدی حدود اللہ میں کیا ہوگی جی طرح مذہب کو
 واجب سمجھنے میں تفریق ہے سب طرح براح کو حرام اور شرک قرار دینے میں تبدیلی حکام اللہ اور تعین وینا علیہ مناسب سمجھا گیا کہ شرک کیا
 کریں اس قیام کو اس سلسلے میں ہاں اگر یہ قیام ایسا ہوگا کہ کیونکہ اس کے استجاب میں حکام ہوتا تو اس کو سبب التزام و اہتمام اس کا قبول
 بعضے فقہاء نے کیا جانا کہ ایسا حرام ہے کہ نزدیک ہو و بالافتاق ہو اور کوئی نہیں بخارے تا ہو بلکہ سب کو کمال اہتمام سے بخالطہ ہوں تو کی اور
 ہم انظار المؤمن الذی باقراد ولفظ آخر صادق الیہما ان اللہ مولف کے ہم پر ہزار آفریں اس کی فہمی کی حقیقت کو کہ مفسرین اعتراض پر
 اصرار علیہ مستحب کے کیا تھا اس کے جواب مولف اپنی فہمی سے عوام کے تبدیل عقائد کا نہ لگا غور نہیں کیا کہ اصل فضا اقرض کا کیا ہو
 ہوگا کہ جو زمین کے ترک میں عوام کا عقیدہ فاسد ہو جائے کہ وہ اس سبب کو مکروہ و ممنوع کہوں گے سو کہو کہ براح مستحب اہل فرائض تھا
 کچھ جواب دہ کار نہیں دوسری بات نہاد عقیدہ عوام کا ثابت ہونے لگا اور اپنے اوپر اصرار اس ضرورت سے قبول کر لیا اور عوام کی حفاظت
 کیلئے آپ ماضی بگیا دوسری زبانی پر اس پہلے اعتراض کے جواب میں مولف لکھا ہے کہ فضا علیہ عجم کثرت طبع ہو گئے
 ہیں کہ سب کو مستحب ہونا اس قیام کا روشن ہو گیا ہے تو اب التزام قیام میں غرض نہاد عقیدہ عوام کا نہیں کہ علت کہابت کی دفع
 ہوگی اور اس جواب میں کہتا ہے کہ ان فاضلے کا اثر بالکل ہی دنیا میں نہیں ہوا وہ بالکل لغو ہو گئے تاجار التزام کو استجاب ثابت کرنا پڑا اور
 کہابت نہ جانی کہ جو گرفتاری کثیرہ بزم مولف عوام کو استجاب کا ثابت کر دیتے ہیں جیسا پہلے لکھا تھا تو اب ایک حرام و بدعت کہنے سے کیوں
 عوام بچتے ہیں کہ اگر اندیشہ عوام ہوتا وہ تو التزام جو زمین سے خراب ہوتے نہ فتویٰ عظیم مانع ہے چرچے میں اس التزام کا وبال کیوں مولف کے ذہن
 پر نہ لگا مگر سبب اور تعدی حدود اللہ اپنے سر پر رکھی گئی بزم مولف بر حال یہ منافات اقول غور طلب ہے کہ وہاں وقت و فضا ہی نہیں بزم مولف کے
 وہ اصل سے عوام کو کچھ چیز نہیں تھا اور یہاں فرائض کوئی شایہ شک و شبہ نہیں ہوئی کہ وہ تو ذہل ہو گئی اور وہاں باوجود فضا ہی کا التزام
 مؤثر نہ ہوا صحیح تھا اور یہاں بدعت التزام کے صورت بجات کی ہی نہیں ہو فضا ہی میں اثر ہی نہیں رہا جو کچھ فرائض و عوام میں ہی ہو مولف نے
 کچھ ہوش نہیں کیا کہ قلم درج کرنا ہے اپنے جمل مرکب کے نشہ میں مرثا ہے یہ کہ مولف سب کو واجب تھا خود فاضل تعدی
 حدود اللہ کرتا تو خواہ عوام کو یہ پیش آوے خواہ خواہ کو پس میں تعدی سے عوام کو بچا یا کہ وہی تعدی اپنے اوپر لازم کرنا کہ چاہئے اس کے
 کلام سے واضح ہو گیا حالانکہ اگر اس قیام کو گاہہ ترک کر دیا تو عوام کا حرام جانا بھی مرنے ہو جانا اور خود بھی گناہ اور اصرار مستحب ہے
 پاک ہونا کیونکہ اگر فاضل جو زمین قیام کا عند اللہ معتبر ہے تو گاہہ کہ خیر حلت کا ثبوت ہو جانا اور جو ان فاضل لغو تو یہ التزام بھی کچھ نافع
 نہ ہوگا اور بزم خود تعدی حدود اللہ عیث سر پر لی اور عوام کو فائدہ نہ ہو جو تھے یہ کام لڑ کو تو تعدی ہر حال لازم ہو اگرچہ مسئلہ مختلف ہو گیا
 جو اس واسطے کہ جو فعل ایسا ہو کہ ایک فرائض اس کو طلال مستحب اور دوسرا حرام کے متضاد عقول سے روش کا انتخاب کرنا میں غرض سبب کہتے ہیں
 اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو حرام تو اب الیہ تعالیٰ بن غرضین کو خضائے عقول کا کہے سبب جاگرا اور اصرار کرے تو بالفرد و سبب کتاب میں ترک
 مصر علیہ مستحب اور تعدی حدود اللہ کے خاد عقیدہ کا سامان کیا کہ اپنے مستحب بزم عوام پر واجب کرنا کہ میری قاعدہ مولف کا کشف
 ماضی کو کوئی معنی اس کے نہیں کہ مستحب مختلف میں اطراد و تعدی درست ہو کر کیا جمل اور مخالفت شرع کی یہ مہذب اطراد ہے کہ مولف مانعین

اور التزام سے البتہ عوام کے دلوں میں شبہ و حجب یا فضیلت کا پڑ سکتا کہ وہ خیال کر سکتے ہیں کہ اس امر کا کوئی مستحقین اور سبب اللہ اتفاق
 کمال تاکید و اہتمام سے کر رہے ہیں شاید یہ کام فرض و واجب ہو گا پس عجب علیہما کار کا کلام جسکو بعض فضلاء سندس لئے ہیں
 نہ حقیقت وہ ایسے ہی مذہب اور مستحب بالاتفاق کے حق میں ہو کہ اللہ و سبب تعقل مکر و اذیت ان یفزع عن رقبۃ بر حلف
 اس قیام کے کہ اس میں لوگوں کو کیا کیا انگلیں ہیں بھلا جس چیز کے جواز و عدم جواز میں باختر ہو رہا ہو اور جو زمین قیام جا بجا فاضل
 اقرار و استحسان قیام کے باب میں چھاپ چھاپ کر شتر کر چکے ہیں کہ عقل سلیم باور گیری اس بات کو کہ ایک فرضیت یا بدعت ہی کا ثبوت
 کسی نل میں پہلے ہو گا حاشا و کلا اعتراض بابیان محض میلانے مطلق کو مقید کر دیا ہے یہ بدعت ہے جواب بدعت کی تعریف
 اقل خلاف یا کچھ مولوی ایسی صاحب رساں میں نقل کر چکے ہیں بطور خلاصہ کہتے ہیں جو طلاء بدعت کی تقسیم مانتے ہیں وہ کہتے ہیں
 محض ہو لہذا و قیام کو اپنے کلام نافذ میں اقل قلیل دو چار آدمی غیر معتبر قول کا علم اور جو زمین کو سواد عظیم اور غیر معتبر قول
 لکھا یا ہے ہیں انکی شے کا اور تحریف کا کیا اعتبار ہے اور انکے شے پر کس سے کہے یاں القات ہمنے لگا کہ بدعت التزام مکروہ کے چارہ
 ہی تھا اور پھر اگر جواب میں اقل کے خلاف وہی لکھ دیا اس اشتہار فاضل کے بعد فرضیت کا عقیدہ ہونا کیسے عقل سلیم اور نہیں
 کرتی ہیں بدعت ایسی مولف کی قابل تماشیا اور خوبی علم و فہم مولف کی کشف و روشن ہونی کہ باور و شایہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سبب میں
 اصرار ہو وہ مولف کے نزدیک تعدی حدود اللہ اور حرام ہے اور محض مستحب التزام سے عوام کو بدعت ہو کہ مستحب کو واجب عوام میں
 وہ بھی تعدی ہے اور حرام ہے اور پہلے جواب میں اس کہابت کا بعض علماء کے نزدیک مولف صرف تعاقب حجت کا خود اقرار کر لیا اور ان
 جواب میں بعض مستحب کے اصرار کو جانکوتا تھا اور اب اس قاعدہ میں عواما طر سب پر حرام ہو گیا حکم لگا دیا کہ تعدی حدود اللہ سبب
 لازم نہیں ہے پہلے علم مولف کا کہ اگرچہ وہ سبب فاضل اللہ سے سبب کا جان اللہ بڑے تعالیٰ ناظرین اس بیاقت علمی اور فصاحت بیانی کو
 فخر کریں لاجل ذلالتہ الاباد قولہ بطلان اس قیام کے الخ اقول بعد اس تحقیق تحقیق کے مولف نے کیا عجب نتیجہ نکالا ہے کہ
 دنیا میں کسی فی عقل و ادنی عقل والے سے بھی یہ نہیں ہوا ہو گا نہ مقدمات تو رہتے کہ قیام مختلف نہ ہے اگر جو زمین بھی ترک کرے نہیں
 اور التزام نہ کریں تو تعدی حکم اس کی عوام کے نزدیک ہو جاوے گی لہذا التزام اسکا ضرور ہے اور یہی قاعدہ مقرر کیا گیا ہے اس مختلف نہ
 میں اصرار نہیں بلکہ ضرور ہو کہ اور خلاصہ یہ کہ اگر عوام کو سبب اشتہار فاضل کے مقیدہ و حجب کا نہیں ہو سکتا اس خبر کا تاجا ہو گا کہ
 تو اصرار کی کہابت کا تھا اور خلاصہ جواب یہ اور مقدمات وہ تو مولف کے دماغ میں خلل ہو یا نہیں اور یہ جواب خاص موطر صاحب سبب
 کا کہ کہ جن بات تازہ و خردہ کہ قولہ اعتراض بابیان محض میلانے مطلق الخ اقول بدعت کی تعریف میں سبب متفق ہیں تقاضا القضا
 کا ہی پہلے تحقیق ہو چکا اور یہ بھی محقق ہو گیا کہ عقل سلیم ہر دو طرفہ تعریف کے موافق بدعت ضلالہ ہے اگرچہ اصل ذکر فرائض کا بلا
 قیود نہ دے کہ بدعت واضح بیان پہلے ہو چکا ہے لہذا قاعدہ نہیں کیا جانا مگر مولف کی سواد فہم کو دیکھا ہے کہ مطلق کو مقید
 کرنا اور عکس کیا کہتا ہے کہ بدعت میں داخل نہیں حالانکہ اس کے بدعت ہونے کے برابر سبب اہل ہوتے پہلے آئے ہیں
 اور سبب کے نزدیک داخل بدعت کی ہے کہ جس نے مطلق شرع کو مقید کیا تو یہ قید خلاف متعلق عن الشایع ہوئی اور احادیث

بدعت مالم یمنی بعد رسول صلوات علیہ وسلم ہر اسکو دو قسم کرتے ہیں ایک حزن اور ایک حسرت پس انکے نزدیک فعل میلاد بدعت منہیں
داخل ہوا کہ اسوقتیکہ اور جو علم تقسیم ہونے کے قابل نہیں وہ بدعت کی تعریف یہ کرتے ہیں ماحدث علی خلاف الحق انکسبی عن رسول
صلوات علیہ وسلم ان ملائکہ نزدیک فعل میلاد خود منہیں داخل ہوا کہ گویا وہ شیعہ لیکن محدث علی خلاف الحق نہیں ہے کہ
کوئی حکم قرآن یا حدیث واجماع کا بدلتی اور تفریق ہو جس اصل حال تو یہ ہے کہ فعل میلاد شیعہ پر وہ ملائکہ کے نزدیک مستحب
باقی جو بعض علماء کو انکار واقع ہوا ہے وہ نہیں پہنچے اس رمز دقیق کو۔ اجماع بدعت کی تعریف سلف سے وہ ہیں جو بیان کی
کے اس اب تصور سے دونوں سے یہ لوگ تقریر کیجئے ہیں کہ بدعت وہ ہے جو مطلق کو مقید کر دے یا مقید کو مطلق کر دے حالانکہ اگر
ہم اسکو تسلیم کر لیں تب بھی حوت مولد شریف کی ثابت نہیں ہوتی اسلئے کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ فعل مولد شریف میں کسی مطلق کو مقید
کیا یعنی روایات میلاد و وجوہات کا پر حنا بطرح ماہ ربیع الاول میں ہوتا ہے و سکر مینو نہیں ہی پر چلتے ہیں پس مطلق مقید کمال
ہوا اور بطرح ذکر ولادہ شریف کے وقت قیام کرتے ہیں ایسی طرح اور بھی چند مقامات میں قیام کرتے ہیں چنانچہ وہ مواقع بیان تحقیق قیام
میں کیسے لکھے گئے ہیں قیام بھی مقید ہوا کہ قیام کسی مکان اور کسی نان اور کسی موقع میں مگر خاص مولد شریف میں اور بطرح قیام
شرعی یا کھانا کھانا اور بھی تقریبات دین و دنیا میں ہوتا ہے مثل ختم قرآن تاج و مجلس سلسلہ و عقد خراج و غیرہ اور ہر چوکی و محفل
میں چھتی ہے اور غرض کہ کچھ ناو غلط میں بھی ہوتا ہے اور مجلس خراج و غیرہ میں اور پر حنا قصائد و سنا کیسا محفل مولد میں ہوتا ہے بعض
جاس میں بھی ہوتا ہے اور بعض دی تنہا بھی شوق پر ہونے میں لیت بیان فراوان صاحب مقید کر دیا ہے کوئی مطلق شریعہ کو اسلئے کہ نہ جائز نہ
خلاف حکم شرع کے ہمارے عہد شریع میں نہ تھا وہ دونوں سنا کچھ اور ظاہر صادق ہو رہے ہیں اسکا بھی پہلے بیان ہو گیا کہ اس پر محفل مرجع سب
قبول کے قابل بدعت میں سب حدود کے موافق ہو گئی ہر اہل ایمان کوئی امر دقیق و مخفی نہیں اگرچہ مولف کے قلم پر غلط ہے کہ واضح مضامین
کو بھی سمجھ نہیں دیتا اور حالانکہ خود مقید مطلق کو قابل نذر و قبیح کہ آیا کو غرض طلب کے مولف کماں پر قول ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ فعل مولد
اقول دعویٰ مولف کا اسر غلط اور کوئی ہے اور نہ ہو مولف مقرض کے مطلب کو بھی نہیں سمجھا ساری مگر لڑائی اور کچھ خیر میں
یہ کہنا کہ ذکر خیر عالم علیہ السلام کا مطلق بلا کسی قید کے نہ ہو سکے اور کسی ہیئت اور تہود سے مقید کرنا اسکا اگرچہ وہ قیود امور مباح یا
سند بہ ہی ہوں مگر وہ بدعت ہے پس تقریر تاریخ اور قریش معمول اور شریعتی سراج اور روشنی کی تیرا و تازی و اہتمام و غیرہ اگر سب
یا بعض جیسا سراج ہے ذکر مولد کیسے ہو دیکھتے تو وہ فعل بوجہ ان قیود کے طلاق سے کلک بدعت ہو جائیگی اور جو امور قریش و فعل
میں ہو دیکھتے تو مکر و بجا دیجی پس مقرض یہ نہیں کہنا کہ زمانہ اور شریعتی و غیرہ کو فعل میں مقید و سحر کر دیا کھانا و جو دو کہیں نہیں ہاں کھانا
ہو کہ ذکر ان تہود کو مقید کیا کہ بدن ان قیود کے جسکے یا کرتے یہ ذکر ہوتا ہی نہیں جس معلوم ہوا کہ ان قیود کا ہونا ضروری ہو گیا کہ
پس ذکر ولادت جو مطلق عن القیود تھا مقید ہو کر دیا یہ ذکر بدون قیود کہ ہوتا نہیں گویا لازم قیود تنقید میں اگرچہ قیود و سری جگہ بھی
ہوں تو قیود کو مقید کرنا نہیں کما مگر مولف نہیں سمجھا اور قیام جو سب کے خیر عالم میں مذہب تھا اسکو خاص کر ولادہ میں سحر مقید کیا کہ سوا ذکر
ولادت کے کو فعل مخصوص نہیں ہوا کہ کوئی کر نہیں ہوتا مطلق قیام ذکر خیر عالم ہی مقید ہوا کہ مولف کا قلم حال ہی کچھ کچھ جھٹکتا ہے مولف کما

ہم اس مطلق کو کسی وقت بلا قید ہاں یہ بات تو خود رہے کہ مجلس خیر میں جس قدر حسنت اور خیر کی کثرت ہو اور جس قدر تعظیم و محبت کا مظاہر ہو
موجب خیر و برکت ہو گا سو قیہ مطلق اسکا نام نہیں ہے یہ بات ہر وہ علم الطبع پسند اور دل سے قبول کر لیا اعتراض سلائی جوانی عیش
رواقص کے معین کرتے ہیں جواب یہ بات تو ملک و عیب میں بھی رائج ہے کہ جب مولد شریف میں کوئی روایت قاری مولد نام کر سکیو ہوتا
اسوقت حاضرین جمع ہو کر دو دو پر ہاتھ ہیں اور وہ اکثر شریعتی یا مالک لال محرمین و رافضی کے دشمن میں ممکن نہیں کہ وہ اعدائے حق پر ہاتھ
اخذ کرتے بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہاں عرب نے یہ بات حضرت سید العابد علیہ السلام کے فعل سے مستنبط کیا کہ جو صحیح میں اس سے روایت کے صحابہ
ماجرین و انصار خندق مکہ و رومی ٹانے چلتے تھے اور زبان سے یہ پڑھتے تھے عن الذین یا بعدا عنہ ان علی الجہاد یا بعدا عنہ
اور انحضرت صلوات علیہ وسلم انکے جواب میں پڑھتے تھے یا اللہ لا ییش الا عیش الا فرہ نا غفر لانا غفر لانا غفر لانا و اما جہادنا کذا فی الشکوہ
فی باب البیان و الشرح یہ بات قابل طنز نہیں ہاں اگر قواعد موسیقی کے طور پر فنی کرنے نہیں تو یہ البتہ علماء دین میں شکر تحلف فیہ ہے
اور نقطہ ای زبان کا حسن ظاہر کرنے کو پڑھیں اور اخلاص حضور کر دلیں نہ تو بالاتفاق منع ہو گا جیسے بعض قاری شریعت
محض نموداری کیلئے قرآن مجامع میں پڑھنے لگتے ہیں اس میں سے پڑھنا ہے امور خیر یا خلاص ضروری کی و ماہر و الایہ و ماہر
مخلصین اعتراض مولوی محمد ہاشم صاحب برہن شریعتی نایز بطریق اسحق کے آخر صفحہ ویرانی نہ لگا کر تم دیکھتے ہیں کہ صاحب حضرت
اعتقادی کا دیباچہ لکھنے کے اگر قریشا انحضرت صلوات علیہ وسلم عالم دنیا میں نہ ہوتے اس اجتماع کو پسند دیتے یا نہیں نزدیک بقدر
پس قیام بھی مقید نہ ہوا۔ بھان اسد خوب لکھے ملے نام اہتمام و شہر و شریعتی و قریش کو مقید کر دیا کہ کیا کسی بدعتی مولف کا محض
غلط لکھا کہ ذکر مولد اور قیام مقید نہیں ہوا بلکہ مقید ہونا سکا ہر ہی ہے اور یہ ہم مولف کا اکثر شریعتی اور قریش و غیرہ کو مقید کرنا کہ محض غلط
فاخر ایسے واضح کلام کے نسخے بھی عاری لا حول ولا قوۃ الا باللہ قولہ قریش سلائی الخ اقول بحث تشبیہ میں ثابت ہو چکا کہ تشبیہ
منوع کے واسطے قریش نہیں کہ اس تو ہم سے ہی دیکھ لکھ لکھ لکھ عام کی سوا کسی امر کو سلطان کرتے ہیں بشرطیکہ وہ شمار بھی کھار دینا
کا ہو اور بھی امور مولد شریعتی نہ تو بسبب تشبیہ عارف کے نسخہ ہو گیا ہے دست چپ میں غامق کا پینا محدث سے ثابت ہے پھر حشر اور رافضی
کا ہو گیا تو ایسا تم قہا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہر بدعت مکرہ نہ تھا ایسا ہی مکرہ کا لفظ محدث سے ثابت اور بیشمار عارف معتزلہ کے قہا
نے نسخہ لکھ کر مولف کا شکر خیر ہوئی پس یہ سوال وجاب کو ب میں ہی اور قصہ محدث سے بھی دیا گیا کہ اگر تمام بسبب تشبیہ تھا جیسے رافضی
کے مکر وہ ہو گیا اور فعل قریش لا حول ولا قوۃ لا یستلزم رافضی کے نہیں تھا کیونکہ اسوقت رافضی کماں تھے دو سکر رافضی کی مجلس شریعتی
ہو گیا مگر قطع نظر سبکاب جو مجلس میں وہ تشبیہ حادث ہو گیا گویا کہیں سے یا ہو نسخہ ہو گیا جیسا سکر قلم اور لفظی کا معلوم ہو گیا
قولہ قریش مولوی محمد ہاشم الخ اقول مولف کی عادت سترہ ہے کہ دو سکر کلام کو ہر گز نہیں کہتا اور اپنے نزدیک اس کے کچھ
سے غیر کہ زبان درازی شروع کر دیا ہے حاصل مطلب مولوی محمد ہاشم کا سنو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جھکو تر و قصا کہ مجلس مرہج
مولود جائز ہے یا نہیں مگر بیان فتاویٰ کے مطالعہ سے اور امام ابو الحسن اور حضرت مجدد صاحب کی تحریر دیکھنے سے تردد ہو گیا اور ان
شرعی ہونا معلوم ہو گیا اور پھر اس فتویٰ کی عبارت تو نقل کی کہ خود مولوی محمد ہاشم اور حضرت مجدد کی عبارت کا نقل کیا تو عرض ہو گیا

بے کمرگز اس امر کو جائز فرماتے مگر شرط ہے کہ کلام اللہ کے بعد مولوی صاحب مومن کہتے ہیں ثابت ہوا کہ یہ جلیس ہی صورت
پر بیشک بدعت ہے جس کے کچھ تنک شیعہ باقی نہ رہا غلام کلام ہے مولوی محمد باقر صاحب کا جواب انہوں نے کہا کہ صاحب زیبا
و سبب انہوں نے فرمایا کہ وہاں جو صاحب غلاموں کے ساتھ ساتھ صاحب مقام پر مکتوب ۲۴۲ جلد اول میں فرماتے ہیں خواجہ
احمد کا ذکر اور اپنے خواجہ علیہ الرحمہ کا حال بیان فرماتے ہیں جکا دل چاہے مکتوب نہ کرنا لکھ دیکھے غمگند وہ انکی نسبت کہتے ہیں اگر
رضا حضرت ایشان دین آواں در دنیا زنده بود غائب خیال کیجی کہ کئی غیر حضرت ایشان کی راجح ذکرین بالا کی طرف اور کیا مولوی
محمد باقر صاحب کا ترجمہ فرمایا کہ اگر حضرت علیہ السلام دنیائے زلزلہ میں نہ ہوئے مصلحتاً صاحب حضرت ایشان سے اگر دراصل مصلحتاً
رکتے تو انکو یہ زندقہ ثابت نہ تھی نیز انکو یہ ثابت نہ ہوتا کہ حضرت ایشان علیہ السلام در دنیا میں مریع و دلیل ہو
تو یہ سبب دینی کان بزرگ کا قادیان ہے میرا شک رفع ہو گیا اور مولوی احمد علیہ صاحب کا یہ غلام کلام تھا کہ اصل ذکر درست اور قیود
مکروہ و بدعت و نفس مولود کی مانند نہیں کہتے اور یہی حضرت مجتبیٰ نے فرمایا بعد از آن کہ میں نے خانہ انصورت حضرت حق صلی اللہ
خانہ پر مصلحتاً است پر یہی کہ حق ہو گیا کہ اصل ذکر مکرر ہو دے کہ لڑتے ہو و قد خضر فرماتے ہیں یہاں جہاں اور حضرت
مجتبیٰ کے نزدیک ایسی صورت میں مذہب مباح ہے چنانچہ فرماتے ہیں اگر لڑکے جو ذکر و تہجد بیا فرما رہا ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مقتدیہ
کہ اصل ذکر مولود ہے اگر باوجود ہوا تو مکروہ ہوا علی باقی ذوق نہیں غیر انت کہ ہرگز تہجد میں معنی کی ضرورت نہ کہ جس حضرت مجتبیٰ کا ذکر ایک
ان امور و احوال کا مکروہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور یقین فرماتے ہیں کہ حضرت ایشان ہی اسکو ہرگز جائز فرماتے ہیں اس جو جسے جہاں کا جہاں
اور قیود کا عدم جہاں حضرت مجتبیٰ کے نزدیک محقق ہونا معلوم ہو گیا پس یہی عقیدہ حضرت مجتبیٰ کا کہ قبول کرنے میں کہ اصل درست اور
قیود ناجائز چنانچہ یہی خود کتب پر جلیس ہی صورت پر جو جو تکلفات کئے جائے ہیں انہیں جس خوب بری ہو کہ جلیس نہایت کذا کی بدعت
کہتے ہیں نفس مولود کو مگر مولود خوش فہم نہ تھا کہ یہ قول انہوں نے کرتا ہوں انہوں نے اقول بیشک محنت انہوں سے کہ مولود ایسے بدو اس کہ
بروی ہر کوئی نہ بچے اور طلب صلی سے اعراض اور زائد امور پر زور شور اور طعن کرنا جو بدو ہو جائے اچھا صاحب تسلیم کر لیا کہ یہی ہے
برج حضرت میں غلطی کی مگر مطلب ہی تو کوئی خطائیں کی اور مقصود توصاف ہے لیکن مولود کس حد سے خطیہ ناجائز کرتا ہے
مولود تو اصل مطلب کو بھی نہیں سمجھا حضرت مجتبیٰ کا مطلب و چہاں مولوی احمد علی صاحب کا یہ عقیدہ کہ یہی ہے تو یہی کہ ہے جلیس
مروہ حضرت مجتبیٰ کے نزدیک جائز ہے اور مقتدیہ میں عدم جواز کا کہتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ حضرت ایشان اگر زندقہ ہوئے تو حضرت ایشان
ہی ناجائز ہی فرماتے تو حضرت مجتبیٰ کے کمال فوق کی جسے کہ حضرت ایشان پر ہی اس حکم کا یقین کہتے ہیں تو گو با عدم جواز کی
ایسی دلیل واضح ہے کہ حضرت ایشان اس میں ایسا ہی فرماتے ہیں طلب تو خوب ہے نہ ہی کہ گو کہ یہ نظر آدے اب راہ کہ حضرت ایشان
کس سے مراد ہے قریب علیہ السلام با خواجہ احمد با خواجہ محمد باقی اس سے کوئی غرض مقصد یہ تعلق نہیں دارا ہے نہ شور و نہ ہنر
ہو اچھا حضرت احمد ہی کسی مگر حضرت مجتبیٰ کا مکروہ جاننا تو اس جلیس ثابت ہو گیا اور یہی ہے کہ فرض تھی اور اگر قریب علیہ السلام لوہوں
جب ہی تو قول حضرت مجتبیٰ کا ہی ہو اور ان کا ہی یقین کہ حدیث ہونا نہیں ہو جاوے گی اور اسکو کوئی حدیث ہونا نہیں ماننا یہاں خواجہ

کاس سے ٹکرا دیا نہیں ہیں اور پھر یہ کوئی دلیل شرعی قطعی ہو گئی کہ وہ فرماتے ہیں یقیناً یہاں سے کہ ہرگز نہ ہونے فرمودنا ایسے
دوسرا آدمی کہ سکندر کو پرانے دل کی کیا وجہ ہے کہ تو یقیناً کہ وہ جائز فرماتے یہ ہرگز کوئی دلیل یقینی قابل ہونا نہیں ہو سکتا یہ عاجز اصل
مطلب حضرت مجتبیٰ کے بعد حضرت علیہ السلام کے اس مکتوب کے بیان کرتا کہ اول تو یہ کہ انہوں نے مولود سے تہجد نام رکھا اور اشارہ پڑھنے کا خواہ وہ
اشکار کسی طرح کے ہوں چنانچہ جہاں خاص ہی ہو مولود کہ جہاں ارتضا نہ لفت و اشعار فرقت خواندن است۔ دیکھئے اول تو
احرار اگر راہیں حسبے عم مولود کے تو یہ خواجہ احمد کا قول نہ ہو گیا بلکہ محض قول حضرت مجتبیٰ کا اور علامتی ان کا ہی ہے پس مطلب ہی
یہ کہ نقصان نہیں البتہ مولود ہی نہیں سمجھتا اور اپنے ضمیر میں اگر کسی ذرا عقلی غلطی پر ہی مطلب ہو جائے تو کپڑوں میں نہیں سما گا اگر
مولود کا علم و فہم الفاظ میں ہی حضرت اول کتاب سے آخر تک کچھ کہیں بھی کوئی مطلب نہیں سمجھتا کوئی غلط معنائیں ہی موضوع اس
کتاب کا ہے پھر خود کو تہجد نہیں اور مواظبات غلطیہ سے بکوفہ میں نہیں ورنہ وہی دیکھنا باجا اگرچہ یہ کہ داب الہ علم کا نہیں لہذا یہ
انتقادات نہیں لیکن مولود کو کسی دلیل محقق سے محقق ہوا کہ جواب قریب عالم ہوا و میں اول نام میں رضا فرمایا عالم کا دیکھنا نہ کرنا
ایکے بعد دین میں خواجہ احمد کا ذکر بطور اعتراض کے کیا اور پھر صاحب زادہ کا حال بیان کر کے فرماتے ہیں کہ خواب کا کچھ متباہ
نہیں اگر حضرت قریب علیہ السلام زندقہ ہوئے تو یقیناً ہے کہ ہرگز جائز نہ فرماتے اگر یہ تہجد اسکی ہو تو مولود بتائے کہ کون جہاں کی
ہے اور کیا دلیل قطعی اسکے خلاف کی ہے اور وہ دلیل کہ حضرت ایشان پر بدعت و نہیں لکھا اور اسکو مولود دلیل صریح کہتا ہے قیود
مولود کی کمال کو فرضی پر وال ہے کہ یوں اس کتاب میں تلاش کر کے مولود دیکھے تو بہت جگہ آپ کے نام پا کر پرورد و مکتوب نہیں
میر کو نامی کتاب کی ہے حضرت مجتبیٰ کا صاحب کی مگر مولود کی ہر روزی حادث رہی کہ کتاب اور الہ مطلب اگرچہ کسی ہی کوئی غلطی
کرے اسکو بری کر کے کہ میں حضرت ملک چنانچہ کہتا ہے پس یہ دلیل کہ سب سے پہلے اگر عرب یا کوئی کسی کہ کتاب سے صلوة و سلام نہیں
لکھا میں کتاب میں تھا کہ اس مولود کی رنگ نام ہی ہاں مولود کے پاس حضرت مجتبیٰ کے نام کا لکھا ہوا مکتوب چھکچھک جو ہم پر لالچ
ولا قوۃ الا بالامانی چھوڑ دینا پس مقتدیہ زور شور غرض ایسی ضعیف دلیل پر مولود کا ایسا اعتقاد اور پھر خواہ اعراض حضرت علیہ السلام
ہاں ہے مطلب ہی درست ہے اور برج کی خطابی محقق نہیں مولود کا یہ غلط و غصب محض انائی ہی قول پر پھر کوئی دلیل شرعی قطعی لڑا
اقول دلیل قطعی تو آیت قرآن شریف کی باوصاف معلومہ اور حدیث متواترہ و اجماع قطعی ہی ہے باقی سب اپنی کتاب لائل النبی
سے پھر یہ دیکھ مولود قرائنی و بیات سے ہی انبات اپنے مطلب کا کرتا چلا اگر باہر اور مولود ہی قریب علیہ السلام کے حضرت مجتبیٰ کے ذکر ایک
یہ محقق ہو اور ایسا یقینی ہو کہ حضرت ایشان پر ہی یقین کہتے ہیں کہ یہی فرماتے اور واقع میں احتمال خلاف کا بھی ہو مگر حضرت مجتبیٰ کا یہ عقیدہ تھا
تو یہی ہے حضرت مجتبیٰ کے حکم سے یہاں شرف و تہجد کا یہ حضرت ایشان کے حکم کی تہجد ہوتی کہ مطلب جہاں پر عرض مولود کا کہ وہ لکھ
لکھا کہ کہہ سکتا کہ کوئی کیا تہجد کا مقتدیہ کہ قہمی کی تہجد پر عرض حضرت مجتبیٰ کے ذکر کرتے ہیں کیوں ای بات دوسرے شخص پر لکھیں کہیں
مولوی محمد باقر صاحب کا عرض ہے کہ وہ حضرت مجتبیٰ کے علم یقین سے استدلال لائے ہیں حضرت احمد کا قول کہ زندقہ ہوتی کہ یہ حکمت پر حضرت مجتبیٰ کا
قول ۵۵ تعلق نہ ہو کہ حضرت مجتبیٰ نے کتب افضل جہاں تھا اور یہی لڑکے کہ لکھتے تھے قریب علیہ السلام ہی کا قول یہ مولود کا

تقریظ کتاب ابن قاطع حکیمة قلم فیض قم جانب دہوہ المحققین بدوہ الغفر
والخیرین عمدة الصلحا والکالمین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً ومصلياً۔ اما بعد اس احقر الناس خادم الطلبة بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ نے اس کتاب
مستطاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا اچھا کہ بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور
الزام و محبت والی ہے اور فی الواقع یہ براہین قاطعہ اپنے مصنف کی وسعت ذہن و علم و وسعہ فہم کا
و فہم و حسن تقریر و بہا تحریر پر دلیل واضح اور اقوال مخالف کے باحسن اسبیاں فاضح ہے لہذا یہ
احقر الناس اس کتاب کو بقلب بالذلال الواضح علی کراہۃ المروج من المولود والفاکح
کرنا ہے حق تعالیٰ اس کے مولف کے علم و فہم میں برکت اور اس کی خیرات و مبرات میں عونا اور اس
تالیف نفیس میں خصوصاً کرمیت قبولیت عطا فرماوے اور اس کو موجب بہت و توبہ الٰہی بدعت کا
اور سبب ستم قنات اور تثبت متبعین سنت کا بنا کر مقبول مقبولین و معمول عاقلین فرماوے۔ آمین و
ماؤک علی اللہ بعد و اللہ علی ولی التوفیق و صلوات اللہ علی سید انبیاء و اولاد و صحبہ الی
الدرجات عدد ما یحب و یرضی و لا حول و لا قوۃ الا باللہ خط

تایخ طبع اول کتاب براہین قاطعہ از جناب قاضی البدعت محی السنہ مولوی
محمد حسین صاحب انیس

شد باعث ذہاب بازا اساطعہ

چوں خطاف برق براہین حق رسید

بدعات قطع کرد براہین قاطعہ

تایخ اوست سب طبعان گنگوہی

۱۳ ۵۰ ۲

گنگوہی بیابانہ تمام شد ۲۴۔ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

نقل خط فیض نفا حضرت سیدنا و مرشدنا جناب شاہ امداد اللہ صنا ماجر کہ معظمہ علیہ

التاسیۃ

بعد حمد و صلوة کے واضح رائے ناظرین ہو کہ اس سال جو بعض حجاج مکہ منظر سے بعد فراغ حج بیت اللہ و زیارت
روضۃ انور جناب سرور عالم فرخنی آدم رسول مقبول صلا اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت حضرت حمزہ الاصفیٰ تاج
الاولیاء و عمدة المقرین عمدة الواصلین شمس الحقیقۃ و العرفان بدر الطریقۃ و الاحسان حمزۃ الدنیا و الدنیا
الکرام السقیۃ بریح العالم فیض الائمہ بحر الحقائق و الاسرار مصدر العلوم و الانوار صاحب القنات السید
ذوالانصال و الدرجات الرفیعہ الصدیق الاعظم و القطب الاخرم مولانا سیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الغار ولی الہی
المہاجر فی الملکۃ المعطرۃ لازالت ثمن فیضہ بازفہ و بد و و کار و طالعہ ہندوستان کو واپس گئے تو ایک نقل اپنے
والا حضرت موصوف الصدوق سلمہ کی جو نقل میں نسخ کی جاتی ہے ساتھ لکھ کے جسکی تحریر کی وجہ حضرت کو پیش
آئی کہ ایک شخص مولوی نذیر احمد خاں نامی ساکن راپوری الحال مدرس مدرسہ احکام آباد گجرات نے ایک خط طول
جس میں چند اعتراضات براہین قاطعہ کے مضامین پر کئے ہیں روانہ خدمت عالیہ حضرت حاجی صاحب سلمہ کیا
خط میں علاوہ اعتراضات کی کئی غلطیاں علمائے ربانین کی نوبت پہنچی چنانچہ ان اعتراضات کا خلاصہ نقل میں نسخ کیا جاوے
الحاصل اس نامہ والا حضرت موصوف سلمہ کو دیکھ کر اور اس کے مضامین سے بعد بہت مدد واقف ہو کر خیال میں آیا کہ
چونکہ اس تحریر میں حضرت سلمہ نے افراط و تفریط سے اجتناب فرما کر طریق وسط کو جو بہت کی علامت ہے خستہ
فرمایا ہے اور اصلاح خلق اور رفع اختلافات کو مد نظر رکھا اور حق کوئی میں پرواہ مطاعن طاعینین نہیں مائی
علاوہ ازیں بیان بھی ایسا مدلل اور قوی ہے کہ باوجود مختصر کے مطالبہ مرقومہ میں جن مشکفہ میں صاف صاف
الفاظ میں مسائل متنازعہ کو سب طرح بیان فرمایا کہ کسی گنجائش چون و چرا ہی حق نقل و شریعت و حقیقہ کو باہم الیاء ربطا
کر کے سوائے تسلیم خیال گنگوہی سلمہ سے منسوب معلوم ہوا کہ اس خط حضرت حاجی صاحب سلمہ کو طبع کروا جائے کہ وہ
تحریر پابایت کو اہل انصاف علی الخصوص معتقدین و مریدین حضرت سیدنا جناب حاجی صاحب موصوف سلمہ
دیکھ کر اختلاف باہمی سے کنارہ کریں اور تحریات طائفین کے لئے یہ خط محاکمہ ہو جائے اور نیز یہی معلوم ہو جاوے کہ
حضرت سیدی و رشتہ جناب حاجی صاحب عم فیضہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ تعالیٰ

جواب ثالث۔ اسی طرح صاحب برہن قاطع نے نفس کر سید کو بدعت ضلالت نہیں کہا قیودات زائدہ عہد مکر وہ کہہ کر
 کلمات اور زبانی ذکر و قیام کرنا والوں کو مینور و روافض کھا بلکہ عقیدہ باطل پر حکم حرمت و مشابہت روافض مینور کا لگا ہے۔
 پانچ خود فتویٰ جناب مولوی احمد علی صاحب مرحوم اور مولوی رشید احمد صاحب سلمیٰ بر این صرح موجود کہ نفس کر سید کو
 دے باعث حسنت و برکت سمجھتے ہیں اور برہن قاطع میں مکر اس کو ظاہر کیا ہے انصاف شرط کر۔

جواب رابع۔ ایسے ہی برہن قاطع میں دیوبند کو حرمین پر مروج نہیں دیکھو جو جو جب تہجد ہو بلکہ اس کتاب میں صحت
 لکھ دیا ہے کہ دیوبند کو مثل بازار کی جو شر البلاد ہے بھو اور حرمین کو مثل مسجد کے جو خراب البلاد ہے مگر فتویٰ میں ہر بار عالم
 راہی متقی کا ہے گو وہ کسی جگہ کا ہو سو بنظر تحقیق اس میں کیا کلام ہو سکتی ہے۔

جواب ششم۔ ایسے ہی ایک دوسری بحث میں جو اپنے کھلبے کہ صاحب برہن کا حشر اخص امام صاحب صاحب حسین
 علیہ الرحمۃ تکلف پنچاگریہ تو بعض تصعب یا سفاقت ہے صاحب برہن اس شخص کو درست ہے جو وہ ایک تربیت دہنے والی چیز
 طعن کرے کہ کوئی ایک تربیت دہنے والے بعض صحابہ دائرہ میں ہیں حضرت امام و صاحبین نے کیا ایک تربیت دہنے والی چیز طعن کیا ہے
 ہے کہ طعن کر سکتے ہیں کہ اس طرف بھی صحابہ کبار و ائمہ خیر ہیں۔ صاحب انوار ساطع نے جو بحر العلوم ایک تربیت دہنے والی کو طعن
 کیا تھا حالانکہ ان میں صحابہ و ائمہ بھی ہیں اس کو متنبہ کیا ہے اور اس گستاخی سے روک دیا ہے۔

جواب ششم۔ صاحب برہن نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ مسائل مختلف فیہ میں الخفیہ و ہشانیہ میں بلا ضرورت دوسرے
 مذہب پر عمل کرنا درست ہے اس میں یہ ضنون کسی جگہ نہیں شاید آپ کو نقل قول امام ابن ہمام سے جو بارہ تراویح لکھا ہے یہ
 شبہ پیدا ہو ہے اسکا تذکرہ غلبہ ہرگز نہیں اول تو امام ابن ہمام حنفی میں شافعی نہیں پھر صاحب برہن نے اس پر عمل کرنا
 نہیں لکھا اور نہ اس کو ترجیح دی۔ فقط واصل الوقت والہادی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
 علی خرقۃ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

سلسلہ حضرت حاجی صاحب سلمیٰ سے اس قرین قیودت زائدہ سے منع فرمایا ہے یہی زبانی بھی بابا قیودات زائدہ سے منع فرمایا اور حضرت سلمیٰ کی
 قرینات سے ممانعت دیاں ہو پس اس صورت میں اگر حضرت سلمیٰ کر سید یا زنت سید شریف کی دی تو اسکو نفس ذکر سید شریف پر محمول کرنا چاہئے۔

۵۔ پس سرخص کفر کرنا کرنا برہن کی عبارت سلمیٰ ہو تا ہے کہ امام صاحب صاحبین رحمہم اللہ متعلقے کا بیان کا بھی کیا تھا کہ انابت حق و شہادت
 ہے کہ یہ کوئی حضرت کے ایک تربیت دہنے والوں صحابہ و ائمہ کو کہیں طعن نہیں کیا اور نہ کلمات تحقیر حضرت کی شان میں لکھے تو انوار ساطع نے العلوم ایک
 و تربیت دہنے والوں کی نسبت کلمات ناشائستہ لکھے ہیں اسکو ستانی سے روک دیا گیا اور بھیجا گیا ہے کہ تحقیر احادیث و تحقیر سلف برہن کا حکم نہیں اگر نہ
 انوار ساطع کے کہہ رہی ہر حضرت صحابہ و ائمہ فائین و رواہد پر مراحض کرنا نہیں تو یہ مذکر گناہ بزرگ گناہ کہہ کر کہ اس کتاب میں باقیہ ایک تربیت دہنے
 والی چیز اخص کیا ہے علم شرع ظاہر ہے یا پھر سلف ہوں یا خلف جس امر میں وہ قبیح حدیث ہوئی ہیں اس فعل پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور
 اس کی تحقیر زیادہ مراحض جیسے کسی حادثہ یا ابتداء ہوے کی وجہ سے ہے درز چاہے کہ فرق باطلہ و اہل نبی بن عقائد و اعمال میں مل جل کر
 نہ ہو ان عقائد و اعمال پر بھی اعتراض کیا جائے پھر جب ایک نہ کے فائین بھی صحابہ و ائمہ اہل سنت ہیں تو اس فعل پر بحث نہیں ہو سکتا۔

تمام شد

